سوانح عمری

مسلم بھکشو

محمد یوسف درویش زیروی بھکشو

مبلغِ اسلام

3962
14/12/85

4. The police party ———— their horses and rode

2133/ 02

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

سوانح عمری

مسلم بھکشو

محمد یوسف درویش زیروی بھکشو

مبلغ اسلام

مطبوعہ: دائرہ پرنٹنگ پریس، ۔ کتابت: محمد بشیر الدین باطنؔ وڈمانی
چھتہ بازار حیدرآباد دکن

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	پیش لفظ	۱
۲	دیباچہ	۳
۳	بھکشو رنگ میں تبلیغ کا آغاز	۴
۴	آغاز سوانح عمری از اشعار حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۷
۵	میرا آبائی وطن	۸
۶	میرے والد کی اولاد	۱۰
۷	میرے والد کا دینی مشغلہ	۱۱
۸	میری پیدائش ۔ میرے والد نظام الدین صاحب کا انتقال	۱۲
۹	والد کے انتقال کے دوسرے روز خواب میں ملنا	۱۳
۱۰	گھر کا سامان ۔ چاچا کا سامان دینے سے انکار	۱۴
۱۱	قادیان جانے کے بعد کے حالات	۱۵
۱۲	ایک ایمان افروز واقعہ (مفتی محمد صادق رضؓ کا میرے ساتھ)	۱۶
۱۳	حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کے گھر میں	۱۷
۱۴	حضرت میر صاحب کا بھی یہی طریق تھا کہ سب بچوں کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے تھے	۱۷
۱۵	حضرت میر صاحب کے ملتان صاحب اور مولوی علی محمد اجمیری دوست تھے	۱۸
۱۶	حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ	۲۰
۱۷	حضرت اماں جان کی شفقت	۲۱
۱۸	ایمان افروز واقعہ	۲۲

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۲۶	حضرت اماں جان کی وفات کا واقعہ	۱۹
۲۸	میری شادی اور حضرت میر صاحب کا اظہار افسوس	۲۰
۲۹	حضرت میر صاحب کا انتقال	۲۱
۳۰	حضرت میر صاحب غریبوں کے تو باپ تھے۔ (ایک خواب کا ذکر)	۲۲
۳۱	ڈاکٹر مظفر احمد صاحب کی شہادت۔ سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ کی بیماری اور [illegible]	۲۳
۳۳	جنت میں ملاقات	۲۴
۳۴	میر داؤد احمد صاحب کا انتقال اور کشفی نظارہ	۲۵
۳۷	۳۱۳ ۔ تین سو تیرہ درویشوں کا ذکر	۲۶
۳۸	درویشوں کی نماز و دعا کا ذکر۔ حضرت اقدس مسیح موعود کی مزار پر [illegible]	۲۷
۳۹	نماز تہجد کو دو بجے اٹھنا۔ درویش گویا قالب تھے	۲۸
۴۰	حضرت امام جماعت احمدیہ کے حکم سے جمعرات اور پیر کا روزہ	۲۹
۳۹	حضرت امام جماعت احمدیہ کا درویشوں پر رشک کرنا	۳۰
۴۰	حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی نظم	۳۱
۴۱	۱۹۴۷ء کا واقعہ	۳۲
۴۲	حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب کا ایک واقعہ	۳۳
۴۳	حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب کی بیعت کا واقعہ	۳۴
۴۴	قادیان میں رہنے کا عہد	۳۵
۴۵	احمدی عورتوں کا پاکستان جانا	۳۶

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۳۷	حضرت میاں بشیر احمد صاحب رضؓ کا ایک ایمان افروز واقعہ	۴۶
۳۸	امام جماعت احمدیہ کا بھکشو تحریک کرنا	۴۷
۳۹	ریزولیوشن نمبر 271 / 17-5-56	۴۷
۴۰	ریزولیوشن نمبر 452 مورخہ ۲۴ جولائی ۵۶ء	۴۸
۴۱	مجھے بھکشو کیوں کہتے ہیں	۴۹
۴۲	بھکشو تحریک کیا تھی اور اس کا مقصد کیا تھا	۵۰
۴۳	بھکشو رنگ میں تا زندگی دین کی خدمت کرنے والا پہلا میں اکیلا ہوں	۵۱
۴۴	اولیاء کے مزاروں پر دعا کرنا ثواب ہے۔ مزاروں پر دعا	۵۲
۴۵	بابا بلھے شاہ کا مزار اور ایک پنجابی کا شعر	۵۳
۴۶	پاک پٹن بابا فرید شکر گنج کا مزار	۵۴
۴۷	قبر پر دعا کرنے کی تحریک درج ذیل ہے	۵۵
۴۸	ملتان ۔ ملتان کی تین چیزیں مشہور ہیں	۵۶
۴۹	بھکشو رنگ میں قادیان میں الوداعی دعائیہ پروگرام	۵۷
۵۰	قادیان سے میری روانگی ۔ امرتسر میں سکھوں کو تبلیغ	۵۸
۵۱	میرے گاؤں ملسیاں میں ایک رات ۔ اور سکھوں کو تبلیغ	۵۸
۵۲	زیرہ میں تبلیغ	۵۹
۵۳	زیرہ سے واپسی ۔ امرتسر سے مالیر کوٹلہ	۶۰
۵۴	میوات مسلمانوں کو تبلیغ ۔ گڑگاؤں سے رائے پور	۶۱

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
٥٥	سنت الجماعت کے علماء سے مباہلہ	٦٢
٥٦	امداد کا واقعہ۔ میاں منّان اور میاں وہّاب کے متعلق خواب	٦٣
٥٧	حضور کو خواب لکھ کر دینا	٦٤
٥٨	سوالات اور وقف جدید	٦٥
٥٩	ربوہ سے قادیان۔ اودے پور کٹیا۔ ایک بچہ کو معجزانہ شفاء	٦٦
٦٠	ایک اور بچہ کی شفا اور دعا کا اثر	٦٧
٦١	لکھنو۔ بنارس میں قیام	٦٨
٦٢	اللہ تعالیٰ کے حضور رونا۔ خلیفہ ثانی کا آکر تسلی دینا	٦٩
٦٣	دواخانے سے گھر جانے کی اجازت	٧٠
٦٤	حیدر آباد دکن میں میری آمد۔ حیدر آباد کے علماء کو تبلیغ	٧١
٦٥	ایک نصرت الٰہی کا واقعہ۔ حیدر آباد کا ایک واقعہ	٧٢
٦٦	ایک اور نصرت الٰہی کا واقعہ۔ حیدر آباد میں خواب۔ اڈگور کا تالاب دیکھنا	٧٣
٦٧	اڈگور میں بعض واقعات کا ذکر	٧٤
٦٨	اڈگور میں مسجد احمدیہ کا قیام۔ اڈگور میں تبلیغ کا سلسلہ	٧٥
٦٩	خدا کے عشق میں آنسو بہانا	٧٦
٧٠	خدا تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھنا اور بات چیت کرنا	٧٧
٧١	بارش کی دعاء	٧٩
٧٢	اولاد نرینہ کی دعا	٧٩

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۷۳	ضلع ورنگل کے ملک تعلقہ میں میرا مناظرہ	۸۰
۷۴	رائچور میں جماعت احمدیہ کا دار المطالعہ	۸۱
۷۵	رائچور میں شمس عالم کے عرس پر احمدیہ بک اسٹال	۸۲
۷۶	جماعت احمدیہ کے دنیا میں تبلیغی مراکز۔ میرا تبلیغی ڈھنگ	۸۳
۷۷	اسلام کے معنے	۸۴
۷۸	دار المطالعہ میں ایک پروفیسر سے گفتگو	۸۵
۷۹	دار المطالعہ میں ایک نوجوان سے گفتگو	۸۶
۸۰	بارش کا نشان دیکھ کر کیا آپ لوگ مرزا صاحب پر ایمان لاؤ گے	۸۷
۸۱	رات کو خدا سے اجازت	۸۸
۸۲	بارش کی شرط	۸۹
۸۳	سیٹھ عبد الحی صاحب کے لئے دعا اور ان کی عمر باقی	۹۰
۸۴	سیٹھ عبد الحی صاحب کا انتقال	۹۱
۸۵	میرا وظیفہ جاری ہوا تھا	۹۲
۸۶	اجمیر میں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے ملاقات۔ نصرت الٰہی کا ایک واقعہ	۹۳
۸۷	حضرت خلیفہ اول حکیم نور الدینؓ صاحب کا ایک واقعہ	۹۴
۸۸	ایک اور واقعہ حضرت خلیفہ اولؓ کا	۹۵
۸۹	ایک مولوی کا واقعہ جس سے وہ حیران ہو گیا	۹۶
۹۰	ایک تبلیغی مجلس	۹۷

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۹۱	ایک مرغانہ دینے پر اس کی موت	۹۸
۹۲	ایک دو سالہ بچہ اور معجزانہ دعا کا اثر	۹۹
۹۳	نصرت الٰہی کا ایک اور واقعہ	۱۰۰
۹۴	ایک اور دعاء کا نشان	۱۰۱
۹۵	اس لڑکے کا کہنا کہ دعاء کیا چیز ہے؟	۱۰۳
۹۶	ایک اور طالب علم دعاء سے پاس	۱۰۳
۹۷	خواجہ بندہ نواز سے ملاقات	۱۰۴
۹۸	صوفی سرمد کی مزار پر دعا	۱۰۵
۹۹	گوگی گاؤں میں چند احمدیوں سے ملاقات	۱۰۶
۱۰۰	قبر پر دعا کرنے کا طریق۔ حضرت مسیح موعودؑ نے قبروں پر دعا کی ہے	۱۰۷
۱۰۱	دہلی کے بزرگوں کی مزاروں پر دعا۔ گوڑھ واڑی	۱۰۸
۱۰۲	بشارت کہ پہلا لڑکا ہوگا	۱۱۰
۱۰۳	گلبرگہ میں احمدیہ کتابوں کا اسٹال۔ گلبرگہ میں شرینیا کا دیول اور جاترا	۱۱۱
۱۰۴	ایک مرشد سے لوگوں کو تبلیغ۔ جوتوں سے لوگوں کا علاج	۱۱۲
۱۰۵	ایک ایمان افروز واقعہ	۱۱۳
۱۰۶	گلبرگہ میں جماعت احمدیہ کا قیام	۱۱۴
۱۰۷	بلاری میں درس قرآن شریف۔ بیتیں امام خواب کے ذریعہ احمدی ہوا	۱۱۵
۱۰۸	جماعت احمدیہ بلاری کا یہ پہلا صدر تھا	۱۱۶

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۰۹	بلاری میں ہندوؤں اور مسلمانوں کو تبلیغ۔ کرشنؑ کی آمد کا ذکر	۱۱۶
۱۱۰	بلاری برج بیٹھ۔ رائے درگ میں تبلیغی سوالات کے جوابات	۱۱۷
۱۱۱	بلاری جامعہ مسجد کے پیش امام کا بحث سے انکار۔	۱۱۸
۱۱۲	چاند سورج کے گرہن کا نشان	۱۱۹
۱۱۳	بلاری میں ایک احمدی کی تجارت میں برکت	۱۲۲
۱۱۴	ہاس پیٹ۔ نیر آباد اور ہنپی میں تبلیغ	۱۲۳
۱۱۵	ہنپی میں رام چندر اور سیتا کا مندر۔ اور سلطان ٹیپو کی مسجد	۱۲۳
۱۱۶	حضرت کرشنؑ سے کشفی ملاقات	۱۲۴
۱۱۷	کپل میں تبلیغ اور ایک بزرگ کی کرامات	۱۲۶
۱۱۸	ایک پیر کی درگاہ پہاڑ میں ہے	۱۲۶
۱۱۹	ہبلی میں مخالفت	۱۲۷
۱۲۰	دھاڑواڑ میں تبلیغ	۱۲۸
۱۲۱	بلگام میں تبلیغ	۱۲۹
۱۲۲	بیجاپور میں تبلیغ	۱۳۰
۱۲۳	بیجاپور کے آثار قدیمہ۔ بادشاہی مسجد	۱۳۱
۱۲۴	بیجاپور میں ایمان افروز واقعہ۔ فرشتوں کے سوال جواب۔ ایک رؤیا	۱۳۲
۱۲۵	غائبانہ امداد۔ شولاپور میں تبلیغ	۱۳۴
۱۲۶	عثمان آباد میں تبلیغ۔ اور ایک مولوی سے مقابلہ	۱۳۵

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۲۷	ایک گاؤں میں تبلیغ اور جامعہ مسجد میں وعظ	۱۳۷
۱۲۸	بیڑ میں تبلیغ اور تقریر	۱۳۸
۱۲۹	بیڑ کے قریب گاؤں میں تبلیغ	۱۳۹
۱۳۰	اورنگ آباد	۱۴۰
۱۳۱	دولت آباد۔ خلد آباد میں اورنگ زیب کا مزار ہے	۱۴۱
۱۳۲	الورا اور اجنٹا کی غاریں۔ اورنگ آباد میں جماعت کا قیام	۱۴۲
۱۳۳	جالنہ میں تبلیغ۔ ناندیڑ میں سکھوں کا بڑا گردوارہ ہے	۱۴۳
۱۳۴	سچا سودا	۱۴۴
۱۳۵	بیدر میں تبلیغ۔ پانی کا چشمہ سکھوں کو تبلیغ۔ جماعت احمدیہ کی تنظیم	۱۴۶
۱۳۶	اڑیسہ ریاست میں تبلیغ۔ کٹک اور بنگال	۱۴۷
۱۳۷	کوٹ پلہ۔ گرڑا پلی	۱۴۸
۱۳۸	کیرنگ۔ ایک احمدی نوجوان کی فوج میں بھرتی کی دعا	۱۴۹
۱۳۹	بھدرک اور سورو	۱۵۱
۱۴۰	موسیٰ بنی مائنز (ریاست بہار)	۱۵۱
۱۴۱	ایک معجزانہ دعا کا اثر۔ دعا سے پتہ چلا کہ وہ لڑکا چار دن کے اندر آئیگا	۱۵۲
۱۴۲	جمشید پور میں تبلیغ	۱۵۳
۱۴۳	حاجی ملنگ شاہ کا مزار	۱۵۴
۱۴۴	بمبئی۔ پونا میں تبلیغ اور ایک گاؤں میں تبلیغ	۱۵۵

صفحہ	عنوانات	
۱۵۶	چک منگلور اور بابا قلندر حیات کی درگاہ۔ تین چیزیں مشہور ہیں	۱۲۵
۱۵۶	آبشار اور ایک وہم	۱۲۶
۱۵۷	فتح محمد سلطان ٹیپو کا مزار	۱۲۷
۱۵۸	مسجد اقصیٰ اور اس پر ایک شعر کا مطلب۔	۱۲۸
۱۵۹	مرکرہ اور کیرالا کی جماعتوں میں تبلیغ و تربیت	۱۲۹
۱۶۰	جس آدمی کی روحانی آنکھ نہیں اس کا انجام اچھا نہیں	۱۳۰
۱۶۱	واقعات انبیاء۔ حضرت صالحؑ۔ حضرت آدمؑ	۱۳۱
۱۶۲	حضرت ابراہیمؑ کا گاؤں۔ نبیوں کی قبریں	۱۳۲
۱۶۳	نسب نامہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم	۱۳۳
"	حضرت نوح علیہ السلام	۱۳۴
"	حضرت ابراہیم علیہ السلام	۱۳۵
۱۶۵	ختنہ کا حکم	۱۳۶
"	حضرت اسحٰق علیہ السلام۔ حضرت یعقوب علیہ السلام	۱۳۷
۱۶۶	حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے نام	۱۳۸
۱۶۷	نسب نامہ حضرت داؤد علیہ السلام	۱۳۹
۱۶۸	حضرت سلیمان علیہ السلام۔ حضرت ایوب علیہ السلام	۱۴۰
۱۶۹	حضرت موسیٰؑ۔ حضرت ہارونؑ۔ حضرت ذکریاؑ	۱۴۱
۱۷۰	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۱۴۲
۱۷۱	ایک ایمان افروز واقعہ	۱۴۳

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۶۴	بانی جماعت احمدیہ کا فارسی کلام	۱۷۲
۱۶۵	حضرت کرشن ؑ کی آمد کی چند علامات	۱۷۳
۱۶۶	حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب ؑ ۔ آپ کا دعویٰ کرشن ۔	۱۷۵
۱۶۷	حضرت بابا نانک صاحب ولی اللہ تھے ۔ بابا نانک مسلمان تھے	۱۷۶
۱۶۸	حضرت بابا نانک صاحب ؒ ۔ آنے والے گرو کا مقام	۱۷۵
۱۶۹	حضرت مسیح موعود ؑ پر عیسائیوں کے اعتراض	۱۸۰
۱۷۰	خدا ایک ہے ۔ تین ایک ہیں	۱۸۱
۱۷۱	اللہ تعالیٰ کو دیکھنا	۱۸۲
۱۷۲	جنّت کا پروانہ	۱۸۳
۱۷۳	چھینٹے کا واقعہ	۱۸۴
۱۷۴	آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم و دیگر بزرگان سے ملاقات	۱۸۵
۱۷۵	خلیفۃ المسیح الرّابع کی زیر صدارت خاکسار کی تقریر	۱۸۷
۱۷۶	قوالی کے تعلق سے ایک رویاء	۱۸۹
۱۷۷	مردے کو زندہ کیا ۔ ایک آدمی کی عبرتناک حالت	۱۹۰
۱۷۸	لیلۃ القدر کا واقعہ	۱۹۱
۱۷۹	کوّے کی زبان سے میں واقف ہوں	۱۹۲
۱۸۰	آخر میں	۱۹۳
۱۸۱	تمت بالخیر	۱۹۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

پیش لفظ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ○

ترجمہ: اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے (پارہ ۲۷ رکوع ۲)

نوٹ: اس آیت میں خدا تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا مقصد بیان کر دیا ہے جس انسان نے اس مقصد کو پورا کر دیا وہ یقیناً کامیاب ہو گیا۔

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ○ (پارہ ۱۵ رکوع ۸)

ترجمہ: اور سب لوگوں سے کہہ دے (کہ بس اب) حق آ گیا ہے۔ اور باطل بھاگ گیا ہے + اور باطل تو ہے ہی بس بھاگ جانے والا +

نوٹ: اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جب انسان خدا کا بن

جاتا ہے تو باطل طاقت پارہ پارہ ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ
نور چلتا ہے اس کی ہر بات میں نور ہوتا ہے اور یہ مجبور ہوتا ہے
کہ سچی بات کرے کیونکہ نور سچ ہے اور جھوٹ باطل ہے۔

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ (پارہ ۲۴ رکوع ۱)

ترجمہ: کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟

نوٹ: اسی آیت کا یہ مطلب ہے کہ اگر انسان کو خدا تعالیٰ پر پورا پورا توکل ہو تو وہ خدا کے سوا دوسروں کے آگے کبھی ہاتھ نہیں پھیلاتا۔ اور یہ مومن کا ایک نہایت توکل کا اعلیٰ مقام ہوتا ہے۔ یہ حضرت اقدس بانی جماعت احمدیہ کا الہام بھی ہے۔ اور میں نے اس کے کئی نمونے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں جن کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آگے اسی کتاب میں آئے گا۔

اب میں پہلے کتاب کا دیباچہ لکھوں گا اور پھر اصل مضمون آگے آئے گا۔
انشاء اللہ تعالیٰ۔

خدا سے دعا ہے کہ وہ میری اس کتاب کو پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور لوگوں کی ہدایت کا موجب بنائے اور میری حقیر کوشش کو محض اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

محمد یوسف درویش زیروی بھکشو
مبلغ اسلام ۱۰-۹-۸۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھوالناصر

دیباچہ

مؤلف : محمد یوسف درویش زیروی بھکشو مبلغ اسلام

پس اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل اور احسان سے خاکسار کو یہ تاریخی کتاب سوانحعمری "مسلم بھکشو" لکھنے کی توفیق عطا کی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

یہ ۱۹۶۴ء کی بات ہے جب کہ میں قادیان گیا ہوا تھا۔ تو نظارت دعوۃ وتبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے ایک عالم جناب مولوی عبداللطیف صاحب گیانی کو میرے حالات بھکشو لکھنے کو مقرر کیا تھا۔ لیکن کچھ حالات تحریر کیا تھا کہ میں قادیان سے باہر آگیا تھا اور وہ حالات تحریر میں آنے سے رہ گئے تھے۔ اب بیس سال کے بعد ۱۹۸۴ء میں میرے دل میں بار بار بڑی شدّت سے خیال آرہا تھا کہ اپنی زندگی کے حالات کو ضرور لکھنا چاہئیے۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔ تو میں نے یہ حالات یکم ستمبر ۱۹۸۴ء سے لکھنا شروع کیا ہے۔ بار بار دل میں خیال

پیدا ہوتا یہ ایک تحریک ملائکہ خیال کر کے خدا تعالیٰ کی توفیق سے لکھنا ضروری خیال کیا تھا۔ اور خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔ ثم آمین۔

بھکشو رنگ میں تبلیغ کا آغاز

مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۵۶ء کو میں پہلی مرتبہ بھکشو کے رنگ میں بغرض تبلیغ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے مطابق قادیان سے باہر آیا تھا۔ اس کی پوری تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب میں آئے گی۔ یہ چونکہ خدا تعالیٰ کے خلیفہ کی تحریک تھی۔ جو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے جیسا کہ تحریک جدید... اور وقف جدید ہے۔ اس لئے اس تحریک کو بھکشو تحریک کہتے ہیں۔ اور اس کا کیا مقصد تھا اور کس رنگ میں اس تحریک میں کام کرنا تھا۔ یہ تحریر میں آنا ضروری تھا۔ اس لئے اس کتاب میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کی پوری تفصیل آئے گی جو کہ بڑی دلچسپ روحانی باتیں دل پر اثر کرنے والی ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس میں معجزات کا ذکر ہے۔ کشفوں کا ذکر ہے۔ الہام کا ذکر ہے خوابوں کا ذکر ہے۔ دعاؤں کی قبولیت کا ذکر ہے۔ قبر پر دعا کے ذریعہ صاحب قبر سے بات کرنے کا ذکر ہے۔ اور قبر پر دعا کس رنگ میں کیجاتی ہے اس کا ذکر ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو دیکھنا اس کا ذکر ہے۔ خدا تعالیٰ سے محبت کیسے پیدا ہوتی ہے اس کا ذکر ہے۔ پھر مختلف مذاہب کے لوگوں کو کس رنگ میں تبلیغ کی جاتی ہے اس کا ذکر ہے۔ پھر ان کو کتابوں کے حوالہ جات دیئے گئے ہیں جو کہ علم کے اضافہ کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کرشن کی آمد ثانی کا ذکر ہے۔ سکھوں کے گرو نانک کا ذکر ہے مسلمان بزرگوں نے جو خدا تعالیٰ کی مختلف رنگ و شکلوں میں دیکھا تھا اس کا ذکر ہے۔ پھر بزرگوں کی صحبت میں رہنے کا ذکر ہے اور ۱۹۴۷ء میں پنجاب کی تقسیم کے وقت صرف قادیان میں تین سو تیرہ (۳۱۳) درویش رہ گئے تھے اس کا ذکر ہے۔ ان درویشوں کی زندگی کیسا گذرتی تھی اس کا ذکر ہے۔ پھر میری پیدائش اور وطن کا ذکر ہے اور اس میں بہت سے شہروں اور گاؤں کا ذکر ہے۔ پھر کتنے لوگوں تک تبلیغ کا پیغام پہنچا اس کا ذکر ہے۔

پھر پندرہ نبیوں کے نسب ناموں کا ذکر ہے۔

اس سے پہلے میں نے ایک کتاب لکھی ہے اس کا نام "روحانی خزائن" ہے۔ اس میں (۸۰) اسّی احادیث ہیں۔ ہستی باری تعالیٰ اور آنحضرت صلعم کا خاتم نبوت اور آپ کا روحانی مقام کا تفصیل سے ذکر ہے۔ اور اولیاء کرام کا ذکر ہے۔

نوٹ :۔ مَن بنیٰ للہ مسجداً بنی اللہ لہٗ بیتاً فی الجنّۃ ۔

ترجمہ :۔ جو خدا کے لئے مسجد بناتا ہے خدا تعالیٰ اس کے لئے جنّت میں گھر بنائے گا ۔ (حدیث متفق علیہ)

خاکسار

محمد یوسف درویش زیروی بھکشو مبلغ اسلام

۳۰ ڈسمبر ۱۹۸۲ء

۷

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔
وعلی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

روح او را گفتن قول بلا اول کسے

آدم توحید و پیش از آدمش پیوند یار

ترجمہ:۔ اس کی روح قول بلا ہے جس میں سب سے اوّل ہے۔
وہ توحید کا آدم ہے اور آدم کی پیدائش سے بھی پہلے اس کا تعلق
خدا تعالیٰ سے تھا۔ وہ انسان جو کامل برکتوں کے ساتھ آیا۔ اور
ایک عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔ وہ مبارک نبی
حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین و فخر النبیین جناب
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
اے اللہ تو آپ پر بے شمار برکات اور درود نازل کر
آمین ثم آمین

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا
محمد و بارک علیہ و اصحابہ اجمعین ۵

اوپر فارسی کا شعر حضرت اقدس مسیح موعودؑ بانی جماعت احمدیہ کا ہے

مذکورہ بالا شعر سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد علیہ السلام کو اپنے آقا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر محبت تھی۔۔ یہ عاشق رسول کے سوا دوسرا کون ایسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کر سکتا ہے۔

اب میں اپنے مضمون کو شروع کرتا ہوں۔ مضمون شروع کرنے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور آپ کے عاشق کا ذکر کرنا ضروری تھا۔ سب سے پہلے میں اپنے آبائی وطن سے شروع کرتا ہوں۔

میرا آبائی وطن

میرا آبائی وطن اور میری پیدائش کی جگہ کا نام ملسیاں کلاں ہے۔

یہ تحصیل زیرہ ضلع فیروزپور مشرقی پنجاب میں ہے۔

ملسیاں زیرہ کے شمال کی طرف دو میل بڑی روڈ سے مغرب کی طرف دو فرلانگ کے فاصلہ پر ہے۔ اس کے جنوب میں چھوٹا ملسیاں ہے۔۔۔۔ میرے گاؤں ملسیاں کی بنیاد میرے دادا نے ڈالی تھی۔ میرے دادے پانچ اور دادیاں سات تھیں۔ ان میں میرے دادا سب سے چھوٹے تھے۔ نام چودھری محمد حسن تھا۔ میرے دادا ؤں کا اس سارے علاقہ کے مسلم، ہندو اور

سکھوں میں بڑا اثر تھا ۔ مقدمات میں اور دنیوی کاموں میں ان کے مشوروں
کو بڑی اہمیت دیتے تھے ۔ اور دینی باتوں کی تو محفل لگی رہتی تھی ۔
احمدی میرے دادا اور ایک دادی تھیں ۔ میری دادی کی اولاد میں سے
میرے نانا چودھری محمد بخش صاحب اور چودھری الٰہی بخش صاحب
یہ دونوں پکے احمدی تھے اور ان دونوں کی ساری اولاد خدا کے فضل
سے احمدی ہے ۔

محمد بخش صاحب کے پانچ لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں ۔ اور
چودھری الٰہی بخش صاحب کے چار اور تین لڑکیاں ہیں ۔ پھر ان
سب کی اولادیں بھی خدا کے فضل سے احمدی ہیں جو کہ اس وقت
خدا کے فضل سے ایک سَو سے زیادہ ہیں اور بعض سلسلہ کے خادم و
مبلغ ہیں ۔

میرے والد کی اولاد

میں ایک لڑکا اور تین لڑکیاں تھیں جو کہ سب خدا کے فضل سے احمدی ہیں۔ میرا ایک لڑکا نام احمد ہے۔ اس کو خدا کے فضل سے چار لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ میری ہمشیرہ کی اولاد بھی احمدی ہے یہ سب احمدی ہیں۔ میرے والد کا نام چودھری نظام الدین اور والدہ کا نام حلیمہ بیگم تھا۔

یہ نہایت صالح پانچ وقت کی نمازوں کے علاوہ تہجد گذار اور غریبوں کے بڑے ہمدرد تھے۔ اپنی طاقت کے مطابق غریبوں کی مدد کرنا اپنا فرض خیال کرتے تھے۔

نانا باعمل عالم تھے اس لئے اپنی اولاد کی اچھی تربیت کی تھی۔ آپ سے گاؤں کی بہت سی عورتیں ہمارے گھر آکر قرآن شریف پڑھا کرتی تھیں۔

میرے والد کا دینی مشغلہ

میرے والد صاحب سے احمدی اور غیر احمدی سب بڑی عمر کے لوگ بکثرت ہمارے گھر آ کر قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد اور عشاء کی نماز کے بعد اور رات کو تو کافی دیر تک دینی باتوں میں وقت گذرتا تھا۔ یہ دینی تعلیم صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہوتی تھی۔ اس کا کوئی معاوضہ نہ لیتے تھے۔

آپ باقاعدہ قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔ اور اپنے بچوں سے بھی تلاوت کرواتے تھے۔ اور پانچوں نمازوں کے علاوہ تہجد گذار تھے آپ بہت کم بات کرتے تھے۔ اور جو بات بھی کرتے بڑی معقول ہوتی۔ گاؤں کی آبادی دس ہزار کے قریب تھی) اکثر لوگ میرے والد کو فرشتہ کے نام سے یاد کرتے تھے۔ ان احمدیوں کے نیک نمونہ کی وجہ سے غیر احمدیوں پر بڑا اچھا اثر تھا

میری پیدائش

میری سنہ ۱۹۱۹ء کی پیدائش ہے۔ میری عمر تین سال کی تھی کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد میری دادی، دادا اور ایک ہمشیرہ کا انتقال ہو گیا۔ جب میری عمر پانچ سال کی ہوئی تھی کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا۔

میرے والد نظام الدین صاحب کا انتقال

میرے والد صاحب کے انتقال کی خبر سن کر سارے گاؤں کے لوگ جمع ہو گئے اور سب کے چہروں پر اداسی نظر آتی تھی۔ جنازہ تو میرے نانا محمد بخش صاحب نے پڑھایا تھا۔ جنازہ میں تقریباً دونوں گاؤں کے لوگ شریک تھے۔ سب کی زبان پر یہ تھا کہ چودھری نظام الدین ایک فرشتہ آدمی تھا۔ ان کا انتقال ہو گیا جو بڑے صدمہ کی بات ہے۔

والد کے انتقال کے دوسرے روز خواب میں مِلنا

اور یہ کہنا کہ میں فوت نہیں ہوا

والد سے محبت کی وجہ سے میں خوب رویا۔ رات کو خواب میں آکر میری چارپائی پر جب کہ میں بھی چارپائی پر بیٹھا تھا۔ بڑی محبت پیار سے تسلّی دیتے رہے کہ میں کب مَرا ہوں لوگ غلط کہتے ہیں کہ میں مر گیا ہوں۔ میں تو تمہارے سامنے بیٹھا ہوں۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو بالکل والد صاحب ہیں تب مجھے تسلّی ہو گئی کہ آپ کا انتقال نہیں ہوا۔

اس کے بعد فجر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا۔ مجھے کسی نے نماز کے لئے اٹھا دیا۔ میں نے اٹھ کر رونا شروع کر دیا کہ ابھی میرے والد صاحب میرے ساتھ بات کر رہے تھے وہ کہاں چلے گئے ہیں۔ جب میں نے واقعہ سنایا تو گھر کے سارے لوگ حیران رہ گئے۔ اور مجھے تسلّیاں دے کر خاموش کروا دیا۔

گھر کا سامان

میرے والد کا انتقال ہونے کے بعد گھر کا ساز و سامان ایک غیر احمدی چاچا لے گئے یہ کہہ کر کہ لڑکا جب بالغ ہوگا تو میں اس کو واپس کردوں گا۔ گھر بہت بڑا تھا۔ ہزاروں روپیہ کا گھر کا سامان تھا اناج تھا سب کچھ لے گئے تھے۔

اس کے بعد میں زیرہ میں پڑھائی کے لئے چلا گیا۔ اور ایک ہمشیرہ تھی وہ نانا کے پاس چلی گئی۔ گھر پر دوسروں نے قبضہ کرلیا۔

زیرہ میں ایک غیر احمدیوں کے مدرسہ میں داخل ہو گیا تھا

چاچا کا سامان دینے سے انکار

میں جب بالغ ہوا اور اپنے گھر کے سامان کا مطالبہ کیا تو چاچا نے صاف انکار کردیا کہ میرے پاس آپ کا کوئی سامان نہیں ہے۔ جن کے سامنے دیا تھا ان کو کہا تو ان کے کہنے پر بھی نہیں دیا۔ سب گھر کا سامان چاچا صاحب ہڑپ کر گئے تھے میرے ماموں مولوی محمد عبداللہ صاحب زیروی قادیان

میں پڑھ رہے تھے۔ وہ ۱۹۲۸ء کی رخصت پر جب زیرہ آئے
تو میں سب رشتہ داروں کی اجازت سے ماموں کے ساتھ قادیان
چلا گیا تھا۔ میرے والد ہر سال قادیان جلسہ سالانہ پر جایا کرتے
تھے۔ اس وجہ سے مجھے بھی قادیان جانے کا بڑا شوق تھا۔

قادیان جانے کے بعد کے حالات

میں کچھ دن تو ماموں کے ساتھ رہا۔ اس کے بعد ماموں صاحب
نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کے خاص انگریزی دان صحابی تھے ان
کے گھر رکھوا دیا تھا۔ میرے ماموں کے ان سے بہت اچھے تعلقات
تھے میں ان کے گھر تین ماہ تک رہا ہوں۔ آپ نماز تہجد کو باقاعدہ
اٹھا کرتے تھے اور ہم بچوں کو بھی جو ان کی انگریزی بیوی کے
ایک لڑکا ایک لڑکی تھی اٹھایا کرتے تھے۔ آپ کے ساتھ نماز
کے علاوہ تہجد بھی باقاعدہ پڑھا کرتے تھے اور آپ ہم بچوں کو
کھانا اپنے ساتھ بٹھا کر کھلایا کرتے تھے۔

ایک ایمان افروز واقعہ

مفتی محمد صادق کا میرے ساتھ

وہ یہ ہے کہ قادیان آنے کے بعد میرے ماموں مجھے روزانہ چار پیسے خرچ کے لئے دیا کرتے تھے۔ ایک روز میں وہ پیسے خرچ کر چکا تھا اور دل میں سوچ رہا تھا کہ چار پیسے اگر ہوتے تو گنا کھاتا۔ یہ سوچ رہا تھا کہ مسجد مبارک کی طرف سے حضرت مفتی صاحب تشریف لائے۔ آتے ہی میرا نام لیا اور کہاں سے آیا دریافت کیا۔ میں نے اپنا پورا تعارف کروا دیا تو آپ نے چار پیسے مجھے دیا اور کہا کہ آپ گنا لے کر کھالو۔ پہلے تو میں نے لے لیا اور سوچا کہ میرے دل کا ان کو کیسے علم ہو گیا کہ میں نے گنا کھانا ہے۔ یہ قادیان آنے کے بعد پہلی بات تھی جس نے میرے دل پر اثر کیا تھا۔ جب ماموں سے اس کا ذکر کیا تو ماموں نے آپ کی بہت تعریف کی۔ اس کے بعد میں آپ کے گھر رہا ہوں جس کا اوپر ذکر کر آیا ہوں۔

میں حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کے گھر میں

میں حضرت مفتی محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر رہنے کے بعد میرے ماموں نے حضرت میر محمد اسحٰق رضی اللہ تعالیٰ کے گھر رکھوا دیا تھا۔ آپ اس وقت ریتی چھلہ کے پاس کوٹھی میں مقیم تھے یہ سنہ ۱۹۲۸ء کی بات ہے۔ حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ تعالیٰ کی اولاد چار لڑکیاں اور تین لڑکے تھے۔ میں آپ کے گھر سنہ ۲۸، ۲۹، ۳۰ء میں رہا ہوں۔

حضرت میر صاحب کا بھی یہی طریق تھا کہ سب بچوں کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے تھے۔

آپ کا یہ طریق تھا کہ بچوں کو گول دائرہ کی طرح بٹھا لیا کرتے تھے اور آپ درمیان میں بیٹھا کرتے تھے اور کھانا منگوا کر پاس رکھوا لیا کرتے تھے اور اپنے ہاتھ سے ڈال کر سب بچوں کے سامنے رکھ دیتے تھے اور پھر بسم اللہ سے سب شروع کرتے تھے پھر کھانے کے بعد ایک دعا سب بچوں کو سکھایا

ہوا تھا۔ وہ ایک بچہ پڑھتا تھا اور وہ بھی دُہراتے جاتے تھے وہ دعا اب تک مجھے یاد ہے اور میں اکثر کھانا کھانے کے بعد پڑھا کرتا ہوں اور وہ یہ ہے :- اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَاجْعَلْنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ ترجمہ :- ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کی ہی ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہم کو مسلمان بنایا۔ آپ کے ساتھ کھانے میں بھی ایک روحانی لذت تھی ۔

حضرت میر صاحب کے دوست منّان صاحب اور مولوی علی محمد اجمیری دوست تھے

حضرت میر اسحٰق رضی اللہ عنہ کے خاص دوست میاں منّان حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا لڑکا اور مولوی علی محمد اجمیری یہ اکثر میر صاحب کے پاس آکر بیٹھا کرتے تھے ۔ مولوی علی محمد اجمیری کے اس وقت صرف ایک لڑکی رضیہ تھی ۔ اور حضرت میر صاحب کی سرپرستی میں میں مولوی علی محمد صاحب کے گھر میں رہا ہوں ۔

مولوی علی محمد صاحب کی بیوی عائشہ اور مولوی فضل الدین صاحب کی بیوی خدیجہ ۔ اور خاں صاحب فرزند علی کی بیوی قدّوسی یہ تینوں حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب جو کہ سکھ سے مسلمان ہوئے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاص صحابی تھے ان کی لڑکیاں تھیں ۔

یہ ۱۹۳۱ء کی بات ہے کہ یہ تینوں لڑکیاں نمازی اور تہجد گذار تھیں۔ جلسوں میں اور سلسلہ کے کاموں کے بارے میں خوب جوش رکھتی تھیں۔ عبدالقدوس کا لڑکا مبارک احمد صاحب میرا خاص دوست بلکہ بھائی تھا جو کہ آج کل برطانیہ میں ملازم ہے اور ان کا بڑا بھائی محبوب عالم خالد صاحب ربوہ میں ناظر بیت المال ہیں۔ مبارک کے والد صاحب لندن کی مسجد فضل کے امام بھی رہ چکے ہیں اور ۱۹۳۲ء میں واپس قادیان آ گئے تھے۔ میں ان دونوں کے گھر میں ہی رہا کرتا تھا۔ اور بعد میں یہ خالد صاحب ناظر بیت المال بھی رہ چکے ہیں قادیان میں۔

بھائی عبدالرحیم صاحب ۱۹۳۲ء میں حج کر کے آئے تھے۔ ان کا لڑکا ایک تھا۔ عبدالرحمٰن صاحب بڑے خوش طبع تھے۔ ان کا لڑکا شفیع الرحمٰن صاحب اس وقت چھوٹا بچہ تھا۔ درویشی کے زمانہ میں وہ قادیان آیا تھا۔

یہ بھائی جی امرتسر پٹی کے رہنے والے تھے۔ اور ایک بھائی عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہندو برہمن گھر کے تھے۔ یہ دونوں بس قادیانی کے نام سے مشہور ہیں۔ بھائی عبدالرحمٰن ؓ کا گھر میں نے امرتسر میں دیکھا ہے

حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں جب حضرت میر صاحب کے گھر تھا تو میں مولوی شیر علی صاحب رضؓ کے گھر جایا کرتا تھا۔ کیونکہ آپ کا گھر حضرت میر صاحب کے گھر کے بالکل ساتھ تھا۔ اور آپ کے ساتھ کئی دفعہ کھانا کھایا ہے اور آپ کے بچوں کے ساتھ بھی کئی دفعہ کھیلا ہے۔ آپ بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ اور ہر وقت آپ کی زبان ذکر الٰہی سے تر رہتی تھی۔ آپ پورے فرشتہ خصلت انسان تھے۔ آپ نے انگریزی میں قرآن شریف کا ترجمہ کیا تھا۔ وہ سنہ ۱۹۸۱ء میں پاکستانی حکومت نے اس کی طباعت کو روک دیا ہے۔ آپ بڑے دعاگو بزرگ تھے آپ کے بڑے بڑے واقعات ہیں۔ یہ غالباً حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا الہام تھا کہ شیر علی فرشتہ آیا۔

حضرت اماں جان کی شفقت

میں جب حضرت میر صاحب کے گھر تھا تو آپ مجھے حضرت اماں جان ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زوجِ مطہرہ تھیں کے پاس بھجوایا کرتے تھے۔

حضرت اماں جان غریبوں سے بڑی محبت اور شفقت کیا کرتی تھیں ایک تو میں آپ کے بھائی میر صاحب کے گھر رہا کرتا تھا دوسرا میں غریب تھا۔ آپ بڑے پیار سے اور محبت سے پیش آتی تھیں۔ آپ کا ہمیشہ شفقت کا ہاتھ اوپر رہتا تھا۔ کوئی ماں بھی ایسا شفقت سے پیش نہ آتی ہوگی۔ آپ کے بہت سے واقعات ہیں اگر پھر یا آگے موقعہ ملا تو تحریر کروں گا

ایمان افروز واقعہ

۱۹۳۷ء کی بات ہے کہ ایک نوجوان ضلع ہزارہ کا رہنے والا قادیان آیا اور وہ بیعت کر کے احمدی بنا۔ اس نے ایک واقعہ سنایا کہ عطاء اللہ شاہ بخاری جو ۱۹۳۴ء میں جلسہ [illegible] قادیان میں گیا اور کہا کہ میں قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجاؤں گا۔ میں تقریباً عطاء اللہ شاہ بخاری کے ساتھ ۹ ماہ رہا۔ اس نے کہا کہ لکھنؤ میں ایک جلسہ کیا جس میں گورنمنٹ کے خلاف بھی کہا تھا جس کے نتیجہ میں گرفتاری عمل میں آئی۔ اس کا بیان ہے کہ عطاء اللہ شاہ نے اپنی تقریروں میں بار بار دہرایا کرتا تھا کہ قادیان میں ۱۳ ایکڑ زمین پر مسجد بنی ہے اور ہزاروں یتیم اور غریب تعلیم پا رہے ہیں اور قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجاتا ہے تو لوگ ہزاروں روپیہ بطور چندہ اور تیاری کے لئے دیا کرتے تھے میں یہ باتیں سن کر قادیان آیا تھا لیکن مشاہدۃً تمام باتیں غلط ثابت ہوئیں۔

نوٹ: عام مسلمانوں کی آبادی جملہ ۱۰۰ ہوگی۔ اور ان کی ۳ مسجدیں تھیں۔ ۲ مسجدیں ۳-۲ مرلے کی اور ایک مسجد ۵ مرلے کی تھی۔

(ایک ایکڑ کے ۸ کنال اور ایک کنال کے ۲۰ مرلے)
یہ پیمائش پنجاب کی اس زمانے میں تھی۔

ویسے بھی ۱۹۴۷ء سے پہلے کی آبادی (۱۷۰۰۰) سترہ ہزار تھی جس میں ۱۵ ہزار اور ۲ ہزار دیگر قومیں تھیں۔

۱۹۳۷ء میں میں اور یہ مذکورہ نوجوان دونوں ہی قادیان سے لائلپور گئے۔ وہاں سے چنیوٹ رات رہ کر فجر کی نماز پڑھ کر ربوہ[1] کو پیدل گئے۔ ۲ روز کے پیدل سفر کے بعد جہلم دریا کے کنارے ایک گاؤں جہاں جماعت کی اکثریت تھی اور ایک بڑی جامع مسجد اور دینی مدرسہ بھی تھا جس میں عربی اردو اور فارسی پڑھائی جاتی تھی وہاں ہم پہنچ گئے وہاں تقریباً چھ ماہ رہا ہوں۔ رہنے اور کھانے کا انتظام جماعت کی طرف سے تھا۔

---

[1]: جو اس وقت معرض وجود میں نہیں آیا تھا۔

ایمان افروز واقعہ

ایک روز شام میں اکیلا بیٹھا تھا۔ میرے پاس ایک مقامی احمدی نوجوان آیا اور کہا کہ ایک ضروری بات آپ سے کرنی ہے کہ یہاں ایک آوارہ غنڈہ آدمی مجھ پر ایک الزام لگایا ہے اور مجھے ناجائز طور پر تنگ کر رہا تھا۔ میں اس سے ابھی ابھی کہا کہ میرا اور اس شخص کے درمیان مباہلہ ہوا ہے اور جس کے نتیجہ کی میعاد صرف ۸ روز رکھے۔ دونوں کے درمیان یہ بات طے ہوئی کہ جو جھوٹا ہوگا وہ تباہ و برباد ہوگا اور جو سچا ہوگا اس کو کوئی نقصان نہ ہوگا اس تعلق سے اس نے مجھ سے گذارش کی کہ اس سلسلہ میں آپ بھی دعا کریں تاکہ نتیجہ صحیح نکلے۔ چنانچہ ہم نے دعا شروع کردی۔ چوتھے روز اس نے یعنی (جس کے درمیان مباہلہ ہوا) آیا اور وہاں آکر انچارج معلم سے مل کر اس نوجوان کے تعلق سے پوچھا کہ وہ کہاں ہے۔ ہم دونوں اس وقت اشراق کی نماز پڑھ رہے تھے۔ میں پہلے باہر آیا اور مولوی صاحب نے مجھ کو اشارہ کرکے کہا کہ شاید ان کو علم ہوگا کہ وہ کہاں ہے میں نے کہا کہ وہ اندر ہے ابھی باہر آئیں گے۔

اس نوجوان سے کہا کہ میری غلطی ہوئی ہے مجھے معاف کریں۔ بلاوجہ آپ کو تنگ کیا ہوں اس کے بعد اس نے ایک خواب سنایا کہ :-

"میں نے رات کو دیکھا کہ دو آدمی جو وردی میں ملبوس تھے جس میں سے ایک انسپکٹر دوسرا سپاہی - ایک ہاتھ میں پستول ہے اور ایک کے ہاتھ میں ۲ نالیوں والی بندوق ہے - دونوں نے میری طرف بڑھ کر سینہ سے بندوق اور پستول لگا کر ان میں سے ایک نے کہا کہ اس شخص نے فلاں آدمی کو ناجائز طور پر تنگ کر دیا ہے لہذا اس کو ختم کر دینا چاہیئے - دوسرے نے کہا کہ ۸ دن کی مہلت میں سے صرف چار دن گذرے ہیں مزید ۴ دن کا وقت ہے اگر یہ شخص اس سے معافی چاہے تو کوئی سزا نہ ہو گی ورنہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے - اس نظارہ کو نہایت ہیبت ناک انداز میں بیان کرتے ہوئے معافی چاہی"

نوٹ :- یہ دراصل ہم دونوں احمدیوں کی دعائیں تھیں جس کے نتیجہ میں اس نوجوان کو عبرت ناک واقعہ کا نظارہ دکھا کر احمدیت کی سچائی ظاہر کر دیا - اس واقعہ کا سارے گاؤں پر اچھا اثر پڑا - اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ نوجوان بھی احمدی ہے - میری آنکھ میں چوٹ آ گئی تھی جس کی وجہ سے میں وہاں نہیں رہا اور قادیان آ گیا -

حضرت اماں جان کی وفات کا واقعہ

آپ کی وفات سنہ ۱۹۵۲ء میں ہوئی۔ ہم اس وقت قادیان میں (۳۱۳) تین سو تیرہ درویش تھے۔ جب آپ کی بیماری کا علم ہوا تو سب درویش رات دن آپ کی صحت کے لئے دعاؤں میں مصروف تھے۔ میں نے ایک روز خاص طور سے دعا کیا تو مندرجہ ذیل خواب دیکھا:۔

میں نے حضرت میر ڈاکٹر اسمٰعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت میر اسحٰق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ حضرت اماں جان کے خاص بھائی ہیں دونوں کو دیکھا۔ یہ دونوں ایک جگہ بیٹھے ہیں اور میں اکیلا ٹہل رہا ہوں اور ان کو مخاطب ہو کے کہتا ہوں کہ حضرت اماں جان کو صحت کیوں نہیں ہو رہی ہے۔ آپ کی بیماری بڑی ہو گئی ہے۔ تو حضرت میر محمد اسمائیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے مخاطب ہو کر کہا کہ جب کسی خاص بات کے متعلق میں نے دعا کرنی ہوتی تھی تو میں یوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا تھا۔ اور وہ کام ہو جاتا تھا۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر بتایا تھا کہ یوں۔۔۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

اس کے بعد میں نے جس طرح میر صاحب نے بتایا تھا خوب دعا کی لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی۔ اور اس واقعہ کے بعد تین دن میں انتقال ہو گیا تھا۔ یہ بڑا ایمان افروز واقعہ ہے میں نے اس کو بالکل مختصر کر کے بیان کیا ہے۔ کیونکہ حضرت اماں جان کی وفات ساری جماعت کے لئے ایک بڑا صدمہ تھا۔

میں نے تین عورتیں جماعت احمدیہ میں دیکھا جو کہ رویا، کشف اور صاحب الہام تھیں۔ ایک اماں جان۔ ایک چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کی والدہ اور ایک اور عورت تھی۔ یہ اتنی دعا گو تھیں کہ گویا خدا تعالیٰ کے ساتھ ٹیلی فون لگا ہے۔

میری شادی اور حضرت میر صاحبؓ کا اظہار افسوس

یہ ۱۹۳۹ء کی بات ہے کہ میرے رشتہ داروں نے قادیان سے
بلا کر جو کہ انہوں نے پہلے ہی پروگرام بنا رکھا تھا جس کا مجھے علم نہ تھا
نکاح کر دیا۔ یہ میرے رشتہ داروں میں ہوا تھا۔ یہ مجھے بھی پسند نہ
تھا۔ جب میں واپس قادیان آیا اور حضرت میر محمد اسحاق صاحب
رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا تو آپ نے افسوس کا اظہار کیا تھا۔ آپ نے
فرمایا کہ میں نے ایک عرصے سے ایک صحابیہؓ جو کہ بہت اچھا گھر تھا تمہاری
شادی کرنے کی بات چیت کیا ہوا تھا۔ میں نے جواب دیا کہ یہ مجھے
علم نہ تھا اگر علم ہوتا تو ان کو صاف انکار کر دیتا تھا۔
میں آپ کی وفات کا ایک واقعہ ذکر کرتا ہوں جو کہ بڑا
ایمان افروز ہے۔

حضرت میر صاحبؓ کا انتقال

یہ مارچ ۱۹۴۴ء کی بات ہے۔ جب آپ کا انتقال ہوا تھا میں اس وقت اپنے گاؤں ملسیان میں تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میر صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔

یہ خواب دیکھ کر میں چارپائی پر اٹھ کر بیٹھ گیا تھا اور زور زور سے رونا شروع کیا تھا۔ گھر کے سب لوگ اٹھ بیٹھے تھے۔ سب نے رونے کا سبب دریافت کیا تو میں نے یہ خواب کا واقعہ سنایا۔ سب نے کہا کہ خواب غلط ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں خواب ٹھیک ہے جب تحقیقات کیا تو پتہ چلا کہ خواب بالکل ٹھیک ہے۔ جس روز خواب دیکھا تھا اس روز حضرت میر صاحب کا انتقال ہو گیا تھا۔ سارے لوگ حیران رہ گئے تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ میر صاحب سے مجھے کتنی محبت تھی۔ کیونکہ دل کے حالات کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔

حضرت میر صاحب غریبوں کے تو باپ تھے
ایک خواب کا ذکر

یہ سنہ ۱۹۷۹ء کی بات ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جس مکان میں آپ رہتے ہیں وہ بڑی شاندار کوٹھی ہے۔ میں گیا ہوں اور گیٹ پر دو نوجوان خوبصورت پہرہ دار تھے۔ میں نے اندر جانا تھا۔ انہوں نے میرا نام دریافت کر کے اندر جانے کی اجازت دے دی۔ جب میں اندر گیا تو آپ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مشغول تھے۔ یہ دیکھ کر میں واپس آ گیا تھا۔ آپ کا بڑا نورانی چہرہ تھا اور بڑا اعلیٰ قسم کا لباس تھا۔ اسی خواب میں میں نے اور بھی کئی مکان دیکھے تھے

ایک اور خواب

یہ سنہ ۱۹۸۱ء کی بات ہے کہ میر صاحب ایک ریلوے اسٹیشن پر اپنے لڑکے میر محمود صاحب کے انتظار میں ہیں اور میں ساتھ ہوں۔ محمود کے آنے میں کچھ روک پیدا ہو گئی ہے اور وہ رہ گئے ہیں۔ اتنے میں گاڑی آ گئی۔ اور میں تو جلدی سے میر صاحب سے الگ ہو گیا ہوں۔ آپ اس گاڑی میں اکیلے چلے گئے تھے۔

اس کی تعبیر یہ تھی کہ اگر میر صاحب محمود کو لے جاتے تو پھر ان کا انتقال ہو جاتا تھا۔ اس کا آگے ذکر آئے گا۔

ڈاکٹر مظفر احمد صاحب کی شہادت

سنہ ۱۹۸۳ء کی بات ہے کہ جب امریکہ میں مظفر احمد صاحب شہادت کا جام پی چکے تو وہ خواب جو کہ میں نے سنہ ۱۹۸۱ء میں دیکھا تھا جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے پورا ہوا۔ وہ حادثہ بزرگوں کی دعاؤں سے میر محمود سے تو ٹل گیا۔ ان کا تبادلہ اسپین میں ہو گیا تھا لیکن ڈاکٹر مظفر احمد صاحب کو یہ حادثہ پیش آ گیا تھا اور وہ شہید ہو گئے جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع نے ان کی شہادت پر خطبہ دیا تھا جو کہ بڑے دکھ اور تفصیل سے آپ نے ان کی شہادت کا ذکر کیا تھا۔ دل کو ہلا دینے والا تھا۔

سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ کی بیماری اور دعا کی تحریک

یہ سنہ ۱۹۸۲ء کی بات ہے کہ خواب میں حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ مجھے ملے اور ان کے ساتھ ایک اونٹ پر کوئی بزرگ تھے جن کو میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کون بزرگ ہیں مجھے سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ

کی صحت کے لئے دعا کی تحریک کیا تھا اور یہ بزرگ تو چلے گئے تھے لیکن میں جلدی سے سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ کے پاس پہنچ گیا تھا ان کے پاس کچھ عورتیں تھیں۔ جب میں ان کے پاس گیا تو وہ چارپائی پر لیٹی ہوئی تھیں۔ میرے جانے سے وہ اٹھ کر بیٹھ گئی تھیں۔ میں نے جب حال دریافت کیا تو بالکل ٹھیک اور صحت ٹھیک تھی۔ میں نے تسلی دی۔ وہ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اس خواب کا مطلب یہ تھا کہ آپ سخت بیمار ہو گئی تھیں اور دعاؤں سے وہ صحتیاب ہو گئی۔ ربوہ میں مرزا خورشید احمد صاحب جو کہ ان کے لڑکے اور ناظر خدمت درویشاں ہیں یہ خواب کا واقعہ رکھا تو آپ نے جواب دیا کہ آپ کی خواب بالکل ٹھیک ہے۔ میری والدہ سخت بیمار ہو گئی تھیں۔ اب ٹھیک ہے دعا کریں۔

جنت میں ملاقات

یہ سنہ ۱۹۸۴ء کی بات ہے کہ میں چنتہ کنٹہ کی جماعت کی درخواست پر رمضان کا مہینہ گذارنے گیا تھا۔ رمضان کے آخری عشرہ اعتکاف بیٹھا تھا۔ پہلی طاق رات تھی

خواب

میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شاندار مجلس ہے۔ میں وہاں گیا ہوں۔ دو آدمی اور میرے ساتھ تھے ان کو میں نہیں جانتا مجھے اور ان دو میرے ساتھیوں کو کرسیاں دی گئی اور ہم بیٹھ گئے۔ اس مجلس میں حضرت میر صاحبؓ کی لڑکیاں سیدہ بشریٰ بیگم اور سیدہ نصیرہ بیگم بھی تھیں۔ ان کی عمر ۱۵ سال کی تھی اور لباس بڑا اعلیٰ قسم کا۔ اور نورانی چہرے ہیں۔ اس مجلس سے یہ دونوں اٹھ کر چلی گئیں۔ میری آنکھ کھل گئی۔

اس خواب سے میں نے سمجھا کہ نصیرہ بیگم کا انتقال ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں جگہ دیدیا ہے۔ جب نصیرہ کی صحت کا پتہ کیا تو ٹھیک ان کا ۱۵ رمضان کو ہی انتقال ہو گیا تھا۔ ان کی وفات سے ۵ دن بعد یہ خواب دیکھا تھا۔

میر داؤد احمد صاحب کا انتقال اور کشفی نظارہ

یہ ۱۹۷۴ء کی بات ہے کہ میں ریل گاڑی میں بنگلور کو جا رہا تھا کہ اچانک ایک کشفی حالت طاری ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ میر صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ بنگلور جا کر پتہ کیا تو ٹھیک جس روز میں نے یہ کشف دیکھا تھا اُس روز ان کا انتقال ہو گیا تھا۔

حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ کی ساری اولاد دین کے لئے وقف ہے اور آپ بھی لاجواب انسان تھے۔ اب تک آپ جیسا آدمی جماعت میں پیدا نہیں ہوا۔ آپ کی قبر پر حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے قادر الکلام لکھا ہے۔ بخاری شریف کا درس آپ پر ختم تھا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اور آپ کی مرحومہ اولاد کے درجات کو بلند فرماوے۔ آمین۔

اور ان کی اولاد میں سے جماعت کو نعم البدل عطا کرے۔ اور دین و دنیا میں ان کو ترقی دے۔ آمین۔

ترے حسن کی میں کیا تعریف کروں — میری خطاؤں پر نہ رکھ تو نظر
ترے عشق میں کیا کیا رنج ہے — دکھ درد اٹھائے جہاں سے گئے
تو روٹھا ہے پھر بھی خفا ہم سے — تقدیر میں جانے لکھا کیا ہے
آ جانے دے مت اور ستا — مرے روٹھنے والے مان بھی جا
میں دکھیا ہوں لے میری دعا — یا یہ تو بتا کہ خطا کیا ہے
نہیں ہوتی بتاں میں ذرا بھی وفا — نہیں جانتے جور و جفا کے سوا
دل اپنا یوسف خدا لے گا — ان عشق بتاں میں دھرا کیا ہے

ؤ

اب درویشوں کا ذکر شروع کروں گا۔ اس لئے آنحضور صلعم پر درود اور آپ کی تعریف آپ کے عاشق صادق کی زبان سے کی جائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ علیٰ سَیِّدِنا وَمَولٰنا مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن ؁

(۱) پایہ تا عرش کبریائش ہست
ہفت جنت بزیر پائش ہست

ترجمہ:- آپ کا مرتبہ خدا تعالیٰ کے عرش تک پہنچ گیا ہے
ساتوں جنتیں آپ کے پاؤں کے نیچے ہیں۔

(۲) ہر کہ در سایہ اش ترا گردد
بخدا بہتر از ہما گردد

ترجمہ:- ہر شخص جو آپ کے سایہ کے نیچے آگیا
خدا کی قسم وہ ہما پرندہ سے بھی بہتر ہو جائیگا۔

(۳) ہست آئینہ دار آں زیبا
منعکس اندرو صفات خدا

ترجمہ:- آپ خدا تعالیٰ کے آئینہ دار ہیں
اور آپ میں اس کی صفات منعکس ہیں

مذکورہ فارسی کے اشعار حضرت اقدس مسیح موعودؑ بانی جماعت احمدیہ کے ہیں

۳۱۳ تین سو تیرہ
درویشوں کا ذکر

یہ سنہ ۱۹۴۷ء کی بات ہے جب کہ سارا پنجاب مسلمانوں سے خالی ہوگیا تھا۔ صرف قادیان میں احمدی مسلمان ۳۱۳ رہ گئے تھے بچہ یا عورت کوئی نہ تھے۔ صرف انصار اور خدام تھے۔ یہ بڑا دردناک وقت تھا۔ ہر طرف موت ہی موت نظر آتی تھی۔ گویا کہ حشر و نشر کا وقت تھا۔ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوئی تھی۔ اس وقت اپنے امام کے حکم پر ان درویشوں نے لبیک کہا تھا۔

اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کے الہام کے مطابق (کہ یہ نان تیرے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے) یہ درویش لقب دیا تھا۔

یہ درویش خوش قسمت ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے درویش کہا۔ حضرت مسیح آخر زماں کے ذریعہ ان کو اللہ تعالیٰ نے درویش کہا۔ اس سے بڑھ کر اور کونسا لقب ہوگا۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اللہ کا انعام تھا جو درویشوں کو ملا اور قیامت تک رہے گا۔ درویش

تو نہ رہیں گے لیکن نام ان کا ضرور رہے گا جو کبھی مٹ نہیں سکتا زندہ رہیگا۔

درویشوں کی نمازوں اور تہجّد کا ذکر

درویشوں کی نمازوں کا یہ عالم تھا کہ جس نے پہلے کبھی پانچ وقت نماز باجماعت نہ پڑھی تھی وہ بھی پانچ وقت نمازوں کے علاوہ نماز تہجّد کو باقاعدہ ادا کرتا تھا۔ اور نمازوں میں تو اتنا سوز ہوتا تھا کہ گویا کہ خدا تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے جو کہ بیان سے باہر ہے۔ کوئی درویش نہ ہوگا کہ جس کی آنکھوں سے پانی نہ نکلا ہوگا۔ کیا ہی گریہ وزاری کا عالم ہوتا تھا۔ یہ ۳۱۲ درویش گویا کہ سارے کے سارے فرشتے بن گئے تھے۔ وہ سارے نظارے اب بھی میری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ قرآن کا درس۔ احادیث کا درس۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں کا درس۔ ان درسوں سے مسجدیں بھری رہتی تھیں۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مزار پر اجتماعی دعا

حضرت خلیفہ ثانیؓ کے حکم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد ناظر اعلیٰ دعا کرواتے۔ سب حاضر ہوتے تھے۔ یہ اجتماعی دعا کی کیا کیفیت تھی وہ بیان سے باہر ہے۔

نمازِ تہجّد کو دو بجے اٹھانا

یہ درویشی کا ابتدائی زمانہ تھا کہ خاکسار اور اسلم صاحب اور بشیر احمد صاحب خادم نمازِ تہجد کو باقاعدہ روزانہ اٹھایا کرتے تھے۔ پہلے قادیان کی آبادی ۱۷ ہزار تھی جن میں سے ۱۵ ہزار احمدی تھے باقی دو ہزار ہندو، سکھ، عیسائی اور دوسرے غیر احمدی مسلمان تھے۔ ہم بلند آواز سے درود شریف پڑھ کر تہجّد کو اٹھاتے تھے۔ ایک دوسرے سے بڑی محبت اور پیار سے ملا کرتے تھے۔

درویش گویا ایک قالب تھے

محبت کا یہ عالم تھا کہ ایک درویش اگر کسی جگہ گیا ہوا دیر ہو جاتی تھی تو سب کو فکر ہو جاتی تھی اور سب بے چین ہو جاتے تھے۔ اتنی محبت تھی کہ جس کی مثال ملنا ناممکن ہے اور بیان کرنا بھی ممکن نہیں اور تصور کرنا بھی ناممکن ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کا درویشوں پر رشک کرنا

یہ سنہ ۱۹۴۸ء کی بات ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے درویشوں پر رشک کرتے ہوئے فرمایا کہ میں یقین دلاتا ہوں کہ تاریخ احمدیت میں آپ اور آپ کی اولاد کا نام عزت سے یاد کیا جائے گا۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم رضی کی نظم

"خوش نصیب کہ تم قادیاں میں رہتے ہو"

یہ نظم ۱۹۴۸ء کے جلسہ سالانہ قادیان پر پڑھی گئی تھی۔ اس نظم نے جلسہ سالانہ میں جلسہ گاہ کے سب لوگوں کی آنکھوں سے آنسو بہا دیا تھا۔ بڑی درد بھری نظم تھی جو کہ اسلم صاحب نے پڑھی تھی حضرت امام جماعت احمدیہ کا درویشوں پر رشک کرنا اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی کی نظم درویشوں کی شان کو ظاہر کرتی ہیں۔

امام جماعت احمدیہ کے حکم سے جمعرات اور پیر کا روزہ

حضرت امام جماعت کے حکم سے دعائیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے مزار پر دعا اور روزے کئی سال تک جاری رہے تھے۔ اور حضرت امیر المومنین جو درویش روزہ رکھے اس کو روزہ افطار کے لئے اپنے پاس سے پیسہ دیتے تھے۔ روزہ دار کا نام لکھ لیا جاتا تھا۔ پھر حضور کے حکم کے مطابق ان کو پیسے ملتے تھے۔

۴۷ء کا ایک واقعہ

جب کہ قادیان کے قریب ۳۰ میل تک کے مسلمان قادیان آگئے تھے اور قادیان کا اکثر حصہ خالی ہوگیا تھا۔ اس وقت کا ایک واقعہ ہے ناصر آباد اور بہشتی مقبرہ پر میری ڈیوٹی تھی۔ اور بہشتی مقبرہ کے قریب دو گاؤں بنام ننگل خالی ہوگئے تھے۔ ناصر آباد پر حملہ تھا۔ چوبیس گھنٹہ تک ہم صرف اٹھارہ خدام نے مقابلہ کیا تھا۔ جب کہ دوسری طرف مقابلہ میں ہزاروں لوگ تھے اور ہم سوائے سوٹے کے اور کچھ نہ رکھ سکتے تھے۔ جب کہ ان ہزاروں لوگوں کے پاس بندوقیں بھی تھیں۔ ان دنوں خدا تعالیٰ کی نصرت کے بڑے بڑے نشان دیکھے تھے جن کے بیان سے بہت لمبا مضمون ہو جاتا ہے۔ میں نے مختصراً اور اشارۃً ذکر کیا ہے ورنہ بہت سے واقعات ہیں جو دل کو ہلا دینے والے ہیں۔

حضرت بھائی عبدالرحیم صاحبؓ کا ایک واقعہ

یہ ۱۹۵۲ء کی بات ہے کہ آپ کو قادیان میں فالج ہو گیا تھا۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے خاص صحابی تھے۔ اس لئے خلیفہ وقت کی طرف سے خاص آدمیوں کی خدمت کے لئے ڈیوٹی لگائی گئی تھی اس میں میری ڈیوٹی بھی تھی۔ ایک روز جب کہ میں ڈیوٹی پر گیا تو آپ کو انچارج ڈیوٹیوں کا آ کر پاؤں دبا رہا تھا۔ میرے آنے سے وہ تو چلے گئے۔ میں نے آپ سے ان کے پاؤں دبانے کی وجہ دریافت کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ رات کا پہرہ دار سو گیا تھا۔ مجھے پیشاب آیا تھا۔ اس کو آواز دیا وہ نہ اٹھا تو میں خود پیشاب کا برتن اٹھانے لگا تو زمین پر گر گیا تھا تو میں نے اللہ میاں سے کہا تھا کہ تیرے پہرہ کا انتظام کیسا ہے میں گر گیا ہوں اور پہرہ دار سویا ہوا ہے۔ تو وہ پہرہ دار جلدی سے اٹھا اور مجھے زمین سے اٹھا کر چارپائی پر بٹھا دیا تھا۔ اور یہ انچارج اپنے گھر سویا ہوا تھا اس کو آواز آئی کہ تمہارے پہرہ کا انتظام ٹھیک نہیں۔ بھائی جی گر گئے ہیں تو یہ معافی مانگ رہا تھا۔ یہ بات تھی۔ میں نے آپ کے ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ آپ صاحب کشف و رؤیا تھے۔ آپ کے کئی واقعات ہیں۔

حضرت بھائی عبدالرحمن صاحبؓ کی بیعت کا واقعہ

آپ اپنی بیعت کا واقعہ سنایا کرتے تھے کہ جب میں نے بیعت کی درخواست حضرت خلیفہ اوّلؓ کے ذریعہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی تو آپؑ نے انکار کر دیا کہ اچھی طرح سوچ سمجھ کر تحقیقات کر کے بیعت کرو۔ ایسا دو دفعہ ہوا تو تیسری دفعہ مجھ سے رہا نہ گیا۔ میں نے حضور سے کہا کہ میں نے آپ کی تین کتابیں غور سے پڑھی ہیں۔ ان کتابوں کا نام لیا تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے میری بیعت لے لی۔ بھائی جی سنایا کرتے تھے کہ حضور کو اپنی کتابوں پر اتنا بھروسہ تھا کہ جس نے غور سے میری کتابوں کو پڑھا اس پر صداقت ظاہر ہو جائیگی۔ پھر بھائی جی فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس نے میری ایک کتاب کو تین بار نہیں پڑھا اس کے ایمان میں خطرہ ہے۔

یہ دونوں بزرگ ہمارے ساتھ درویش تھے۔ بھائی عبدالرحیم صاحبؓ کو فالج کی وجہ سے پاکستان منتقل کر دیا تھا۔ اور آپ کا انتقال ربوہ شریف میں ہوا۔ آپ وہاں بہشتی مقبرہ میں دفن ہیں اور بھائی عبدالرحمن صاحبؓ پاکستان پاسپورٹ پر رشتہ داروں

سے ملنے گئے۔ گاڑی میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کی نعش قادیان لائی گئی۔ اور آپ قادیان کے بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔

قادیان میں رہنے کا عہد

یہ ۱۹۴۷ء کی بات ہے کہ ہر ایک درویش سے یہ عہد لیا گیا تھا کہ ہم خود قادیان کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ قادیان سے اگر حضور امام جماعت احمدیہ کا حکم یا اجازت ہو تو چلے جائیں گے۔

۱۹۵۲ء کی بات ہے کہ میری لڑکی کا انتقال ہو گیا تھا اور میرے رشتہ دار مجھ پر اثر ڈال رہے تھے کہ تم قادیان چھوڑ کر پاکستان آجاؤ۔ ایک لڑکی کا انتقال دوسرا میری زمین جو کہ زیرہ ملسیاں میں باپ دادا کی جائیداد میرے نام پر تھی وہ میرے گئے بغیر مل نہیں سکتی تھی۔ باقی سب رشتہ داروں نے زمین لے لی تھی۔ میں نے رشتہ داروں کو کہا کہ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ سے اجازت لے لو تو میں آجاتا ہوں ورنہ نہیں آؤں گا۔ رشتہ دار حضور کے پاس گئے اجازت مانگی۔ حضور نے اجازت نہیں دی۔ جس کی وجہ سے میرے خسر صاحب اور دوسرے رشتہ دار مجھ سے ناراض ہو گئے

اور زمین باپ دادا کی جاتی رہی۔ اس کے بعد ۱۹۵۴ء میں پاسپورٹ بنا کر پاکستان جاتا رہا۔ لیکن رشتہ داروں کے حالات ٹھیک نہ ہو سکے ۱۹۵۵ء میں میں جب پاکستان جا کر آیا تھا کہ خسر صاحب کا ایک خط آیا کہ تم اگر پاکستان نہیں آسکتے تو اپنی بیوی کو طلاق دے دو میں نے طلاق دے دی۔ انہوں نے تین ماہ کے بعد دوسری جگہ میری بیوی کی شادی کر دی میرا ایک لڑکا اسوقت چھوٹا تھا۔ جو کہ اس کے پاس رہا۔

احمدی عورتوں کا پاکستان جانا

یہ ۱۹۴۷ء کی بات ہے کہ میری ایک بیوی اور ایک لڑکی تھی۔ احمدی عورتوں کو پاکستان لاہور رتن باغ بلڈنگ جہاں حضور خود ٹھہرے تھے ٹرکوں کے ذریعہ لے جایا جاتا تھا۔ پھر رشتہ دار آ کر لے جاتے تھے۔ اس طرح قادیان سے احمدی مستورات کو پاکستان منتقل کیا گیا تھا۔ میری بیوی بھی ان ٹرکوں میں گئی جب کہ ۱۰۸ ٹرک آئے تھے۔ اس انتظام کی وجہ سے سب احمدی عورتیں خدا کے فضل سے بخیریت پاکستان چلی گئی تھیں۔

حضرت میاں بشیر احمد صاحب کا ایک ایمان افروز واقعہ

یہ سنہ ۱۹۵۰ء کی بات ہے کہ حضرت میاں صاحب ناظر خدمت درویشاں تھے۔ میرے خسر چودھری الٰہی بخش صاحب نے مجھے بذریعہ محاسب دفتر پچاس روپے ارسال کیا اور ایک خط بھی لکھا کہ اب حالات ٹھیک نہیں اور یہ پچاس روپیہ کا ذکر تھا۔ وہ روپیہ میں نے لے لیا تھا۔ اور یہ بھی ذکر تھا کہ تمہارے تیرہ رشتہ دار ہندوستان میں مارے گئے ہیں ـــــ اس کے تین ماہ کے بعد پھر بذریعہ محاسب دفتر پچاس روپیہ آگئے اور میرا نام اور الٰہی بخش صاحب کا نام لکھا تھا۔ وہ روپیہ تو لے لیا اور خسر صاحب کو لکھا کہ آپ نے پہلے پچاس روپیہ ارسال کیا تھا اور خط بھی لکھا تھا لیکن اب جو پچاس روپیہ بذریعہ محاسب صاحب آپ نے ارسال کیا تو خط میں ذکر نہیں کیا تو آپ نے جواب دیا کہ دوسری دفعہ میں نے روپیہ نہیں بھجوایا اور نہ ہی مجھے کوئی علم ہے کہ کسی نے آپ کو دیا ہے۔ جب میں نے تحقیقات کیا تو پتہ چلا کہ حضرت میاں صاحب رضؓ نے اپنی جیب سے یہ پچاس روپیہ دیا تھا۔ یہ ہے ہمارے بزرگوں کا نمونہ جو کہ قابل رشک ہے۔

امام جماعت احمدیہ کی بھکشو تحریک

جیسا کہ میں اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ میرے گھر کے حالات خراب ہو گئے تھے ۔ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدیا تھا ۔ ۱۹۵۵ء میں اور ۱۹۵۶ء میں حضور کی تحریک بھکشو آ گئی ۔ اور میں نے اپنا نام پیش کر دیا ۔ وہ تحریک یہ تھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ریزولیوشن نمبر $\frac{271}{17\text{-}5\text{-}56}$ (نقل مطابق اصل)

ارشاد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"کہ غیر مسلموں کو تبلیغ کی جائے ۔ وہ مرزا صاحب کے چیلے کہلائیں اور دیہاتی مبلغین اور جماعت کے نوجوانوں کو تحریک کیجائے کہ ہاتھ میں سوٹی لے کر چوغے پہنے ہوئے مانگ کر کھائیں ۔ اور اسلام کی اخلاقی تعلیم بیان کریں ۔ قریب آنے والے غیر مسلموں کو قادیان بلوا کر خوب مہمان نوازی کیجائے ۔ اور غیر مسلموں میں گوتم بدھ کے بھکشو کی طرح تبلیغ کی جائے "۔

مندرجہ بالا حضور کے اس ارشاد کے مطابق میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں ۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ خداوند کریم مجھے یہ کام کرنے

کی توفیق دے گا۔ اور میں چاہتا ہوں کہ تا زندگی دین کی خدمت کروں اور دین کی خدمت کرتے کرتے مجھے موت آوے۔ آمین۔ ثم آمین۔

خاکسار

محمد یوسف درویش نمبر 63 زیروی قادیان۔ پنجاب

25.5.1956.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ریزولیوشن $\frac{452}{24\text{-}7\text{-}56}$ صدر انجمن احمدیہ قادیان

رپورٹ ناظر دعوۃ و تبلیغ نے پیش کی کہ بھکشو کی طرح تبلیغ کرنے کی تحریک پر محمد یوسف زیروی نے درخواست پیش کی جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں پیش ہو کر منظور ہوئی۔ کہ گڈگاؤں، اورنگ آباد، گلبرگہ، اڑیسہ زیادہ موزوں فرمایا ہے

خاکسار:۔

محمد یوسف زیروی درویش نمبر 63 بھکشو قادیان۔ پنجاب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

Office of the Nazir Dawat-o-Tabligh,
(Secretary for Missionary Works)
Sadar Anjuman Ahmadiyya,
Qadian (Punjab India)

Ref. No. 1755/56 — 3.9.56. Dtd. 2nd Sept 1956

This is to certify that Mohamed Yusuf Zirvi belongs to Ahmadiyya Community Qadian. He is touring in various places for spiritual preaching on social upliftment. I wish him every success.

Sd.

(Mirza Waseem Ahmed)
Nazir Dawat-o-Tabligh,
Ahmadiyya Community
Qadian (E. Punjab)

The above noted facts are hereby attested.

مجھے بھکشو کیوں کہتے ہیں؟

یہ ۱۹۵۵ء کی بات ہے کہ میں تذکرۃ الاولیاء کا اکثر مطالعہ کیا کرتا تھا۔ اور حضرت بدھؑ کی زندگی کے متعلق سوچتا رہتا تھا کہ کس طرح انہوں نے خدا کی تلاش میں بیوی اور ایک لڑکے کو اور راج کو چھوڑا۔ اور حضرت شبلیؒ اور حضرت ابراہیم ادھم اور حضرت معین الدین چشتی اجمیری اور دیگر اولیاء کرام نے اپنی زندگیاں دین کی خاطر سب کچھ چھوڑ کر وقف کیا تھا۔ یہ ذکر رہتا تھا کہ حضور کی بھکشو تحریک آگئی اور میں نے اپنی زندگی اس تحریک میں وقف کر دیا جس کی وجہ سے مجھے بھکشو کہتے ہیں۔ جس کو آج تک تیس سال ہو گئے ہیں۔ ان تیس سال کی بھکشو زندگی کے حالات ذیل میں بیان کروں گا جو کہ بڑے ایمان افروز ہوں گے۔

بھکشو تحریک کیا تھی اور اس کا مقصد کیا تھا؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد جیسا کہ اوپر کے ریزولیوشن ۲۷۱ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جماعت کے نوجوان اور مبلغین اس رنگ میں اپنی زندگی کو وقف کریں جیسا کہ حضرت بدھؑ کے مبلغین بغیر کسی معاوضہ کے محض اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے سادہ زندگی اختیار کر کے تبلیغ کیا کرتے تھے۔ جس جگہ رات پڑے گی گذار لی۔ اور اپنی زندگی کے اخراجات کو مانگ کر پورا کر لیا کرتے تھے۔ خدا پر توکل پوری طرح کرنا جیسا کہ حضرت معین الدین چشتی اجمیری وغیرہ

بھکشو کے معنے جو کہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب رضؓ نے کیا تھا وہ یہ کہ خدا سے مانگنے والا۔ گویا کہ جس کسی چیز کی ضرورت پڑے تو خدا کے آستانہ پر سر رکھ کر مانگنا۔ یعنی خاص الخاص طور سے دعاؤں سے کام لینے والا۔ یہ معنے حضرت میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئے ہیں۔ ویسے بھکشو لوگ جس جگہ ان کی واقفیت ہوتی ہے یا نئی جگہ جاتے تھے تو لوگوں کو بدھؑ کی تعلیم دیتے تھے۔ اور خدا تعالیٰ کا راستہ بتاتے تھے اور لوگ ان کی خدمت کرتے تھے۔ جہاں رات پڑ جاتی گذار لیتے تھے یہ بھکشو تحریک کا مقصد تھا۔

چنانچہ مذکورہ بالا بزرگوں نے اس قسم کے رنگ میں خدمت دین کیا ہے جس سے ہندوستان میں اسلام نے ترقی کی ہے۔ اٹھتے بیٹھتے خدا تعالیٰ آنکھوں کے سامنے رہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک پنجابی میں الہام ہے (جے تو میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو)

حقیقت یہ ہے کہ اگر انسان خدا کا ہو جائے تو ساری دنیا انسان کی بن جاتی ہے

بھکشو رنگ میں تازندگی دین کی خدمت کرنے والا پہلا میں اکیلا ہی ہوں

دراصل غور کریں کہ تازندگی میں خدا تعالیٰ پر بھروسہ کروں گا۔ اور ہر مشکل کے وقت میں اپنے خدا کے پاس جاؤں گا اور اسی سے ہر چیز مانگوں گا۔ یہ بڑے توکل کا مقام ہوتا ہے اور یہ حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی کامل متقی اور خدا کے خاص بندہ کی طرف سے تحریک پیدا نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بندے کی تحریک میں ایک غیر معمولی برکت ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ غیر معمولی طور سے اس کی نصرت فرماتا ہے جو کہ انسانی طاقتوں سے بالا ہوتی ہے۔ چنانچہ ایسے واقعات آگے انشاء اللہ تعالیٰ تحریر کروں گا جو کہ ایک معجزہ سے کم نہ ہوں گے۔

اولیاء کے مزاروں پر دعا کرنا ثواب ہے

ریزولیوشن ۲۷۱ کے مطابق میں اپنی زندگی وقف کرنے کے بعد پاسپورٹ بنا کر بزرگوں کی منظوری سے پاکستان اس غرض سے گیا تھا کہ رشتہ داروں سے ملاقات اور حضور سے ملاقات اور اولیاء کرام کے مزاروں پر دعا کیجائے۔

مزاروں پر دعا

میں سب سے پہلے لاہور حضرت مخدوم شیخ علی ہجویری غزنوی عرف داتا گنج بخش صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر گیا اور خوب دعا کا موقعہ ملا۔ آپ کی ایک تصنیف ہے جو کہ آپ کے دست مبارک سے لکھی ہوئی ہے۔ کتاب کا نام ہے "فقر نامہ کشفی الاسرار" یہ فارسی میں ہے۔ اردو میں اس کا ترجمہ ہوا ہے۔ ان کے بہت سے معجزات اور نصرت الٰہی کے واقعات ہیں۔ ان کی مزار پر کثرت سے لوگ آتے اور اپنے اپنے رنگ میں مرادیں مانگتے ہیں۔

بابا بلّے شاہ کا مزار اور ایک پنجابی شعر

اس کے بعد ہی قصور میں بابا بلّے شاہ کے مزار پر گیا تھا اور دعا کیا اور روحانی اثرات کو محسوس کیا۔ ان کی ایک بات کا ذکر کرتا ہوں ان کی یہ بات پنجابی میں ہے اور پنجاب میں مشہور ہے۔

ان کے پاس چند نوجوان آئے یا عورتیں آئیں۔ اور انہوں نے کہا کہ بابا جی اللہ کو کیسے پانا (ملنا)۔ آپ اس وقت زمین میں پیاز لگا رہے تھے۔ آپ نے پنجابی زبان میں کہا کہ اللہ کا کیا پانا "ایدہ دل پٹنا ایدر رہا"

ترجمہ :- یہ ہے کہ اللہ کو حاصل کرنا کونسا مشکل کام ہے۔ دنیا کو دل سے ہٹا دینا اور اللہ تعالیٰ سے دل کو لگا دینا تو اللہ مل جاتا ہے۔ یہ کون سی مشکل بات ہے۔

یہ کتنا آسان اور دلکش پیارا جواب ہے بابا بلّے شاہ کا یہ جواب کتنا حقیقت پر مبنی جواب ہے۔ خدا سے دل لگا لیا تو خدا مل گیا۔ اور انسان کی زندگی کا مقصد بس پورا ہو گیا۔

پاک پٹن بابا فرید شکر گنج کا مزار

بابا بلّے شاہ کے مزار سے میں بذریعہ ریل گاڑی پاک پٹن پہنچا یہ ضلع منٹگمری کی تحصیل ہے اور ہماری جماعت بھی ہے۔ رات بارہ بجے گاڑی سے اتر کر مسافر خانہ میں سو گیا۔ کیونکہ آپ کی قبر دور تھی۔

اس مسافر خانہ میں ایک خواب دیکھا

کوئی آدمی ہے اور وہ قرآن شریف کی یہ آیت بڑی خوش الحانی سے پڑھ رہا ہے۔ میری طرف منہ ہے۔ میں بہت غور سے سن رہا ہوں اس کے بعد وہ آیت میری زبان پر جاری ہو گئی اور میں نے اس کو پڑھنا شروع کیا۔ بلند آواز سے پڑھ رہا ہوں کہ میری آنکھ کھل گئی۔

وہ آیت یہ ہے :- ربنا ما خلقت ھٰذا باطلاً۔ سبحٰنک فقنا عذاب النّار ہ (آلعمران رکوع ۱۹) اس آیت کا مطلب یہ تھا کہ جس بزرگ کی قبر پر تم آئے ہو اللہ تعالیٰ نے ان کو کتنی عزت دیا ہے۔ دور دراز سے لوگ قبر کی زیارت کرنے آتے ہیں اور دعا کر کے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ انہوں نے رات دن خدا کی یاد اور اس کے دین کی خدمت میں گذارا تو خدا تعالیٰ نے ان کو کتنی عزت دیا ہے اللہ تعالیٰ کو کبھی بھی فنا نہیں ہے۔ اگر تم بھی اس کی یاد میں زندگی گذاری

اور اس کے دین کی خدمت رات دن کی تو وہ تم کو اسی طرح عزت دے گا لیکن نافرمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔

اس کے بعد میں نے آپ کے مزار پر دعا کیا۔ اس خواب کے بعد مسافر خانہ میں پانی تھا۔ وضو کیا اور نماز تہجد پڑھی اور خوب دعا کیا۔ جو کہ بڑا لطف آیا اور روحانی منظر دیکھا جو کہ بیان سے باہر ہے۔

قبر پر دعا کرنے کی تحریک درج ذیل

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء اور بزرگوں کا دعا کرنے کی درج ذیل تحریک تھی وہ بیان کرتا ہوں۔

قبر پر جاکر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ کہے۔ اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر سب سے پہلے سورۃ فاتحہ پڑھے۔ پھر سورۃ اخلاص پڑھے۔ پھر بڑا درود شریف پڑھے اس کے بعد صاحب قبر کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کرے۔ اس کے بعد اپنی ضروریات کو خدا تعالیٰ کے آگے پیش کرے۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ اور مسیح موعودؑ کے صحابہ کو اسی طرح دعا کرتے خود دیکھا اور ان سے سیکھا تھا۔

ملتان

اس کے بعد میں ملتان پہنچا ۔ ملتان میں حضرت شمس تبریزؒ کا مزار ہے ۔ جس جگہ پر باباگرونانکؒ نے چالیس روز بیٹھ کر دعا و چلّہ کیا تھا وہ میں نے دیکھا ۔ ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا اللّٰہ کا نام میں نے خود دیکھا ۔ جس کا حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب "ست بچن" میں ذکر کیا ہے ۔ ان کے مزار پر بھی میں نے دعا کی اور بڑا روحانی لطف اٹھایا تھا ۔

اس کے بعد قلعہ پر حضرت بہاء الحق صاحب کا مزار ہے ۔ اس پر بھی میں نے دعا کی اور روحانی پرتو دیکھا تھا ۔ ان کے مزار پر لوگ بکثرت آتے ہیں اور مرادیں مانگتے ہیں ۔

ملتان کی تین چیزیں مشہور ہیں

۱ قبرستان ۔ ۲ گرمی ۔ ۳ بھیک مانگنے والے

اور کئی چیزیں یہاں کی مشہور ہیں ۔ اس کے بعد میں اپنے رشتہ دار جو کہ ملتان ضلع میں تھے مل کر ۔ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے مل کر و دیگر بزرگوں اور دوستوں سے مل کر واپس ہندوستان قادیان شریف آگیا تھا ۔

جلسہ سوزِ نگ میں قادیان میں الوداعی پروگرام

یہ واقعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شعر سے شروع کرتا ہوں۔

"تکیہ بر زورِ تو دارم گرچہ من ہمچو خاکم بلکہ زاں ہم کمترے"

ترجمہ:۔ میں صرف تیری قوت پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ کیونکہ میں خود خاک کی طرح ہوں بلکہ اس سے بھی بدتر ہوں۔

یہ ایک جلسے اور الوداعی دعائیہ پروگرام تھا جس میں پہلی مرتبہ حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب ناظرِ اعلیٰ۔ اور حضرت میاں صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ اور ناظر بیت المال عبدالحمید صاحب عاجز اور دوسرے ناظر و نائب ناظر صاحبان کوارٹرز ۲ میں شامل ہوئے تھے۔ یہ ۹/۵۶ کی بات ہے۔ پہلے حضرت مولوی صاحب نے تقریر کی۔ اس کے بعد حضرت میاں وسیم احمد صاحب نے تقریر کی۔ آخر میں خاکسار نے تقریر کی۔ یہ سب بھی چوغہ اور سوٹا اور کپڑے کی ٹوپی میں تھے۔ یہ کپڑے نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے حضور کے حکم سے بنا کر دئے گئے تھے۔

مذکورہ بالا پروگرام میں میں شامل ہوا تھا۔ اس کے بعد حضرت مولوی صاحب ناظرِ اعلیٰ نے بڑی لمبی دعا کروائی تھی۔ تقریباً سب کی آنکھوں سے پانی آگیا تھا۔

قادیان سے میری روانگی

مورخہ 56-9-5 کو صبح آٹھ بجے کی گاڑی سے میری روانگی عمل میں آئی
جب کہ مدرسہ احمدیہ کے سب لڑکوں نے پُرسوز اجتماعی دعاؤں میں قادیان
شریف سے مجھے روانہ کیا تھا۔

امرتسر میں سکھوں کو تبلیغ

میں قادیان سے روانہ ہو کر امرتسر آیا اور بڑے گردوارہ میں رات میں
قیام کیا۔ اور سکھوں کو ان کے گرونانک کے سلوک سنا کر خوب تبلیغ کیا تھا۔
گرونانک اور مسلمانوں کے تعلقات کا ذکر کیا کہ گرونانک کے مسلمانوں
سے کیا تعلقات تھے۔ گرونانک نے مسلمان بزرگوں سے کیا عزت حاصل
کی تھی۔ ان کے آپس میں کیا تعلقات تھے ان کی کتابوں سے ہی بتایا۔
یہ سکھ لوگ بڑے خوش ہوئے اور میری بڑی عزت کی۔ آگے انشاءاللہ
تفصیل سے ذکر کر دوں گا۔

میرے گاؤں ملسیاں میں ایک رات اور سکھوں کو تبلیغ

امرتسر میں ایک رات گذار کر ملسیان گیا جو کہ میرا اصل وطن ہے۔
اور ادھر ذکر کر آیا ہوں۔ چونکہ سب سکھ لوگ پرانے ہندو، ہریجن مجھے
جانتے تھے۔ بڑی جامعہ مسجد کو گردوارہ بنایا ہوا تھا۔ اس کے پاس

مجھے چارپائی ڈال دیا ۔ اور رات کے بارہ بجے تک تبلیغی باتیں ہوتی رہیں تبلیغ یہ تھی کہ خدا کو کسطرح پا سکتے ہیں اور حضرت گرونانک نے خدا کو کیسے پایا تھا اور خداتعالیٰ کی تلاش میں کیا کیا تکالیف برداشت کی تھیں ۔ پھر حضرت کرشن نے اور حضرت بدھ نے اور سب انبیاء کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلعم نے و دیگر اولیاء کرام نے کیسی کٹھن مشکلات اور مجاہدات میں سے ہو کر خدا کو پالیا تھا ۔ ان مذکورہ بالا باتوں کا ان ہندوؤں اور سکھوں پر بڑا اثر ہوا ۔ دوسرے دن ہر ایک مجھے گرد کر کے یاد کرتا تھا ۔ اور ہر گھر میں دعا د دودھ سے تواضع کیا ۔

زیرہ میں تبلیغ

دوسرے روز میں زیرہ چلا گیا ۔ زیرہ کی پولیس کو جب یہ علم ہوا کہ میں رات اس گاؤں ملسیاں میں گزار کر آیا ہوں تو وہ بڑے حیران ہوئے پولیس کا کہنا تھا کہ اس گاؤں کے لوگ تو مسلمان کو دیکھنا پسند نہیں کرتے اور آپ نے رات گذاری حیرت کی بات تھی ۔ زیرہ میں بھی میں نے ایک دن اور ایک رات گزاری تھی ۔ انفرادی طور پر بڑے راستہ کے چوک میں ایک گھنٹہ سے زیادہ تقریر کی تھی ۔ اور یہاں پر بھی وہی مضمون تھا جو ملسیاں میں تھا جس کا اوپر ذکر کر آیا ہوں ۔ یہ تقریر زیادہ تر اتحاد اور یکجہتی اور ہستی باری تعالیٰ کے عنوان پر تھی ۔ ان لوگوں ہندوؤں

اور سکھوں پر بڑا اثر ہوا تھا۔ اور ان لوگوں نے میری خدمت کی تھی۔ اور رات کے بارہ بجے تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا تھا۔ دنیا میں امن کی زندگی انسان کیسے گذار سکتا ہے۔ اسلام اور دوسرے مذاہب میں کیا فرق ہے۔ اس وقت وہ کونسا مذہب ہے کہ جس پر چل کر دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ اور مسلمانوں میں سے وہ کونسا فرقہ ہے کہ جو امن کی ضمانت دے سکتا ہے۔ یہ جماعت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ذریعہ قائم ہے۔ اور آپ کی کتاب پیغام صلح کا ذکر کیا جو کہ ہندو مسلم اتحاد کی ضامن ہے۔

زیرہ میں ۱۹۴۷ء کے بعد صرف ہندو اور سکھ رہ گئے تھے مسلمان کوئی نہ تھا۔ ان لوگوں پر یہ اثر ہوا تھا کہ وہ مجھے گرو کے نام سے یاد کرتے۔ زیرہ میں جس طرف بھی جاتا تھا۔ آئیے گرو جی مہاراج کہہ کر بڑی عزت کرتے اور کچھ نہ کچھ پیش کرتے۔

زیرہ واپسی ـ امرتسر سے مالیر کوٹلہ

ان دنوں مولوی بشیر احمد صاحب خادم مالیر کوٹلہ میں مبلغ تھے چند دن میں نے ان کے پاس قیام کیا۔ میں اور یہ مولوی صاحب لدھیانہ میں جا کر تبلیغ کی اور کچھ کتابیں دے کر آئے تھے۔ مالیر کوٹلہ میں ایک مخلص احمدی جناب سیٹھ عبد الرحمن صاحب تھے ان ہی کے پاس میرا قیام اور طعام تھا

دو ماہ کے بعد ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ وہاں دو یا تین گھر احمدیوں کے تھے اور کوئی خاص جماعت نہیں تھی۔

میوات مسلمانوں کو تبلیغ

میں مالیر کوٹلہ سے چل کر دہلی اور پھر گڑگاؤں گیا۔ گڈگاؤں میں ایک میوات مسلمانوں کا سردار تھا۔ اس کے پاس گاؤں کے مسلمان کثرت سے آتے جاتے تھے۔ ان کو زبانی تبلیغ بھی کیا اور کتابیں جو کچھ تھیں وہ بھی دیدیا۔ یہ صاحب کسی وقت کانگریس کے رکن رہ چکے تھے میوات ایک قوم ہے۔ یہ لوگ بھی مسلمان اور ہندو لوگ میری باتوں سے بڑے متاثر ہوئے تھے

گڈگاؤں سے رائے پور

گڈگاؤں میں ایک مسلمان اپنے کسی کام پر رائے پور سے آیا تھا وہ میری باتوں سے متاثر ہو کر اپنے ساتھ رائے پور لے گیا۔ میں نے رائے پور میں ایک ماہ کے قریب قیام کیا تھا۔ جو شخص مجھے لے کر گیا تھا اس کے ساتھ جا کر وہاں کی ایک تحصیل میں بھی تبلیغ کیا تھا۔ وہاں کوئی احمدی نہ تھا اور رائے پور میں بھی کوئی احمدی نہ تھا۔

جب میں ربوہ شریف گیا تو بعض دوستوں کو یہ خواب سنایا۔

خواب یہ تھا۔ ان دونوں کی گردنیں جسم سے الگ ہیں۔ لیکن ہیں جسم کے اوپر ہی

حضور کو خواب لکھ کر دینا

دوستوں کے بار بار کہنے پر یہ خواب حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رض کو لکھ کر دیا۔ آپ نے مسجد مبارک ربوہ میں عصر کی نماز کے بعد جب کہ مولوی اللہ دتا جالندھری نے پیش کیا تو حضور نے پہلے مجھے دیکھا اور تعبیر بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ صاف بتا دیا ہے کہ یہ دونوں جماعت سے کٹ گئے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ دھڑ سے مراد جماعت ہوتی ہے۔

جس وقت میں نے یہ خواب رائے پور میں دیکھا تھا۔ اس وقت مجھے کوئی علم نہ تھا کہ ان دونوں کی کیا حالت ہے۔ یہ تو ربوہ آ کر پتہ چلا کہ یہ دونوں جماعت سے الگ ہو گئے ہیں۔ رائے پور میں میں نے دو خوابیں دیکھے تھے۔ دوسری خواب اخبار الفضل میں ۱/۵ کے پرچہ میں شائع ہوئی ہے۔

سوالات اور وقف جدید

میرا بھکشو رنگ کا لباس دیکھ کر جماعت کے نوجوان یہ سوال کرتے تھے کہ ہم بھی بھکشو رنگ میں اپنی زندگیاں وقف کرنا چاہتے ہیں تو میں نے ہر ایک کو یہ جواب دیا تھا کہ تم حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کو لکھ کر دو۔ کہ ہم بھی اس رنگ میں اپنی زندگیاں وقف کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ بہت سے دوستوں نے لکھ کر دیا تھا اور حضور نے اعلان کیا کہ میں آئندہ جلسہ سالانہ پر ایک نئے رنگ کی وقفیت کا اعلان کروں گا کیونکہ بعض نوجوانوں نے درخواستیں دی ہیں۔ چنانچہ حضور نے ۱۹۵۷ء کے جلسہ سالانہ پر وقف جدید کا اعلان فرمایا تھا۔ گویا کہ بھکشو تحریک پر وقف جدید کا وجود ظاہر ہوا گویا بھکشو تحریک ایک سال کی بڑی ہے اور وقف جدید ایک سال کی چھوٹی ہے اس طرح سے وقف جدید کا آغاز ہوا تھا۔

ربوہ سے قادیان۔ اور قادیان سے ادے پور کٹیا

یہ ۱۰ جنوری ۱۹۵۷ء کی بات ہے کہ حضور سے مل کر اور رشتہ داروں سے ملاقات کر کے ربوہ سے قادیان آ گیا۔ قادیان میں چند دن قیام کرنے کے بعد مولوی خورشید احمد صاحب جو ان دنوں شاہ جہاں پور میں مبلغ تھے یو۔پی میں۔ میں ان کے ساتھ آ گیا۔ اور شاہ جہاں پور کے قریب ادے پور کٹیا میں تین چار گھر احمدیوں کے ہیں ان کو مبلغ کی بڑی ضرورت تھی۔ مولوی خورشید احمد صاحب کے کہنے پر اس جماعت میں چھ ماہ تک رہا۔

ایک بچہ کو معجزانہ شفاء

میں قادیان سے آتے ہوئے کچھ یونانی دوائیاں خود بنا کر ساتھ لایا تھا۔ میں نے دعا کی اور دوا سے علاج کرتا تھا۔ یہاں کی جماعت کے صدر عبد العزیز خاں صاحب نے میری بڑی شہرت پھیلا دی۔ کہ درویش صاحب پنجابی کے ہاتھ میں خدا تعالیٰ نے شفاء رکھی ہے۔ لوگوں کو میری دوائیوں سے شفا ہوتی تھی۔ دو میل سے دو آدمی آئے اور اپنا بچہ جس کی عمر بارہ سال کی تھی علاج کرنے کی درخواست کی۔ اور یہ بھی کہا کہ سب ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے کہ اس کا علاج نہیں ہو سکتا۔

میں نے ان کے ساتھ جاکر بچہ کی نبض اور چہرہ کو غور سے دیکھا اور کہا کہ یہ بچہ سات دن کے اندر اندر ٹھیک ہو جائے گا۔ علاج میں نے دوا سے کیا اور ساتھ ساتھ دعا شروع کر دیا۔ وہ بچہ ٹھیک ساتویں دن چارپائی پر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ گاؤں کے سب لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے تھے۔ سب کی زبان پر تھا کہ مُردہ زندہ ہو گیا ہے اور یہ تو ایک معجزہ ہے۔ وہ ڈاکٹر حکیم جنہوں نے یہ کہا تھا کہ یہ بچہ بچ نہیں سکتا بہت حیران رہ گئے۔ میں نے یہ علاج بغیر کسی معاوضہ کے محض خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر کیا تھا۔ ان سب لوگوں پر بڑا اچھا اثر پڑا تھا۔ کیونکہ اس سے پہلے وہ ہزاروں روپیہ خرچ کر چکے تھے اور بچہ کو کچھ فائدہ نہیں ہوا تھا۔ سب کی زبان پر تھا کہ قادیانی لوگ بڑے دعاگو اور رحم دل ہوتے ہیں۔

ایک اور بچہ کی شفا اور دعا کا اثر

اس گاؤں اودے پور کٹیا میں ایک روز دو سالہ بچہ لائے کہ اس کو بڑا بخار ہے۔ بچے کا جسم جل رہا تھا۔ بڑا سخت بخار تھا۔ میں نے دوائی کی۔ تین پڑیاں دیدی۔ وہ تو دوائی لے کر گئے۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ ایک ایک گھنٹہ کے وقفہ سے یہ دوائی دینا۔ میں نے دعا شروع کی۔ بچہ تین گھنٹے کے اندر ٹھیک ہو گیا۔ اس کو بھی سب نے معجزہ سے کم نہیں کہا۔ کیونکہ اتنا بخار اتنی جلدی کم ہوتے نہ دیکھا تھا۔

اس بچے کے علاج کا بھی میں نے کوئی پیسہ نہیں لیا تھا۔ اس کا ان لوگوں پر بڑا اچھا اثر ہوا اور لوگوں کے پاس میری بڑی تعریف ہونے لگی۔ اور احمدیت کے بارے میں عبد العزیز صاحب سے دوسرے لوگوں ملنے اور دوستوں سے خوب بحثیں ہوتی تھیں اور اثر قبول کرتے تھے۔ ان مذکورہ بالا دو واقعات کا اس سارے علاقہ میں اچھا اثر ہوا تھا۔

لکھنو

میں اس کے بعد ۱۹۵۵ء کو شاہ جہاں پور سے مولوی خورشید پربھاکر کے بعد لکھنو چلا گیا۔ کیونکہ آگے بنارس جانا تھا۔ لکھنو مخلص احمدی مولوی خیر الدین صاحب مرحوم تھے۔ ان کے پاس ایک ہفتہ رہا ہوں۔ انھوں نے چند معزز غیر احمدی دوستوں سے ملاقات کا وقت لے کر تبلیغ کروائی جس کا ان پر اچھا اثر ہوا تھا۔ اور پرانے آثار قدیمہ کو دیکھا۔ بارہ دری۔ بھول بھلیاں اور کئی چیزیں دیکھیں۔ اور مسلمانوں کی شان اور دنیا سے محبت کا پتہ چلتا ہے۔

بنارس میں قیام

لکھنو کے بعد میں بنارس چلا گیا۔ لیکن جاتے ہی مجھے بخار ہو گیا بنارس کی جماعت کے دوستوں کو میرے آنے سے تو بڑی خوشی ہوئی لیکن بخار سخت ہو گیا تھا۔ بخار کا علاج انہوں نے پرائیویٹ ڈاکٹروں سے کروایا

لیکن بیماری بڑھتی گئی جیسا جیسا علاج کروایا۔ آخر سرکاری دواخانہ میں کوشش کر کے مجھے داخل کروایا۔ اُس جماعت کے صدر جناب عبدالسلام صاحب پروفیسر تھے۔ یہ چھوٹی سی جماعت ہے۔ یہاں ایک بڑی شاندار پکّی مسجد احمدیہ ہے اور ساتھ مبلغ کے ٹھہرنے کا کمرہ ہے۔ ہر دو دن کے بعد جناب عبدالسلام صاحب دواخانہ آتے تھے۔ کیونکہ دواخانہ ان کے گھر سے دور تھا۔ بیماری کم نہ ہو رہی تھی۔ کھانے کو دواخانے سے دو وقت آدھا لیٹر صبح اور آدھا لیٹر شام کو دودھ ملا کرتا تھا۔ اس کے سوا اور کچھ کھانے کو نہ تھا۔ جسم پر صرف ہڈیاں رہ گئی تھیں اور چارپائی پر چارپائی کو پکڑ کر بیٹھتا تھا۔ پاخانہ جانا ہوتا یا پیشاب تو دیواروں کو پکڑ کر بمشکل جانا آتا تھا۔ اور کوئی واقف کار نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور رونا

ایک روز میں ناامید ہو کر خدا کے حضور میں رو پڑا کہ اے اللہ میاں موت بھی آئی تو کس جگہ پر جس جگہ پر میرا کوئی واقف نہیں ہے۔ تو اپنے فضل سے شفا دے۔ ایک روز رات کو دعا کیا تو آواز آئی "چلو حیدرآباد چلیں"

خلیفہ ثانی کا آکر تسلی دینا

جب میں سو گیا تو حضرت خلیفہ ثانیؓ میرے پاس آئے اور کہا کہ تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد اور کوئی آدمی حضرت اقدس مسیح موعود کے شعر

بڑی خوش الحانی سے پڑھ رہا ہے۔ ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ اب تم مرتے نہیں۔ تم کو صحت ہو جائے گی۔ دوسرے روز بالکل صحت ہو گئی اور صبح جب ڈاکٹروں نے دیکھا تو حیران ہو گئے۔ کیونکہ رات کو جب ڈاکٹروں نے دیکھا تھا تو بیماری میں کوئی کمی نہ تھی۔ ڈاکٹروں نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم نے کیا کھایا ہے میں نے کہا کہ کچھ نہیں۔ تو ڈاکٹروں پر اثر ہوا کہ یہ کوئی نیک آدمی ہے کیونکہ میں نے بیماری کی حالت میں بھی نماز کو نہ چھوڑا تھا

دواخانے سے گھر جانے کی اجازت

اس کے بعد گھر جانے کی ڈاکٹروں نے اجازت دے دی۔ اور میں رکشا میں بیٹھ کر عبدالسلام صاحب کے گھر آیا۔ وہ لوگ بھی سب دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اتنا سخت بخار اتنی جلدی چلے جانا خدا تعالیٰ کا بڑا فضل ہوا ہے۔ اصل میں میں ایک احمدی مبلغ کے مشورہ سے بہار کو جانا تھا لیکن خدا تعالیٰ نے روک دیا کہ چلو حیدر آباد چلیں۔ گویا کہ آگے بہار کو جانا ٹھیک نہ تھا۔ اور حیدر آباد جانا مناسب تھا۔

حیدر آباد آنے کی دعوت جناب سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت چنتہ کنٹہ نے دی تھی۔ حیدر آباد کی طرف جانا میرا ٹھیک رہے گا، اور اللہ تعالیٰ کی نصرت ساتھ ہو گی۔ جیسا کہ بعد کے واقعات سے بھی ظاہر ہو گیا تھا۔ عبدالسلام صاحب سے مشورہ کر کے میں واپس شاہجہاں پور

اور پھر حیدر آباد دکن آگیا تھا۔ میں کمزور اتنا ہو گیا تھا کہ ٹھیک تین ماہ تک اچھی طرح بات چیت بھی نہ کر سکتا تھا

"چلو حیدر آباد چلیں" والی بات کو ٹھیک آنکھوں سے دیکھا جیسا کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ آگے ذکر کروں گا۔ اور لوگ پڑھ کر حیران ہوں گے۔

حیدر آباد دکن میں میری آمد

یہ ۱۹۵۰ء کی بات ہے کہ میں پہلی مرتبہ حیدر آباد میں آیا تھا۔ ان دنوں جناب مولوی حکیم محمد الدین صاحب بطور مبلغ کے کام کرتے تھے۔ میں حیدر آباد میں احمدیہ جوبلی ہال میں قیام کیا تھا۔ اس کے بعد میں کچھ دن وہیں رہا۔ پھر سیٹھ معین الدین صاحب کے ساتھ میں چنتہ کنٹہ چلا گیا۔ وہاں چند دن قیام کے بعد پھر حیدر آباد آگیا۔ کیونکہ صحت ٹھیک نہ تھی۔ کمزوری کی وجہ سے تقریر نہیں کر سکتا تھا اور نہ نمازیں پڑھا سکتا تھا اور نہ درس دے سکتا تھا حیدر آباد میں مولوی حکیم محمد الدین صاحب کی خواہش تھی کہ دونوں مل کر تبلیغی کام کریں تو کچھ عرصہ تو ٹھیک ہو گا۔

حیدر آباد کے علماء کو تبلیغ

چنانچہ صاحب علم لوگوں سے باقاعدہ وقت لے کر ان کے پاس میں اور حکیم صاحب جاتے۔ زبانی بھی تبلیغ کرتے اور جماعت کی کتابیں بھی دیتے تھے۔ اور احمدی گھروں میں تبلیغ کے علاوہ تربیت کرتے۔ روزانہ باقاعدہ درس قرآن دیتے تھے

ایک نصرت آلٰہی کا واقعہ

میں کسی سے مانگنا مناسب خیال نہیں کرتا تھا اور نہ مجھے مانگنے کی عادت تھی خدا تعالیٰ سے ضرور مانگتا تھا اور اللہ تعالیٰ دیتا بھی تھا۔ چنانچہ شاہجہانپور (یو۔ پی) سے چلنے سے تین دن پہلے خدا تعالیٰ سے دعا کیا کہ اے اللہ! کرایہ کی ضرورت ہے۔ دوسرے روز ایک سفید پوش آدمی آیا اور اس نے ایک لفافہ دیا اور آپ غائب ہو گیا۔ اس لفافہ کو کھولا تو اس میں پچاس روپے تھے۔ اس وقت حیدر آباد کا کرایہ 29 روپیہ تھا۔

حیدر آباد کا ایک واقعہ

حیدر آباد میں میں اور حکیم صاحب مل کر کام کرتے تھے جیسا کہ اوپر ذکر آیا ہے ایک روز جب مغرب کی نماز کے بعد میں اکیلا احمدیہ جوبلی ہال میں بیٹھا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کچھ روپیہ کی سخت ضرورت ہے اور دعا بھی کر رہا تھا۔ کیونکہ میں اکثر ہوٹلوں سے روٹی کھایا کرتا تھا۔ اچانک ایک آدمی آیا اور اس نے چالیس روپے دیدیا اور چلا گیا۔ میں نے خدا کا شکریہ ادا کیا اور بڑی عاجزانہ دعا کیا کہ اے خدا! تو زندہ اور دعاؤں کو سننے والا اور کمزور بندوں کی دعائیں قبول کر کے عزت دینے والا ہے۔ اور اپنی رزاقی صفت کا اظہار کرتا ہے جس کو تو چاہتا ہے۔

ایک اور نصرت الٰہی کا واقعہ

ایک روز میں حیدرآباد سے باہر گیا کہ خدا کی یاد میں خاص طور سے دعا کرتا تھا۔ ایک جگہ کوئی آدمی نہ تھا خوب دعا میں مشغول تھا۔ دل خدا کے عشق میں پانی کی طرح سوز و گداز میں بہ رہا تھا کہ خدا کی ذات کے سوا اور کوئی ذات رزّاق نہیں ہے۔ اس وقت ایک آواز آئی کہ آپ کی ضروریات زندگی کو خدا کو علم ہے۔ ایک آدمی آیا اور ایک سو روپے دیا اور غائب ہوگیا۔ لفافہ میں روپیہ تھا اور اس میں لکھا تھا کہ آپ کو دودھ کے لئے ضرورت ہوگی۔ میں ان دنوں حیدرآباد کے پہاڑوں میں اکیلا جاکر کثرت سے اور نہایت عاجزانہ طور پر خدا کے حضور دعاؤں میں مصروف رہتا تھا۔ اور خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے میں ایک لذت محسوس کرتا تھا۔ اور دل میں بڑا جوش اور ولولہ تھا۔ اور بعض وقت تو گھنٹوں عبادت میں گزار دیتا تھا۔ اس کے بعد میں اوڈکور گیا۔

حیدرآباد میں خواب۔ اوڈکور کا تالاب اور وہ جگہ جہاں بار بار دیکھا تھا

ایک روز میں جوبلی ہال میں تھا کہ اوڈکور کا صدر جناب قاسم صاحب اور سیکرٹری تبلیغ جناب غلام رسول صاحب حیدرآباد آئے اور اوڈکور نے

کی دعوت دی۔ میں نے جناب مولوی حکیم محمد الدین صاحب اور جناب سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ سے مشورہ کر کے میں اوڈنگور چلا گیا۔ دعا کرنے سے خدا تعالیٰ نے خواب میں اوڈنگور بتایا تھا۔

اوڈنگور میں بعض واقعات کا ذکر

یہ ۱۹۵۸ء کی بات ہے میں یکم فروری ۱۹۵۸ء کو اوڈنگور گیا تھا۔ یہ چھوٹا سا گاؤں ہے اس کی آبادی غالباً دس ہزار کی ہوگی۔ یہ ضلع محبوب نگر اور تعلقہ کمتل میں ہے۔ یہاں پر چار گھر احمدیوں کے ہیں۔ اور یادگیر کے احمدیوں کے بیڑی بنانے کے کارخانے ہیں۔ یہاں سب سے پہلا احمدی مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم مولوی فاضل کے والد صاحب تھے۔ یہ یادگیر کے سیٹھ حضرت شیخ حسن صاحب صحابی کی تبلیغ سے احمدی ہوئے تھے۔ جناب عبد اللطیف صاحب نے ۱۹۲۵ء میں قادیان میں مولوی فاضل کیا تھا اور میں بچپن سے قادیان سے ہی ان کو جانتا ہوں۔ مرحوم بڑے مخلص احمدی تھے۔ لیکن صدر جماعت جناب قاسم صاحب مرحوم تھے۔ اور یہ یادگیر سیٹھ عبد الحی صاحب مرحوم کے کارخانے کے انچارج تھے۔

اُوڈنکور میں مسجد احمدیہ کا قیام

میں نے محمد قاسم صاحب کو مشورہ دیا کہ یہاں احمدیہ مسجد ضرور ہونی چاہیئے۔ چنانچہ انہوں نے میری بات مان لی۔ پھر میں جناب امیر جماعت احمدیہ یادگیر سیٹھ عبدالحی صاحب سے مشورہ کیا اور مسجد کی تعمیر شروع ہوئی۔ اور وہ مسجد قاسم صاحب کی زندگی میں ہی مکمل ہوکر اس میں نماز ہوتی رہی۔ اور اب تک مسجد آباد ہے۔ نمازیں ہو رہی ہیں جس میں مردوں اور عورتوں دونوں کا انتظام ہے۔

اُوڈنکور میں تبلیغی سلسلہ

اوڈنکور میں ایک ہائی اسکول ہے اسی اسکول کے ماسٹر اکثر سکار خانہ میں آکر بیٹھا کرتے تھے اور تبلیغ کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ اس سکار خانہ میں ایک اوپر کا کمرہ تھا میں اس میں رہتا تھا۔ علاوہ مدرسین کے صاحب علم اور ہندو مسلم اکثر اس میں آکر بیٹھا کرتے تھے۔

ایک پنجاب لاہور کے منشی فاضل سے گفتگو۔

ایک روز ایک ہائی اسکول کا ہیڈ ماسٹر آیا۔ اس کو یہ تکبر تھا کہ قادیانی کوئی میرا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ وہ کسی وقت قادیان بھی جاکر آیا تھا اور جماعت احمدیہ کی کتابوں کا اس کا کافی مطالعہ تھا۔ جب میری اس سے بات چیت شروع ہوئی تو وہ وفات مسیح کا قائل تھا۔ صرف

ختمِ نبوت پر بحث شروع ہوئی۔ قرآن و احادیث اور بزرگوں کے اقوال سے یہ بحث تین دن جاری رہی۔ اس کے بعد اس عالم نے مان لیا کہ واقع میں قرآن اور احادیث اور بزرگوں کے اقوال کی رُو سے مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ درست ہے۔ اس کے بعد وہ میرے پیچھے نماز پڑھتا رہا۔ اور اس عالم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں ایک نظم لکھی تھی کیونکہ وہ شاعر بھی تھا۔ اس نظم کا عنوان رکھا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر:

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم ؛ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

خدا کے عشق میں آنسو بہانا

مذکورہ بالا واقعات کے بعد میری کافی شہرت ہو گئی تھی۔ اور لوگوں پر بڑا اچھا اثر پڑا تھا۔ میں اس کے بعد روزانہ تالاب کے کنارے جا کر اکیلا تنہائی میں خدا تعالیٰ سے بات کرنے کی خوب دعا کرنا شروع کیا۔ دعا کی عجیب کیفیت ہوتی تھی جو بیان سے باہر ہے

خدا تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھنا اور بات کرنا

یہ ۱۹۵۹ء کی بات ہے۔ میں اُس وقت اُڈنکور میں ہی تھا کہ دل
میں خیال آیا کہ خدا تعالیٰ کو دیکھنا اور اس سے بات کرنا چاہیئے۔
کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ میں اپنے بندوں سے بات
کرتا ہوں۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر اولیائے
کرام نے اور آنحضور صلعم نے خدا تعالیٰ کو دیکھا ہے اور اس سے بات
کی ہے۔ چنانچہ میں نے نماز تہجد کے علاوہ تین دن باقاعدہ گاؤں
سے باہر جاکر دعا کی۔ تیسرے دن ظہر کی نماز پڑھاکر اوپر کمرہ میں دو
سنت نماز پڑھ کر سلام پھیر کر وہاں ہی ابھی بیٹھا تھا ہی کہ کشفی حالت
طاری ہو گئی۔ دیکھا کہ ایک بڑی چارپائی جس کو پلنگ کہتے ہیں۔
اس کے درمیان ایک نورانی بزرگ چہرہ والی ہستی ٹانگیں نیچے کر کے
بیٹھی ہے اور میں دو زانوں ہوں۔ ہاتھ جوڑ کر ان کے آگے کھڑا ہوں
وہ فرما رہے ہیں کہ تمہارے اندر یہ کمزوری ہے اور وہ کمزوری ہے۔
میں خاموش سن رہا ہوں۔ آخر میں میں نے کہا کہ جی آپ میرے دل کو
تو دیکھیں۔ جب میں نے یہ بات کہی تو انہوں نے میری محبت میں اونچا سانس
لیا گویا کہ وہ ساری غلطیاں معاف کر دیا۔ اور بتایا کہ یہ وہ محبوب ہے جس کے

ملنے کی تم تین دن سے کوشش کر رہے تھے۔
ان کا گندمی رنگ تھا اور لباس بڑا فاخرانہ تھا۔ اس کے بعد میں اصل حالت میں آگیا تو میں ویسا ہی اوورالوں میں بیٹھا تھا۔

بارش کی دعا

یہ ۱۹۵۸ء کی بات ہے۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے لوگ سب پریشان تھے کہ ہندو اور مسلمان مل کر آئے اور مجھ سے دعا کی درخواست کی کہ درویش صاحب ہماری درخواست ہے فصلیں سب سوکھ گئی ہیں اور جانوروں کو چارہ نہیں ہے۔ ہم کو یقین ہے کہ آپ اگر دعا کریں تو بارش ہو گی۔

چنانچہ میں نے رات کو نماز تہجد میں بارش کی دعا کیا۔ اور فجر کی نماز سے پہلے بارش شروع ہوئی۔ ڈیڑھ گھنٹہ تک بارش ہوئی اور ہر طرف جل تھل ہو گیا۔ پانی ہی پانی ہو گیا تھا۔

اگلے روز ہندو اور مسلمان آکر محمد قاسم صاحب کے پاس آکر میری بڑی تعریف کی۔ اس دن سے لوگوں پر بڑا اچھا اثر ہو گیا۔ اور کہا کہ معجزانہ رنگ میں بارش کا نشان قائم ہو گیا ہے۔

اولاد نرینہ کی دعاء

یہ سنہ ۱۹۵۹ء کی بات ہے کہ صدر جماعت جناب محمد قاسم صاحب اور ان کا بڑا لڑکا عبد الرّحیم صاحب نے مجھ سے نرینہ اولاد کی درخواست کی۔ کیونکہ عبد الرحیم صاحب کو بارہ سال سے اولاد ہی نہ تھی۔ علاج وغیرہ کروایا۔ لیکن فائدہ کچھ نہ ہوا۔ ناامید ہو چکے تھے۔ چنانچہ میں نے دعا کی خدا تعالیٰ کے حضور۔ تو خدا تعالیٰ نے بتایا کہ اولاد ہوگی۔ اور نرینہ اولاد (لڑکے) ہوں گے۔ اور ایک سے زیادہ ہوں گے۔

دوسرے روز قاسم صاحب اور ان کے لڑکے عبد الرّحیم کو کہا کہ میں نے خدا کے حضور نماز تہجد میں دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اولاد ہوگی اور اولاد بھی نرینہ ہوگی اور وہ بھی ایک سے زیادہ لڑکے ہوں گے۔ ان کی بیوی حیدر آباد کی تھی۔ جب پہلا لڑکا ہوا تو میں ان دنوں حیدر آباد میں تھا۔ مجھ سے مل کر مجھے مٹھائی کھلایا۔ اور بہت خوش تھا۔ اور اس کے سب رشتہ دار بھی خوش تھے۔ اس کے بعد اس کو آدھا درجن لڑکے ہوئے ہیں۔ اگر کسی کو شک ہو تو وہ اب موجود ہیں جاکر دریافت کر سکتے ہیں عبد الرحیم صاحب سے۔ آگے ذکر آئیگا کہ میری دعا سے کئی لوگوں کو نرینہ اولاد سے اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے۔ اور کئی دفعہ اس درویش کی دعا سے بارش ہوئی ہے

ضلع ورنگل کے ملک تعلقہ میں میرا مناظرہ

یہ ۱۹۵۸ء کی بات ہے کہ میں جب حیدر آباد آیا۔ اور حکیم محمد الدین صاحب اور چودھری مبارک علی صاحب ملک تعلقہ میں جا کر آئے ہوئے تھے۔ وہاں ایک حکیم صاحب احمدی ہوئے تھے۔ اور مخالفت ہو رہی تھی۔ اس وجہ سے وہاں بحثیں چل رہی تھیں۔ میں پہلے کبھی اس علاقہ میں نہیں گیا تھا۔ ان دونوں مولوی صاحبان نے وہاں کے سارے حالات سنائے اور کہا آپ چلے جاؤ۔ میں ان کے کہنے پر چلا گیا تھا۔

ملک میں جاتے ہی میں نے وفات مسیح کا مسئلہ تو تین دن میں صاف کر دیا۔ اور بعض تعلیم یافتہ نوجوان تو مان گئے کہ حضرت عیسیٰؑ تو قرآن شریف سے صاف ظاہر ہے کہ وفات پا چکے ہیں۔

اس کے بعد اس گاؤں والوں نے حیدر آباد سے چند علماء کو بلوایا اور بحث کا وقت رات کے نو بجے رکھا۔ میں اور وہ نیا احمدی ایک طرف اور وہ چار علماء دوسری طرف۔ رات کے نو بجے بات شروع ہوئی۔ میں نے بیس ہزار روپیہ انعام رکھا تھا کہ اگر قرآن کریم سے ثابت کریں کہ اُمتی نبی بھی نہیں آسکتا تو میں بیس ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ سب سے پہلے میں نے وفات مسیح پر بات کرنے کہا تو انہوں نے

صاف انکار کر گئے کہ ہم وفات مسیح پر بات چیت نہیں کریں گے۔ ہزاروں لوگ ہندو مسلمان تھے۔ منصف ایک ہندو کو بنایا گیا تھا۔ انہوں نے وہی خاتم نبوت کی آیت پیش کی۔ میں نے اس کے جواب میں چار قرآنی آیات جب ترتیب سے اور وضاحت سے پیش کیا تو ان عالموں کے چھکے چھوٹ گئے اور سب پریشان ہو گئے کہ نبی تو آسکتا ہے۔ اور گالی گلوچ شروع کر کے گیارہ بجے رات کو بحث ختم کر کے چلے گئے۔

اگلے روز مولویوں نے فتویٰ لگا دیا کہ یا تو اس کو قتل کر دو یا گاؤں سے نکال دو ورنہ تم کو گمراہ کر دیگا۔ میں اس کے بعد حیدرآباد واپس آگیا۔ اور سارا واقعہ حکیم صاحب کو سنا دیا تھا۔

رائچور میں جماعت احمدیہ کا دارالمطالعہ

یہ سنہ ۱۹۶۰ء کی بات ہے کہ جماعت احمدیہ کے دارالمطالعہ کا قیام عمل میں آیا۔ رائچور ضلع ہے اور اب یہ ریاست کرناٹک میں ہے پہلے یہ نظام حیدرآباد دکن کی ریاست میں تھا۔ یہاں ایک گھر احمدی کا تھا۔ جناب سبحان صاحب مدرس وظیفہ یاب اور ان کے چھ لڑکے تھے اور دو لڑکیاں تھیں۔ یہ بعد میں حیدرآباد چلے گئے اور ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ سب لڑکے اور لڑکیاں احمدی ہیں۔

ایک نئے احمدی جناب عبدالکریم صاحب تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ یہاں احمدیہ دارالمطالعہ کھولا جائے۔ اور اسی میں میں کام کروں۔ یادگیر کی جماعت نے تعاون کیا تو یہ دارالمطالعہ خدا کے فضل سے ۱/۱/۶۰ء کو قائم ہوا۔ اور ۱۹۶۲ء میں قادیان چلا گیا اور یہ دارالمطالعہ ختم ہو گیا کیونکہ ٹھیک طور پر کوئی کام کرنے والا نہ تھا۔

میں سات سال کے بعد قادیان گیا اور پاسپورٹ بنا کر پاکستان چلا گیا تھا۔ میرا لڑکا بنام ناصر احمد تھا۔ اس سے بھی اور حضور سے بھی ملنا تھا۔ اور رشتہ داروں سے بھی ملنا تھا۔ میں رشتہ داروں سے مل کر ۱۹۶۴ء میں پھر آ گیا تھا۔ میرے آنے کے کچھ عرصہ کے بعد عبدالکریم صاحب کا انتقال ہو گیا۔ ان کے چھ لڑکے تھے لیکن احمدیت پر نہ رہے۔

رائچور میں شمس عالم کے عرس پر احمدیہ اسٹال

رائچور میں احمدیہ دارالمطالعہ کے دنوں ہر سال عرس کے موقعہ پر احمدیہ بک اسٹال لگایا جاتا تھا۔ اس میں ۲۴ گھنٹے کام تو میں نے کرنا ہوتا تھا اور عبدالکریم صاحب اور سبحان کے لڑکے اور یادگیر کی جماعت اور مولوی فیض صاحب کا تعاون ہوتا تھا۔ تین دن بڑا زبردست اسٹال رہتا تھا۔ اور ہزاروں ہزاروں مسلمان اور ہندوؤں تک احمدیت کا پیغام پہنچایا جاتا تھا۔

جماعت احمدیہ کے دنیا میں تبلیغی مراکز

ایک بڑے سائز کے کپڑے پر دنیا میں تبلیغی مراکز کا تفصیل سے ذکر ہوتا تھا اور مساجد کا بھی تفصیل سے ذکر اور فوٹو ہوتے تھے ۔ اور قرآن پاک کا کتنی زبانوں میں ترجمہ کیا گیا تھا اس کا بھی تفصیل سے ذکر ہوتا تھا ۔ اور کن کن ممالک میں جماعت احمدیہ کے افراد موجود ہیں ہر ایک نظر کپڑے پر پڑتی اور وہ سوال کرتا پھر اس کا تسلی بخش جواب دیا جاتا تھا ۔

میرا تبلیغی ڈھنگ یوں ہوتا تھا

اتوار کے دن احمدیہ دار المطالعہ میں خاکسار کی صدارت میں جلسہ ہوتا تھا اور ہر ایک کو آزادانہ اپنے خیالات کو پیش کرنے کی اجازت ہوتی تھی اور آخر میں خاکسار ختم نبوت اور صداقت حضرت اقدس مسیح موعودؑ پر تقریر کرتا تھا ۔ اور آخر میں سوالات کرنے کی پوری آزادی ہوتی تھی ۔ اور ان کے سوالات پر خاکسار تسلی بخش جوابات دیتا تھا ۔ اور کچھ کتابیں پڑھنے کو دی جاتی تھیں ۔ اس طرح سے تین سال تک یہ سلسلہ جاری رہا تھا ۔ پھر جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت اور سنت والجماعت کے جلسوں اور

اجتماعوں میں شامل ہوکران کو دعوۃ دے کر آتا تھا۔ ڈاکٹر، وکیل اور دوسرے دوست آکر میری صدارت میں تقریریں کیا کرتے تھے۔ جواب قرآن پاک سے اور سنّت اور احادیث اور بزرگوں کے اقوال سے دیا جاتا تھا۔

اسلام کے معنے

اسلام کے معنے ہیں سلامتی، اور امن کا پیغام۔ گویا کہ خود امن میں رہنا اور دوسروں کو امن دینا۔ بخاری شریف میں ایک حدیث ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے سب لوگ یا سب مسلمان محفوظ رہیں۔

اگر کوئی اپنی تقریروں میں بجائے امن کے اور سلامتی کے گالی گلوچ اور فتنہ وفساد کی باتوں کو کرتا ہے تو وہ مذکورہ بالا آنحضور صلعم کے ارشاد کے خلاف کرتا ہے اور اسلام کے معنے کے بالکل خلاف کرتا ہے اور امن کو برباد کرتا ہے جو کہ اسلام کی روح کے خلاف ہے۔

دارالمطالعہ میں ایک پروفیسر سے گفتگو

ایک روز میں اکیلا دارالمطالعہ میں بیٹھا تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا کہ ایک پروفیسر صاحب تشریف لائے۔ اور ساتھ چار کالج کے طلباء بھی تھے۔ آتے ہی السلام علیکم کہنے کے بجائے یہ کہا کہ کچھ لوگ اپنے آپ کو نبی بنا بیٹھے ہیں۔ میں نے پہلے تو ادب سے بیٹھنے کو کرسیاں دیں۔ اور جواباً کہا کہ ہاں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو خدا تعالیٰ کے انعامات کے ناشکر گزار ہیں۔ اور ان پر غور کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔

اس کے بعد ہماری تبلیغی گفتگو شروع ہوئی۔ میں نے جماعت احمدیہ کے دنیا میں جہاں جہاں تبلیغی مراکز ہیں اور مساجد ہیں اور قرآن شریف کا ترجمہ جتنی زبانوں میں کیا گیا ہے نقشے کو سامنے رکھ کر تفصیل سے ذکر کیا تو وہ اور اس کے ساتھی حیران اور دنگ رہ گئے۔ اور پھر قرآن اور احادیث اور بزرگوں کے اقوال کی روشنی میں خوب بحث ہوئی۔

اس کے بعد وہی پروفیسر صاحب اور ان کے ساتھی نوجوان کالج کے طلباء نے کہا کہ ہم لوگ قادیانوں کے بارے میں جو کچھ سنا کرتے تھے غلط ثابت ہوتا ہے بالکل ہی۔ اس کے بعد وہ پروفیسر صاحب اور ان کے ساتھی ہماری جماعت کی کتابیں لے کر چلا گئے۔ اور آئندہ

جماعت کی کتابیں پڑھنے اور قادیان سے خط و کتابت کرنے اور مجھ سے ملتے رہنے کا عہد کیا اور چلا گئے۔ بعد میں کئی دفعہ مجھے ملے۔ گفتگو ہوئی۔ ان میں سے دونوں احمدی ہوئے اور دوسروں کا پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں ہیں۔

دار المطالعہ میں ایک نوجوان سے گفتگو۔

ایک روز میں دار المطالعہ میں بیٹھا تھا کہ ایک نوجوان آیا۔ اور آتے ہی ختم نبوت پر بحث شروع کر دیا۔ اور بڑے جوش میں تھا۔ میں نے قرآن کی چند آیات کو آہستہ سے نکال کر سامنے رکھ دیا۔ اور ترجمہ سے آگاہ کیا تو وہ حیران ہو کر کہنے لگا کہ ہمارے علماء قرآن کو پڑھتے ہیں ہیں۔ یہ تو صاف لکھا ہے کہ امتی نبی اور قرآن کا خادم اور قرآن شریف کی تبلیغ کرنے والا نبی بن سکتا ہے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کی شریعت کا خادم نبی بن سکتا ہے۔ اس اعتبار سے تو آپ کے مرزا غلام احمد صاحب سچے ہیں۔ اس کے بعد وہ بہت سی کتابوں کو لے کر چلا گیا۔ اور جاتے وقت بہت بہت شکریہ ادا کر کے گیا اور آئندہ ملاقات کا وعدہ کر گیا۔

بارش کا نشان دیکھ کر کیا آپ لوگ مرزا صاحب پر ایمان لاؤ گے؟

یہ سنہ ۱۹۶۱ء کی بات ہے کہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط پڑ گیا تھا۔ ہندو مسلمان ہزاروں کی تعداد میں گلی کوچوں میں جلسوں اور جلوسوں کی شکل میں دعا کر رہے تھے کہ بارش ہو۔ لیکن بارش نہیں ہو رہی تھی اس وقت میں نے علماء کے سامنے یہ تجویز پیش کی تھی کہ آپ لوگ ہندو اور مسلمان رات دن بارش کی دعا کر رہے ہیں اور بارش نہیں ہو رہی ہے۔ کیا میں اکیلا دعا کروں۔ اگر میری دعا سے خدا تعالیٰ بارش برسا دے تو آپ لوگ مرزا غلام احمد صاحب کی صداقت پر ایمان لاؤ گے؟ اس پر کوئی بھی تیار نہیں ہوا۔ اور بات جوں کی توں رہ گئی۔ کیونکہ وہ پہلے میری دعاؤں کے نشانات کو دیکھ چکے تھے۔

کشٹگی میں مناظرہ اور پھر مباہلہ

ان دنوں کشٹگی رائچور کی تحصیل میں ایک احمدی عبد الحلیم صاحب مدرس سے بحثیں چل رہی تھیں۔ انہوں نے مجھے رائچور آنے کیلئے خط لکھا۔ میں خط ملتے ہی فوراً کشٹگی پہنچ گیا۔ رات کو بات کرنے کا پروگرام جامعہ مسجد میں طے ہوا۔ اور عشاء کی نماز کے بعد بات چیت شروع ہوئی

پبلک ہزار کی تعداد میں تھی ۔ اس طرف سے میں اور عبد الحلیم صاحب مرحوم دونوں تھے ۔ ان کی طرف سے تین علماء تھے ۔ میں نے پہلے وفاتِ مسیح پر بحث کرنے کو کہا تو وہ انکار کر گئے ۔ آخر ختمِ نبوت پر بحث شروع ہوئی ۔ ڈیڑھ گھنٹہ کی بحث سے قرآن و احادیث کی رُو سے یہ ثابت ہو گیا کہ اُمتی نبوت کا دروازہ کھلا ہے بند نہیں ہے ۔ تو وہ فوراً مباہلہ پر آگئے کہ آپ لوگ اگر مرزا غلام احمد قادیانی سچے ہیں تو مباہلہ کر لو ۔ اور کل دوسرے روز دس بجے دن کے شرائط طے کر کے بد دعا شروع ہو گی ۔ میں نے کہا کہ ٹھیک مجھے منظور ہے اس پر بحث ختم ہو گئی ۔

رات کو خدا سے اجازت

رات کو میں نے کہا کہ عبد الحلیم صاحب آپ آرام کر دیں میں خدا تعالیٰ سے اجازت اور امداد طلب کرتا ہوں ۔ میں نے تہجد میں دعا کی ۔ سارے حالات خدا تعالیٰ کے سامنے رکھ کر امداد مانگی تو جواب ملا کہ وہ مباہلہ نہیں کریں گے ۔ اور یہ گاؤں چھوڑ کر چلے جائیں گے ۔ اور اگر وہ مباہلہ کریں گے تو نقصان اٹھائیں گے ۔ چنانچہ دوسرے روز وہ دس بجے دن سے پہلے ہی گاؤں چھوڑ کر چلے گئے ۔ جس کا وہاں کے ہندو اور مسلمانوں پر اچھا اثر پڑا ۔ اور میں دو دن کے بعد واپس رائچور آگیا تھا ۔

بارش کی شرط

یہ ۱۹۶۱ء کی بات ہے کہ جناب مولوی حکیم محمد الدین صاحب مبلغ حیدر آباد کا تبادلہ شموگہ ہوگیا تھا اور وہ جانے کی تیاری میں مصروف تھے۔ میں نے ان سے ملنے حیدر آباد جانا تھا۔ جاتے ہوئے راستہ میں یادگیر جناب سیٹھ عبد الحی صاحب سے ملاقات کیا۔ آپ نے آمد کی وجہ دریافت کی۔ میں نے آمد کی وجہ بتادی۔ تو آپ نے فرمایا کہ بارش نہیں ہورہی ہے۔ آپ دعا کریں۔ بارش ہوگی تو میں اپنی گاڑی میں آپ کو حیدر آباد چھوڑ کر آؤں گا۔ اور جب تک بارش نہ ہو میں آپ کو جانے نہیں دیتا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ آپ کی بات منظور ہے۔ چنانچہ میں نے رات کو دعا کی اور فجر کی نماز سے پہلے بارش شروع ہوگئی۔ اور دو گھنٹے میں ہر طرف پانی ہی پانی ہوگیا۔ میں نے کہا سیٹھ صاحب بارش تو ہوگئی۔ آپ نے کہا ہاں ہوگئی ہے۔ دوسرے روز میں اور سیٹھ صاحب اور ان کا بڑا لڑکا جناب عبد اللطیف صاحب اور پرنس عثمان صاحب اور خاکسار سیٹھ صاحب کی کار میں حیدر آباد چلے گئے۔

اس واقعہ کا سیٹھ صاحب اور دوسرے لوگوں پر بڑا اچھا اثر ہوا تھا۔ کیونکہ بارش کی دعا کا ذکر سیٹھ صاحب نے خود لوگوں میں کہا تھا کہ درویش صاحب سے بارش کی دعا کی درخواست میں نے ہی کیا تھا

سیٹھ عبدالحی صاحب کے لئے دعا اور ان کی عمر باقی

یہ سنہ ۱۹۶۲ء کی بات ہے کہ میں رائچور سے یادگیر آیا۔ سیٹھ عبدالحی صاحب نے فرمایا کہ آپ دعاگو بزرگ ہیں۔ میری بیماری جاتی نہیں۔ خدا تعالیٰ سے دعا کر کے جواب لے کر آئیں کہ یہ بیماری کب جائے گی۔ میں نے کہا ٹھیک ہے آپ دمّہ کے مریض تھے۔ اس کے بعد میں رائچور گیا۔ کچھ دنوں کے بعد میں نے دعا کی۔ دعا کر کے نماز تہجد کے بعد میں سو گیا تھا۔ تو مندرجہ ذیل نظارہ میں نے خواب میں دیکھا۔

عمر کی میعاد کا خواب

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں دو زانوں ہو کر مغرب کی طرف منہ سے بیٹھا ہوں۔ اور میرے سامنے دیوار پر بڑی گھڑی لگی ہے جیسا کہ مسجدوں میں لگائی جاتی ہے میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ اس گھڑی کا وقت بارہ بجنے میں ایک گھنٹہ ہے اور گیارہ بجنے میں سات منٹ اور دو سکنڈ ہیں۔ اس میں بتایا کہ جس آدمی کی بیماری کی آپ نے دعا کی تھی اس کی باقی عمر سال رواں کو چھوڑ کر گھنٹہ سے مراد ایک سال ہے اور سات منٹ سے مراد سات ماہ ہیں اور دو سکنڈ سے دو دن باقی ہے اتنی ان کی عمر اس کے بعد میں نے یادگیر آ کر یہ سارے خواب کا نظارہ سنا دیا تھا۔

سیٹھ عبدالحی صاحب کا انتقال

یہ خواب تو میں نے ۱۹۶۲ء میں دیکھا تھا اور آپ کا انتقال ۲۰ اگست ۱۹۶۴ء کو ہوگیا تھا۔ سال رواں کو چھوڑ کر ایک سال سات ماہ دو دن کے بعد آپ نے وفات پائی۔ اور خواب جیسا دیکھا تھا حرف بحرف پورا ہوگیا۔

ان کے تین جنازے پڑھے گئے۔ ایک حیدر آباد میں جہاں وہ فوت ہوئے۔ دوسرا یادگیر اور تیسرا احمدیہ قبرستان میں جو کہ میں نے ہی پڑھایا تھا۔

میرا وظیفہ جاری ہوا تھا

یہ بھی ۱۹۶۲ء کی بات ہے جون کے مہینے میں نظارت دعوۃ
و تبلیغ کی طرف سے ایک خط ملا اس میں یہ لکھا تھا کہ آپ ۳۱۳ درویشوں
میں سے ہیں۔ آپ نے تو کوئی مطالبہ نہیں کیا لیکن درویشی وظیفہ آپ
کو دیا جاتا ہے ۔ امید ہے کہ آپ قبول فرمائیں گے ۔ سات سال
کے بعد مرکز قادیان نے اپنی خوشی سے وظیفہ جاری کیا تھا ۔ جو کہ
اب تک جاری رہا ہے ۔

اس کے بعد میں ۸/۶۲ کو قادیان چلا گیا تھا جس کا میں اوپر ذکر
کر آیا ہوں ۔ قادیان جانے کے بعد میں پاسپورٹ بنا کر پاکستان جلسہ سالانہ
پر ربوہ چلا گیا تھا ۔ جلسہ پر حضور سے ملا ۔ اور رشتہ داروں سے
ملا ۔ اور ناصر احمد کو پاسپورٹ بنوا کر قادیان لایا ۔ وہ چھ ماہ رہ کر
واپس پاکستان چلا گیا ۔ کیونکہ سب رشتہ دار پاکستان میں تھے
اور میں جنوبی ہند آگیا ۔ اب اکیس سال ہو گئے اپنے بیٹے کو دیکھا نہیں

اجمیر میں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے ملاقات

میرے لڑکے کا اب خط ملا ہے۔ اس کی شادی اور خدا کے فضل سے چار لڑکے اور ایک لڑکی اس طرح پانچ بچے ہیں۔ میرے لڑکے کا نام ہے ناصر احمد۔ میں ۱۹۶۲ء میں قادیان جاتے ہوئے چند دن اجمیر شریف میں بغرض دعا ٹھہرا تھا۔ خوب دعا کیا اور تو خدا تعالیٰ کے حکم سے ایک روز کشفی حالت میں میں نے ان سے ملاقات کیا تھا۔ آپ کا نورانی چہرہ آج بھی میری آنکھوں میں گھوم رہا ہے۔ یہ نظارہ ایک روحانیت کا معراج تھا۔ جو کہ تحریر میں لانے سے قاصر ہوں۔ پانچ دن رہا اور کئی نشانیاں دیکھی تھیں۔ آگے میں انشاء اللہ تعالیٰ صاحب قبور سے ملاقاتوں کا ذکر کروں گا۔ جو کہ بڑے ایمان افروز واقعات ہوں گے۔

نصرت الٰہی کا ایک اور واقعہ

یہ بھی ۱۹۶۱ء کی بات ہے کہ میں راجوری کے پہاڑوں میں اکثر جب وقت ملتا چلا جاتا تھا۔ اور خوب خدا کے حضور عاجزانہ طور پر دعا کیا کرتا تھا کوئی پہاڑ نہ ہوگا جس جگہ پر دعا نہ کیا ہوگا۔ کیونکہ مجھے دعا کرنے کا بڑا جوش اور ولولہ تھا۔ ایک روز مجھے پیسہ کی بڑی سخت ضرورت تھی۔

کیونکہ اکثر روٹی ہوٹلوں سے کھانی پڑتی تھی ۔ میں دعا کر کے واپس جا رہا تھا کہ ایک آدمی آیا اس نے لفافہ دیا اور چلا گیا ۔ اس لفافے میں پچاس روپے تھے اور لکھا تھا آپ کے اخراجات کا ہم کو علم ہے ۔ چند ایک واقعات کا میں انشاء اللہ تعالیٰ آگے ذکر کروں گا ۔

حضرت خلیفہ اول حکیم نور الدین صاحب رضؓ کا ایک واقعہ

یہ واقعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاص صحابی جو کہ حضرت خلیفہ اول کے زیادہ قریب رہا کرتے تھے سنا ہے اور غالباً آپ کی کسی کتاب میں بھی اس کا ذکر ہے جو کہ مجھے اس وقت یاد نہیں ہے ۔

ایک دفعہ آپ اکیلے گاؤں کے باہر جنگل میں جا کر بیٹھ کر خدا تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گئے اور یہ بھی خدا سے کہا کہ اے اللہ میں نے آج یہاں پر کھانا کھانا ہے ۔ چنانچہ اچانک ایک سفید چینی کے برتن میں گرم گرم پلاؤ جس کو بریانی بھی کہتے ہیں آپ کے سامنے آ گئی ۔ آپ نے خوب پیٹ بھر کر کھایا ۔ اور وہ برتن غائب ہو گیا ۔ آپ نے خدا کا شکر ادا کیا اور واپس آ گئے ۔

ایک اور واقعہ حضرت خلیفہ اوّل کا

یہ بھی آپ کی کسی کتاب میں ہے میں نے صحابہ سے سنا تھا کہ آپ طالب علمی کے زمانے میں لاہور چلے گئے اور ایک مسجد میں ٹھہر گئے کہ کوئی کھانے کو کہے گا تو کھانا کھالوں گا۔ لیکن کسی سے مانگوں گا نہیں۔ کیونکہ آپ لوگوں سے مانگنا پسند نہیں کرتے تھے اللہ کے سوا۔ لیکن کسی نے نہ کھانا کو کہا۔ ایک دن گیا۔ دوسرا دن گیا۔ تیسرے دن آپ بالکل کمزور ہو گئے۔ اور یہ خیال کیا کہ اب میں زندہ نہیں رہتا کیونکہ بات تک کرنے کی طاقت نہ رہی تھی تو تیسرے دن ایک آدمی آیا اور کھانے کو کہا۔ آپ نے اشارہ سے کہا کہ مجھے چلنے کی طاقت نہیں ہے۔ وہ آپ کو کندھوں پر اٹھا کر لے گیا اور آپ نے جا کر کھانا کھایا شوربے کے ساتھ تو آپ کو طاقت آئی۔ لیکن آپ نے مانگا نہیں تھا۔

• مذکورہ بالا دو واقعات سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو پھر خدا کے سوا دوسروں سے مانگنا شرم محسوس کرتا ہے اور وہ یقین رکھتا ہے کہ خدا کے سوا اوروں سے کیا مانگنا ہے۔

خدا تعالیٰ آزماتا ہے لیکن وہ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا۔ جب بندہ ناامید ہو جائے تو وہ فوراً اس کی نصرت فرماتا ہے جس کا انسان خیال بھی نہیں کر سکتا کہ ایسا ہو سکتا ہے۔

ایک مولوی کا واقعہ جس سے وہ حیران ہوگیا

یہ ۱۹۶۵ء کی بات ہے کہ میں دیودرگ گیا تھا اور ایک مولوی سے بات کرنا تھا۔ وہ روزانہ احمدیوں کو نفرت کی نظروں سے دیکھتا تھا۔ ایک روز جب اس سے بات کرنے کو گئے تو وہ اور چند ساتھیوں کے بیٹھا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر کہا کہ آپ پہلے میرے ہاتھ پر بعیت کر کے مسلمان ہوں تو میں آپ سے بات کروں گا ورنہ نہیں۔ میں نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آپ جو کچھ فرما رہے ہیں یہ ٹھیک ہے۔ اس نے کہا یہ بالکل ٹھیک ہے۔ ساتھ والوں نے بھی کہا ٹھیک ہے۔ میں نے کہا کہ اچھا اگر ٹھیک ہے تو اپنا مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ بتائیں کہ آپ مسلمان ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ جس پر وہ حیران ہوگیا اور ہاتھ چھڑا لینے کی کوشش کرنے لگا۔ میں نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو کہا کہ ابھی میں تو مسلمان ہونے کو تیار ہوں۔ آپ لوگ جلدی کریں۔ آخر وہ مولوی اور اس کے ساتھیوں کو بُری طرح سے شرمندہ ہونا پڑا۔ اور پھر کبھی احمدیوں کو نفرت کی نظروں سے نہیں دیکھا اور محبت اور اخلاق سے پیش آتا رہا۔ اس کے سوال کی کوئی دلیل نہ تھی جس کی وجہ سے اس کو ندامت اٹھانی پڑی۔ یہ ایک منطقی بات تھی اس کا حدیث میں ذکر ہے اور نہ قرآن پاک میں۔

ایک تبلیغی مجلس

یہ ۱۹۵۹ء کی بات ہے کہ میں چند دن کے لئے دیودرگ میں ٹھہرا تھا کہ ایک تبلیغی دورہ ان دنوں ہوا۔ اسکولوں کی چھٹیاں تھیں۔ جناب عبدالرحیم صاحب مدرس اور جناب عبدالحلیم صاحب مدرس یہ دونوں میرے ساتھ تھے۔ تینوں نے تبلیغی دورہ کیا تھا۔

دیودرگ سے چل کر سردار، اور پھر ہٹی گئے۔ اور وہاں سے ۱۵ دن کے بعد جالعلی شام کے وقت آئے۔ ایک دوست جو کہ نسیم احمدی تھا وہیں قیام کیا۔ وہاں ایک تبلیغی پروگرام بنایا گیا تھا۔

تبلیغی مجلس ڈاکٹر کے پاس رکھی تھی۔ اور وہ ڈاکٹر جماعت اسلامی سے تعلق رکھتا تھا۔ ہم تینوں گئے۔ اس مجلس میں اس ڈاکٹر کے علاوہ ہائی اسکول کا ہیڈ ماسٹر اور پولس کا انسپکٹر اور وہاں کے معزز لوگوں کے علاوہ دوسرے لوگ اور عورتیں بھی تھیں۔ یہ بحث ختم نبوت پر تھی جو کہ دو گھنٹے تک جاری رہی۔ اس کا ان سب لوگوں پر نہ مٹنے والا اثر ہوا تھا۔

ایک مرغا نہ دینے پر اس کی موت

اُسی گاؤں میں رات گذارنی تھی ۔ ساتھیوں کا خیال تھا کہ اگر مرغا مل جائے تو لے کر کھائیں گے ۔ بحث کرنے جاتے وقت ایک مرغا راستہ میں ملا ۔ میں نے اس کی قیمت دریافت کی ۔ مرغے والوں نے اس کی قیمت تین روپے کہا ۔ میں نے اڑھائی روپیہ کہا ۔ لیکن وہ نہ مانے ۔ میں نے کہا یہ مرغا اڑھائی روپیہ میں دے دو ۔ ورنہ یہ مرغا صبح تک مر جائے گا ۔ انہوں نے اس بات کو مذاق خیال کیا اور مرغا نہ دیا ۔ چنانچہ وہ مرغا صبح تک مر گیا ۔ اس واقعہ کا ان لوگوں پر بڑا اثر ہوا انہوں نے کہا کہ اگر ہم کو علم ہوتا کہ یہ جلالی بزرگ ہیں اور ہمارا مرغا صبح تک مر جائے گا تو ہم بغیر پیسہ کے دے دیتے تھے ۔ اس واقعہ کا کئی دنوں تک اُس گاؤں میں ذکر چلتا رہا تھا ۔

ایک دو سالہ بچہ اور معجزانہ دعا کا اثر (اور بچہ کا دوبارہ زندہ ہونا)

یہ بھی ۱۹۵۹ء کی بات ہے کہ میں ان دنوں دیودرگ میں تھا۔ ایک روز مغرب کی نماز پڑھا کر میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بچی دو سالہ بچہ کو لائی۔ اور ساتھ خود رو رہی تھی۔ مجھ سے کہا مولوی صاحب اس بچہ کی بچنے کی تو کوئی امید نہیں ہے آپ دعا کریں۔ میں نے جب بچہ کو دیکھا اور اس کی نبض دیکھا تو وہ بھی ٹھیک نہیں تھی۔ اور اس کی حالت خطرہ سے خالی نہیں تھی۔ میں نے اس بچی کو کہا کہ اس کے ماں باپ کو کہیں کہ میں خدا تعالیٰ سے دعا کروں گا اور خدا کے فضل سے بچہ صبح تک انشاء اللہ تعالیٰ ٹھیک ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ لے گئی اور میں نے خدا تعالیٰ سے دعا شروع کر دی اور وہ بچہ ٹھیک صبح تک بالکل ٹھیک اور صحت یاب ہو گیا تھا۔

دوسرے روز بچہ کے ماں باپ میرے پاس آئے اور سارا حال سنایا تھا کہ یہ بیماری جو بچہ کو تھی اس سے دیودرگ گاؤں کے چار بچے پہلے مر چکے تھے اور وہی بیماری اس بچہ کو تھی۔ اور سب نے کہا کہ یہ بچہ صبح تک مر جائیگا۔ یہ تو آپ کی دعا کا ایک معجزہ ہے کہ خدا نے مردہ زندہ کر دیا۔ اور یہ ان کا پہلا بچہ تھا۔ میں نے کہا یہ بچہ لمبی عمر پائے گا اور اس کے بعد بھی کئی بچے ہوں گے۔ چنانچہ اب اس کے آدھے درجن سے زیادہ لڑکے ہیں۔ اور ایک لڑکا قادیان میں بنام محمد الیاس صاحب

مولوی فاضل پاس کر کے اب وہ ان دنوں شموگہ میں مبلغ ہے۔ لڑکا مذکورہ اب تک زندہ ہے جب کہ ۱۵ سال گذر گئے ہیں۔ اس کے باپ اسماعیل سے بھی یہ واقعہ دریافت کر سکتے ہیں ۔ یہ ہیں دعاؤں کے اثرات معجزانہ اور نصرت الٰہی کے واقعات ۔

نصرت الٰہی کا ایک اور واقعہ

یہ بھی سنہ ۱۹۶۲ء کی بات ہے کہ قادیان جانے سے پہلے رائچور میں شمس عالم کا عرس آگیا۔ یہ بارش کے دن تھے ۔ بارش ان دنوں بھی تھی۔ میں نے اور کریم صاحب نے یادگیر کے احمدیوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ بارشوں کے دن ہیں اس لئے کتابیں خراب ہو نگیں اسٹال کو ملتوی کر دو ۔ میں نے کہا کہ میں قادیان جا رہا ہوں ۔ یہ میرا آخری اسٹال ہے لگانا ضروری ہے ۔ چنانچہ میں نے اور عبد الکریم صاحب نے دونوں نے اسٹال لگا دیا ۔ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ یہ تیرے مسیح پاک کا پیغام پہنچانا ہے تو پانچ دن کے لئے بارش کو روک دے ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ بادل آتا تھا اور آگے چلا جاتا تھا ۔ اور بارش کا ایک بھی قطرہ نہ گرتا تھا ۔ جب عرس ختم ہو گیا اور اسٹال کتابیں سب اٹھا کر گھر لے گئے تو ایک گھنٹہ بڑے زور سے

بارش ہوئی اور ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگا ۔ اس دعا کا لوگوں میں جناب عبد الکریم صاحب نے ذکر کیا ہوا تھا کہ ہمارے درویش صاحب نے دعا کی تھی کہ عرس کے دنوں میں بارش نہ ہو ۔ اس کا لوگوں پر بڑا اچھا اثر ہوا اور لوگ حیران رہ گئے ۔ یہ ساری حضرت اقدس مسیح پاک کے سلسلہ کی برکت تھی کیونکہ ہمارا جو کچھ ہے یہ سلسلہ کی برکت کی وجہ سے ہے ۔

ایک اور دعا کا نشان

یہ ۱۹۶۰ء کی بات ہے کہ ایک عبد الرحمٰن نام [illegible] دسویں کلاس کا طالب علم تھا ۔ اس نے دعا کا خط لکھا ۔ راچور [illegible] آخری سال ہے اسکول کا دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اچھے نمبرات [illegible] کرا دے ۔ میں نے دعا کر کے خط کا جواب دیا کہ آپ کا خط ملا میں نے دعا کی ہے تم دوسرے درجہ میں پاس ہو جاؤ گے اور امتحان میں دو ماہ باقی تھے ۔ چنانچہ اس کا جب امتحان ہوا تو وہ دوسرے درجہ میں پاس ہوا اور اس کی کلاس کا دوسرا لڑکا جس نے دعا نہیں کروایا تھا فیل ہو گیا تھا اس کا اس بچے نے دوسروں سے ذکر کر دیا تھا اور خط دکھا دیا تھا ۔ سب لوگ حیران ہو گئے تھے ۔ دوسرا بچہ حیران ہو گیا کہ اگر وہ بھی دعا کروا تا تو پاس ہو جاتا تھا ۔

اُس لڑکے کا کہنا کہ دعا کیا چیز ہے ۔

مذکورہ بالا لڑکا جو دعا سے پاس ہوا تھا جب کالج میں گیا تو اس نے کہا کہ دعا کیا چیز ہے؟ انسان کوشش کرے تو کامیاب ہو جاتا ہے ۔ میں نے کہا ٹھیک ہے اگر دعا کوئی چیز نہیں ہے تو تم رات دن کوشش کرو ۔ اگر پاس ہو گئے تو میں سمجھ لوں گا کہ دعا کوئی چیز نہیں ہے ۔

چنانچہ یہ لڑکا فیل ہو گیا تھا پاس نہیں ہوا تھا ۔ یہ زندہ خدا سے تعلقات کی نشانیاں ہیں ۔ اب بھی یہ لڑکا زندہ موجود ہے جس کو شک ہو دریافت کر سکتا ہے ۔

یہ دو نشانیاں دیکھ کر بھی اس کو نصیحت نہ آئی اور دعا کی کوئی قدر نہ کیا ۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ؎

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر ہو دل میں خوف کردگار

ایک اور طالب علم دعا سے پاس

یہ بھی سنہ ۱۹۶۳ء کی بات ہے کہ جب جناب محمد یوسف صاحب قریشی اپنے اسکول کے آخری کلاس میں تھے تو انہوں نے مجھ سے دعا کی درخواست کی تھی ۔ امتحان ہونے سے ایک عرصہ پہلے کی بات تھی ۔ میں نے دعا کی تو خدا تعالیٰ نے بتادیا کہ آپ دوسرے درجہ میں کامیاب ہوں گے ۔ میں نے ان کو بتادیا کہ آپ کے لئے میں نے دعا کی ہے خدا تعالیٰ نے بتایا کہ یہ لڑکا دوسرے درجہ میں پاس ہوگا ۔ چنانچہ جب امتحان ہوا تو وہ دوسرے ہی درجہ میں پاس ہو گیا تھا ۔ اس کے بعد بھی یہ دعا کرواتا رہا ۔ اور خدا کے فضلوں سے یہ بی ۔ اے ، بی ایس سی ، بی اے ایل ایل بی ، بی ایڈ اور ایم اے پاس کیا ہے اور اب حیدر آباد دکن میں سیکریٹریٹ میں سرکاری ملازم ہے ۔ اور تقریباً دو ہزار تنخواہ ہے ۔ ان کے شروع سے میرے ساتھ تعلقات اچھے رہے ہیں ۔ اور یہ لڑکا نمازی ہے اور دین کی خدمت کا جوش رکھتا ہے اور مخلص احمدی ہے ۔

خواجہ بندہ نواز سے ملاقات

یہ ۱۹۵۸ء کی بات ہے کہ میں پہلی مرتبہ گلبرگہ آیا تھا۔ اور رات کو سونے سے پہلے یہ دعا کیا تھا کہ اے اللہ غیب کا علم تیرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ لوگ کون ہیں اگر تو بتلائے گا تو صبح دعا کروں گا۔ ورنہ نہیں کروں گا۔ چنانچہ رات کے دو بجے خواب میں ان سے ملاقات کیا جو درج ذیل ہے۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں دو زانوں ہو کر بیٹھا ہوں اور میرے سامنے یہ خواجہ صاحب دو زانوں ہو کر بیٹھے ہیں اور میرے دائیں جانب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ دو زانو ہو کر بیٹھے ہیں۔ اور خواجہ بندہ نواز حضرت خلیفہ اولؓ کی بڑی تعریف کر رہے ہیں۔ کہ انہوں نے اسلام کی تائید میں تین کتابیں لکھی ہیں۔ اس حالت میں میں نے جب دائیں طرف دیکھا تو حضرت مسیح موعودؑ ایک بڑی شاندار مسجد کے صحن میں ٹہل رہے ہیں۔ جب میں نے آپ کو دیکھا اسوقت آپ ٹہلتے ٹہلتے دوسری طرف جا رہے تھے۔ آپ نے بھی میری طرف دیکھا اور مجھے دیکھ کر حضور اقدس مسیح موعودؑ بہت خوش نظر آتے تھے۔

خواجہ صاحب کی ہری پگڑی، لمبے بال، پتلی ناک اور سولا

گندمی رنگ اور موٹی موٹی آنکھیں تھیں ۔ اس دوران بتایا گیا تھا کہ یہ صاحب قبر خواجہ بندہ نواز ہے ۔ جس کا آپ نے دریافت کیا تھا ۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی ۔

صبح اٹھ کر قبر پر دعا کیا ۔ اور نیت کیا کہ جب کبھی موقعہ ملے تو دعا کروں گا ۔ خواجہ بندہ نواز کے ساتھ میں نے پہلی مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفہ اولؓ کو دیکھا تھا ۔ یہ میری زندگی کا پہلا واقعہ تھا ۔

صوفی سرمد کی مزار پر دعا

یہ ۱۹۵۹ء کی بات ہے کہ میں چند دوستوں کے ساتھ حضرت صوفی سرمد کی مزار پر گیا ۔ اور دعا کیا ۔ اس علاقہ شورا پور، تماپور اور شاہ پور میں ان کی کافی شہرت ہے ۔ ساگر گاؤں سے ایک میل باہر ایک بہت بڑا قبرستان ہے ۔ ان کی قبر ایک چبوترہ پر پکی ہے ۔ اور اس کے ساتھ ایک مسجد بھی ہے اور پانی کی دو باؤلیاں ہیں ۔ ایک کا پانی جو قریب ہے کھارا ہے ۔ اور دوسری کا پانی میٹھا ہے ۔ چار آدمی اور میرے ساتھ تھے ایک احمدی اور دوسرے غیر احمدی تھے یہ سب میرے پیچھے پانچ وقت نماز ادا کرتے رہے تھے ۔ میں نے دعا کر کے پہلے دن ان سے ملاقات کیا تھا ۔ اور ان کے ساتھ حضرت

صوفی سرمد کے کئی اولیاء بھی تھے ۔ صوفی صاحب کی سفید داڑھی گندمی رنگ موٹا چہرہ تھا ۔ ان سب سے میں نے ملاقات کی تھی ۔ اور آخری تیسرے دن جب کہ ہم لوگوں نے واپس آجانا تھا تو حضرت صوفی رحمۃ اللہ کے ساتھ رویا میں میں نے بیٹھ کر کھانا کھایا تھا ۔ یہ کھانا بڑا ہی لذیذ تھا جو کہ بیان سے باہر ہے ۔ اور ان کی بیوی اور ایک بچی سے بھی میں ملا تھا ۔ یہ ایسا نظارہ تھا کہ گویا میں ان کا ہی آدمی ہوں ۔ اس کے بعد میں نے کئی مرتبہ اس سارے علاقہ میں جگہ جگہ پر دعا کیا ۔ اور بڑے نظارے دیکھا تھا جو کہ ایک لمبا مضمون بن جاتا ہے ۔ اور بڑے دلچسپ واقعات ہیں ۔ جب یہ کھانے کا واقعہ میں نے اپنے ساتھیوں کو سنایا تو یہ بہت خوش ہوئے ۔ اور حیرت میں پڑ گئے ۔ اور بار بار کئی دفعہ یہ واقعہ سنا ۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی انہوں نے سنایا تھا ۔ اس بزرگ کا نام محمود ہے ۔

گوگی گاؤں میں چنداحسین سے ملاقات

یہ ۱۹۶۵ء کی بات ہے کہ گوگی میں چنداحسین کی قبر پر میں نے دعا کی تھی اور پھر ایک کشفی حالت میں ان سے ملاقات کیا جو کہ ایک روحانی منظر تھا ۔ اس علاقہ میں ان کی بڑی شہرت ہے ۔ اور ہر سال عرس ہوتا ہے اور لوگ زیارت کو آتے رہتے ہیں ان کی گدی کے دو مالک ہیں ۔ ان دونوں کو بھی میں نے تبلیغ کی اور کتابیں دیں ۔

قبر پر دعا کرنے کا طریق

جب کسی بزرگ کی قبر پر دعا کرنا ہو تو سب سے پہلے "السّلام علیکم یا اہل القبور" کہے ۔ اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر پہلے سورۂ فاتحہ پڑھے ۔ اس کے بعد بڑا درود شریف پڑھ کر اپنی زبان میں صاحب قبر کے لئے دعا کرے ۔ اس کے بعد ترقی اسلام کی دعا کرے ۔ سب انسانوں کے فائدہ کی دعا کرنے کے بعد اپنی جو بھی ضرورت ہو اس کو خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کرے ۔ اور خدا سے التجا کرے کہ وہ اس کام کو پورا کر دے ۔

یہ دعا کرنے کا طریق قبروں پر آنحضرت صلعم سے ثابت ہے ۔ اور میرا بھی یہی طریق ہے ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قبروں پر دعا کی ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جب ہوشیار پور میں چالیس یوم چِلّہ کر کے واپس آرہے تھے تو راستہ میں آپ اکیلے ایک بزرگ کی قبر پر گئے اور دعا فرمایا تھا ۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا تو صاحب قبر بزرگ قبر سے نکل کر دو زانوں ہو کر قبر پر بیٹھے رہے ۔ جب تک میں دعا کرتا رہا ۔ جب دعا ختم کیا تو وہ قبر میں چلے گئے ۔

اور اگر میں اکیلا ہوتا تو اس سے بات کرتا تھا۔ یہ بزرگ موٹی موٹی آنکھوں والے ہیں۔ جب وہاں کے بڑی عمر والے ایک شخص سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ اس قبر والے کو مر کر چالیس سال گذرے ہیں۔ میں نے ان کو دیکھا تھا کہ وہ موٹی موٹی آنکھوں والے تھے۔

دہلی میں بزرگوں کے مزاروں پر دعا۔

حضرت مفتی صاحب اور حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحبؓ کا بیان ہے جو میں نے خود ان بزرگوں کی زبانی سنا تھا کہ دہلی میں جب مولویوں سے بات کرنے گئے تو مولویوں نے بات چیت تو نہ کیا اور پبلک کو آپ کے خلاف مشتعل کر دیا تھا تو حضور نے کہا مفتی صاحب پروگرام بنائیں کہ فوت شدہ بزرگوں کے مزاروں پر دعا کر کے آئیں گے۔ چنانچہ ولی اللہ شاہ بختیار کاکی اور بزرگوں کے مزاروں پر حضور نے جا کر دعا کی تھی اور ہم خدام ساتھ تھے۔

گوڑھ واڑی

یہ ۱۹۰۱ء کی بات ہے کہ ضلع گجرگڑھ کے ایک گاؤں گوڑھ واڑی میں ایک بزرگ کی درگاہ ہے اور وہاں عرس ہوتا ہے۔ بعض غیر احمدی دوستوں نے اس گاؤں کی بڑی تعریف کی۔ ایک تو سنگل کی کرامات اور پانی کے تالاب کی کرامات۔ میں اس کو دیکھنے گیا تھا۔ سنگل کی کرامات یہ تھی

کہ جس کسی کے سر میں درد ہو تو وہ سر کو لگا لے تو سر کا درد چلا جاتا ہے۔ جب میں گیارات کو رہا۔ سر کو درد بڑا سخت تھا ان کے کہنے پر سر کو لگایا بار بار۔ پھر انہوں نے خود لگایا لیکن درد کو کچھ فائدہ نہ ہوا تھا۔ یہ سب پروپگنڈہ تھا۔ دوسرا پانی کی کرامت۔ کہ تالاب کے پانی سے اگر کھانا پکایا جائے تو کھانا ٹھیک رہتا ہے ورنہ وہ کھانا خراب ہوتا ہے اور اس میں کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ یہ بات بھی غلط ہوئی۔

ایک دوست نے دوسرا پانی وہاں سے لا کر کھانا پکایا جو کہ اس سے اچھا پکا تھا۔ کیونکہ وہ کھانا پاک وصاف پانی سے پکایا گیا تھا۔ تالاب کے پانی میں لوگ پیشاب و پاخانہ گند کرتے اور وہ سارے گند سے بنتا تھا اور یہ کھانا پاک وصاف پانی سے پکایا گیا تھا۔ دراصل میں نے دیکھا کہ وہاں پانی کی مشکل تھی۔ اور تالاب کے علاوہ دوسرا پانی پاک وصاف مشکل سے ملتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے پانی نہ ملنے کی وجہ سے لوگوں کا رجحان اس تالاب کی طرف پھیر دیا ہے۔ ورنہ جس تالاب میں پیشاب پاخانہ آنکھوں کے سامنے جا رہا ہو اس سے پکایا ہوا کھانا جائز تو نہیں اور دل بھی پسند نہیں کرتا

بشارت کہ پہلا لڑکا ہوگا۔

یہ سنہ ۱۹۶۶ء کی بات ہے کہ ایک غیر احمدی نے اپنی لڑکی کی شادی بابرکت ہونے کی درخواست کی تھی ۔ شادی کے بعد دعا کروایا کہ میری لڑکی کو پہلا لڑکا ہو ۔ میں نے دعا کرکے بتایا کہ خدا تعالیٰ اس آپ کی لڑکی کو پہلا لڑکا دے گا ۔ اور خوبصورت ہوگا اور لمبی عمر پائے گا ۔

چنانچہ پہلا لڑکا ہوا ۔ جب لڑکا ہوا تو اس خوشی میں کچھ تحفہ دیا تھا اب وہ لڑکا دسویں کلاس میں ہے ۔ امتحان ہونے سے پہلے میں ان کے گھر گیا اور اس لڑکے کو دیکھا ۔ اور ان کی والدہ نے اچھے نمبروں میں پاس ہونے کی درخواست کی ہے ۔ میں نے دعا کی اور وہ لڑکا اوّل درجہ میں پاس ہوا اور اب وہ کالج میں ہے ۔

گلبرگہ میں احمدیہ کتابوں کا اسٹال ۔

یہ ۱۹۶۵ء کی بات ہے کہ خواجہ بندہ نواز کے عرس کے موقعہ پر
میں نے اور مولوی فیض احمد صاحب جو کہ ان دنوں یادگیر میں مبلغ تھے
کتابوں کا اسٹال لگایا تھا جیسا کہ رائچور میں اسٹال لگایا کرتے تھے
یہ احمدی کتابوں کا اسٹال خدا کے فضل سے چھ دن رہا تھا ۔
اور جماعت کی ہزاروں کتابیں غیر احمدیوں کو دیا تھا ۔ جس میں انگریزی
اردو، اور انگریزی قرآن کا ترجمہ تھا ۔ اور زبانی بھی کافی تبلیغ کیا تھا
بعض کو بغیر پیسہ کے اور بعض کو پیسے لے کر جیسی کتاب ہوتی تھی دیتے
تھے ۔ اس عرس پر حیدر آباد، بمبئی، مدراس، بنگلور کے علاوہ
دوسرے مقامات دور و نزدیک سے لوگ آتے ہیں ۔ اس موقعہ پر
اسپیشل گاڑیاں اور بسیں چلائی جاتی ہیں ۔ یہ جنوبی ہند میں سب سے
بڑا عرس ہوتا ہے ۔ روزانہ سینکڑوں لوگ زیارت کو آتے ہیں ۔

گلبرگہ میں شرنبیّا کا دیول اور جاترہ ۔

یہ ہندؤں کا دیول اس علاقہ میں بہت مشہور ہے ۔ اور اس کے
جاترہ پر لاکھوں لوگ زیارت کو آتے ہیں ۔ ہندو مسلمان اور دوسری
قوموں کے لوگ بھی بکثرت آتے ہیں ۔ اس جاترہ پر اناج کا کاروبار

کثرت سے ہوتا ہے ۔ گلبرگہ میں ۲۵ کالج ہیں اور ایک یونیورسٹی بھی ہے ریلوے اسٹیشن ہے۔ ریڈیو اسٹیشن، ٹیلی ویژن اور ایک قلعہ ہے اور بادشاہوں کے گنبدیں ہیں۔ بہت سے بزرگوں کے مزار ہیں۔ شیخ روند رکن الدین تولہ کی درگاہ ہے ۔ میں نے ۱۹۵۸ء سے یہاں آنا شروع کیا ہے۔ یہاں بھی میں نے بڑی تبلیغ کی ہے ؎

جب مر گئے تو آئے ہمارے مزار پر، پتھر پڑیں صنم تیرے ایسے پیار پر

ایک مُرشد سے لوگوں کو تبلیغ

یہ ۱۹۶۶ء کی بات ہے کہ گلبرگہ سے دو میل پر ایک درگاہ ہے ایک مرشد وہاں رہتا تھا۔ لوگ قریب کے گاؤوں سے آکر اس سے مسائل وغیرہ دریافت کرتے تھے ۔ میں نے اس کے پاس جاکر پہلے تو واقفیت پیدا کرلیا۔ وہ میری باتوں کو سنتا تھا اور متاثر ہوتا تھا۔ اس کے بعد وہی مسائل لوگوں کو سناتا تھا۔ اور میں اس کو بتاتا تھا اس رنگ میں بھی خدا کے فضل سے گلبرگہ کے قریب کے گاؤوں میں کافی تبلیغ ہوئی ہے۔

ایک مرشد کا جوتوں سے لوگوں کا علاج کرنا

اس مذکورہ مرشد کا ایک اور مرشد تھا وہ گاؤں سے باہر اکیلا

رہتا تھا۔ اور جو بھی اس کے پاس جاتا تو وہ جوتا اتار کر فٹافٹ چھ سات جوتے مار دیتا تھا۔ اس کے پاس عورتیں بڑی کثرت سے جاتی تھیں میں اور یہ مرشد دونوں اس تیسرے مرشد کے پاس گئے۔ میں نے دیکھا اور آخر اس کو سمجھایا کہ یہ بُری بات ہے۔ اس کو خدا رسول نے منع کیا ہے دو تین دن اُس مرشد کو سمجھانے کے بعد اس نے جوتے مارنا چھوڑ دیا۔ اور میں نے آخر الزماں امام مہدی کی آمد کی خبر دیا۔ رسول اللہ صلعم کا جو امام مہدی کے بارے میں پیغام تھا سنایا۔ وہ بڑا متاثر ہوکر یہ علاقہ چھوڑ کر کہیں چلا گیا پھر وہ ملا نہیں۔ اور اس کے دو سال بعد یہ مرشد بھی مر گیا جس کو میں ساتھ لے کر گیا تھا۔

ایک ایمان افروز واقعہ

یہ ۱۹۶۹ء کی بات ہے کہ میں گلبرگہ میں ہی تھا کہ کچھ روپے کی ضرورت تھی۔ میں نے نماز تہجد میں دعا کی کہ اے اللہ میاں تو تو ستر ماؤں سے بھی زیادہ اپنے بندہ سے محبت کرتا ہے۔ آج تو اتنے روپے دے۔ اور اگر تو نے نہ دیا۔ میں نے نیت کی تھی کہ جتنے روپے میں نے مانگے ہیں اگر وہ نہ دے گا تو میں کھانا ہی نہیں کھاؤں گا چنانچہ دوسرے روز جب میں تبلیغ کے لئے باہر چلا گیا اور جب میں واپس آیا تو درگاہ کی طرف سے ایک آدمی ملا اور مجھے ایک ہوٹل میں لے گیا۔

اور کہا کہ میرا ایک کام ہے آپ دعا فرمائیں۔ اور اس نے روپیہ نکال کر دیا۔ اور کہا کہ یہ میری طرف سے تحفہ ہے۔ رات سے دل میں بار بار یہ خیال آرہا تھا کہ آپ سے کچھ نذرانہ خدمت میں پیش کر کے دعا کی درخواست کروں۔ میں نے جتنا روپیہ خدا سے مانگا تھا وہ اتنے ہی روپے تھے۔

گلبرگہ میں جماعت احمدیہ کا قیام

یہ ۱۹۷۱ء کی بات ہے کہ میں نے کوشش کر کے گلبرگہ میں جماعت احمدیہ کی تنظیم کو قائم کیا تھا۔ اور انتخاب کے ذریعہ پہلے صدر جناب غلام محی الدین صاحب مرحوم بنے تھے۔ اب قریشی عبدالرحمٰن صاحب صدر ہیں۔ گلبرگہ میں اس وقت احمدیوں کی آبادی پچھتر کے قریب ہے۔

بلاری میں درس قرآن شریف

یہ سنہ ۱۹۶۶ء کی بات ہے۔ بلاری کرناٹک ریاست کا ایک ضلع ہے اس کے دو حصے ہیں۔ ایک تو قول بازار کہلاتا ہے اور دوسرا برج پیٹھ کہلاتا ہے۔ قول بازار پرانا حصہ ہے۔ یہاں دو احمدیوں کے گھر جو کہ بطور ملازم سرکار آباد تھے۔ ان کے پاس میں نے چند دن قیام کیا تھا۔ دن کو وہاں کے معزز لوگوں سے ملاقات کر کے ان کو تبلیغ کرتا تھا۔ اور رات کو درس قرآن دیتا تھا۔ جو کہ غیر احمدی مرد اور عورتیں دور دور سے بعض اوقات برج پیٹھ سے بھی جو کہ کافی دور تھا درس سننے کیلئے آتے تھے۔

ایک مسجد کا پیش امام خواب کے ذریعہ احمدی ہوا۔

ایک محلہ میں ایک مسجد کے پیش امام کو میں نے خوب تبلیغ کی تھی۔ اور اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کے لئے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے استخارہ کا طریق بتایا ہے۔ میں نے اس کے سامنے بیان کیا۔ میرے کہنے پر اس نے استخارہ شروع کیا۔ پانچ روز ہوئے تھے کہ اس نے خواب دیکھا کہ کوئی بزرگ آدمی ہیں۔ وہ ملے اور کہا کہ مرزا غلام احمد کو خدا نے اس زمانے کا امام مہدی بنا کر بھیجا ہے،

اس کو نہیں مانتا وہ مردود ہے ۔ اس کے بعد میں نے اس کی بیعت لے کر قادیان ارسال کیا تھا ۔ بیعت کے بعد انہوں نے مجھ سے کہا کہ اب میں یہاں نہیں رہ سکتا ۔ پھر وہ کسی دوسری جگہ چلے گئے ۔ پھر ان سے ملاقات نہیں ہوئی ۔

جماعت احمدیہ بلاری کا یہ پہلا صدر تھا ۔

یہ محمد قاسم صاحب بھی میری تبلیغ سے ہی احمدی ہوئے ۔ کیونکہ یہ جب میں درس دیتا تھا تو یہ اکثر میرے درسوں میں آیا کرتے تھے اور کوئی بات نہ معلوم ہوتی تو مجھ سے سوال کر کے دریافت کر لیتے تھے ۔ یہ سرکاری ملازم ہیں ۔ یہاں تین گھر مقامی احمدیوں کے ہو گئے ۔ اور یہ ان کے صدر ہیں ۔ اور وہ احمدی جو باہر سے آ کر آباد ہوئے تھے وہ چلے گئے تھے ۔

بلاری میں ہندوؤں اور مسلمانوں کو تبلیغ

یہ ۱۹۶۷ء کی بات ہے کہ بلاری کے قریب ایک گاؤں میں میں نے ہندوؤں، مسلمانوں اور دوسری قوموں کے لوگوں کو بھی خوب تبلیغ کیا ۔ جب میں اسلام کی خوبیوں کو بیان کرتا تو وہ لوگ بہت متاثر ہوتے دوسرے روز پھر میں چلا گیا ۔ اور کثرت سے عورتیں اور مرد اکٹھا ہو گئے

کرشن کی آمد کا ذکر

میں نے ہندوؤں کو کرشن کی آمد ثانی کا ذکر کیا اور اس سے متعلق جو پیشگوئیاں تھیں ان پر تفصیل سے روشنی ڈالی ۔ مسلمانوں کو امام مہدی کی

آمد کی پیشگوئیاں جو تھیں ان کو تفصیل سے ذکر کیا۔ پھر ان لوگوں نے سوالات کئے اور ان سب سوالات کے خدا کے فضل سے تسلّی بخش جوابات دیا۔ پھر وہ بارہ جا کر میں نے ان کو کچھ کتابیں دیں۔ اور مرکز قادیان کا پتہ دیا تھا۔ یہ لوگ خدا کے فضل سے بڑے متاثر ہوئے تھے۔

بلاری برج پیٹھ

برج پیٹھ میں تقریباً ہر مسجد میں اور دوسری جگہ معزز لوگوں کو خدا کے فضل سے کتابیں دیا اور زبانی بھی میں نے تبلیغ کی تھی۔

رائے درگ میں تبلیغی سوالات کے جوابات

یہ ۱۹۶۹ء کی بات ہے کہ برج پیٹھ سے رائے درگ کو ریل گاڑی جاتی ہے۔ برج پیٹھ کا بڑا ریلوے اسٹیشن ہے۔ میں اکیلا بغرض تبلیغ رائے درگ پہنچا۔ یہاں ایک سنت والجماعت کا مدرسہ ہے غالباً اس کے بانی کا نام محمد اسماعیل صاحب ہے۔ میں ایک رات یہاں رہا ہوں۔ اس مدرسہ میں حفظ قرآن کے علاوہ اور بھی دینی تعلیم دی جاتی ہے اور اس کی اچھی شہرت ہے۔ میری بات چیت پہلے ختم نبوت پر تین گھنٹے تک قرآن، احادیث اور بزرگوں کے اقوال پر ہوئی۔ اور خوب بحث ہوئی تھی۔ ایک گھنٹہ تک تو سوالات چلتے رہے سب کو خدا کے فضل سے تسلی بخش جوابات ملتا رہا۔ اور کچھ جماعت کی

کتابیں لے گیا تھا وہ دے دیا اور دوسرے دن واپس بلاری آ گیا تھا۔

بلاری جامع مسجد کے پیش امام کا بحث سے انکار

یہ سنہ ۱۹۶۸ء کی بات ہے کہ قول بازار میں ایک درزی کی دکان تھی جہاں پر میں اکثر جایا کرتا تھا۔ اور تبلیغ کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ ایک روز لوگوں نے کہا ہماری جامع مسجد قول بازار کے پیش امام ہیں اور قرآن و احادیث کی تفسیر کے عالم ہیں آپ ان سے بات کریں۔ میں نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ آپ لوگ بحث کا انتظام کریں۔ میں حاضر ہوں۔ چنانچہ درزی کی دکان پر چوک بازار میں بحث کا انتظام کیا گیا تھا۔ میں تو وقت سے پہلے ہی جا کر بیٹھ گیا تھا۔ لیکن وہ مولوی صاحب نہ آئے وقت گذرنے کے بعد لوگ جا کر بلا کر لائے تو آئے۔ مولوی صاحب نے مجھے دیکھا اور کہا کہ ان سے کیا بات کرنا ہے۔ میں پہلے ہی بات کر چکا ہوں۔ یہ درویش ہیں اور دعاگو بزرگ ہیں۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر وہ چلے گئے۔ اس کا سب لوگوں پر بڑا اچھا اثر ہوا۔ اس کے بعد دوسرے لوگوں نے بحثیں شروع کر دئے تھے۔

پہلا سوال:- کیا مرزا غلام احمد صاحب نے مہدی اور مسیح کا دعویٰ کیا ہے؟ تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب ہی مہدی اور مسیح ہیں؟

میرا جواب :- جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی پیدائش ۱۸۳۵ء کی ہے۔ اور آپ کا انتقال ہوا ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں۔ اور آپ نے مجدّد کا دعویٰ ۱۸۸۲ء میں اور مہدی اور مسیح موعود کا دعویٰ ۱۸۸۹ء میں کیا تھا۔ آپ نے اسی ۱۸۸۹ء میں جماعت کی بیعت لینی شروع کردی۔ اور جماعت احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ اور اب اس کو خدا کے فضل سے ۹۶ سال ہوگئے ہیں۔ اور ۱۹۸۹ء کو خدا کے فضل سے صد سالہ جوبلی منائی جائے گی۔ جس کا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے بارہ سال پہلے اعلان فرمایا تھا۔

میں اصل سوال کو چھوڑ دیا ہوں اب شروع کرتا ہوں۔ میں ہندوؤں اور مسلمان اور عیسائیوں کی اس مجلس کو یہ جواب دیا کہ جماعت احمدیہ کی بنیاد تو ۱۸۸۹ء میں ڈالی اور آپ کو خداتعالیٰ نے بتا دیا تھا کہ آنحضور صلعم کی وہ پیشگوئیاں جو کہ امام مہدی اور مسیح موعود کے ظہور سے تعلق رکھتی ہیں وہ خداتعالیٰ ظاہر کرے گا۔

چاند سورج کے گرہن کا نشان

اگر خداتعالیٰ یہ نشان ظاہر کر دے تو میں خدا کی طرف سے ہوں ورنہ جھوٹا ہوں۔ چنانچہ خداتعالیٰ نے ۱۸۹۴ء میں اور ۱۸۹۵ء میں رمضان کے مہینے میں تیرھویں تاریخ کو چاند گرہن اور رمضان کی ۲۸ دیں

کو سورج گرہن لگا دیا۔ دو سال متواتر رمضان کے مہینے میں ان ہی تاریخوں کے اندر گرہن لگتا رہا۔ اور دمدار ستارہ ۱۸۹۸ء میں طلوع ہوتا رہا۔ اور اسی سال طاعون کی بیماری پڑی جس سے لاکھوں لوگ مر گئے۔ اس پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے ایک کتاب کشتی نوح لکھی۔ وہ پڑھیں تو اس وقت کے حالات کا پتہ چلتا ہے

دوسرا سوال:۔ رسول کریم صلعم نے فرمایا تھا کہ امام مہدی علیہ السلام مغل خاندان سے ہوگا۔

میرا جواب:۔ جی ہاں۔ ٹھیک ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کا نسب نامہ بھی مغل خاندان سے ہے:۔

آپ کا نام مرزا غلام احمد ہے، ۲ آپ کے والد کا نام مرزا غلام مرتضیٰ ہے ۳ مرزا عطا محمد ہے ۴ مرزا گل محمد ہے ۵ مرزا فیض محمد ہے ۶ مرزا محمد قاسم ہے ۷ مرزا محمد اسلم ہے ۸ مرزا محمد دلاور ہے ۹ الہ الدین ہے ۱۰ جعفر بیگ ہے ۱۱ محمد بیگ ہے ۱۲ عبد الباقی ہے ۱۳ محمد سلطان ہے ۱۴ مرزا ہادی بیگ

مرزا ہادی بیگ یہ برلاس کا پوتا تھا۔ اور فارس کے رہنے والے تھے لہذا آپ مغل خاندان سے ہوئے۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی بیوی سیدہ ہے۔ یہ حضرت میر درد جو کہ سید ہیں اور وہ اردو کے بانی خیال کئے جاتے ہیں۔

آپ ان کی نواسی ہیں ۔ لہٰذا حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی اولاد بھی سیدہ ہے ۔ مذکورہ حوالہ جات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ مغل بھی ہیں اور سید بھی ہیں ۔

تیسرا سوال :- مسیح تو آسمان سے نازل ہونا چاہیئے تھا ۔

میرا جواب :- پہلے آپ یہ ثابت کریں کہ مسیح جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے ہیں ۔ اگر قرآن کریم سے ثابت کر دیں تو میں آپ کو بیس ہزار روپے انعام دلاؤں گا ۔ اور اپنا سب کچھ چھوڑ دوں گا ۔ اگر آپ لوگ قرآن کریم سے ثابت نہ کر سکیں تو آپ کو اپنا عقیدہ چھوڑ کر جماعت احمدیہ میں شامل ہونا ہوگا ۔ اس کے بعد یہ مجلس ختم ہوئی ۔

"راغب اندر رحمت یا رحمت اللہ آمدیم ۔ یک چوں بر درِ تو صد ہزار امیدوار"

ترجمہ :- اے خدا تعالیٰ کی رحمت ہم تیری رحمت کے امیدوار بن کر آتے ہیں اور تیرے در پر ہمارے جیسے ہزاروں امیدوار ہیں ۔

یہ مذکورہ شعر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ہے ۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ سے اور حضور اقدس حضرت محمد مصطفیٰ صلعم سے کس قدر محبت تھی ۔

بلاری میں ایک احمدی کی تجارت میں برکت

یہ سنہ ۱۹۷۴ء کی بات ہے کہ ایک احمدی جو کہ بلاری کے باہر کا تھا۔
میں نے مشورہ دیا کہ تم ایک سو (۱۰۰) قرآن شریف قادیان سے منگوا کر میں اور
آپ دونوں مل کر کرناٹک ریاست کے ہندو اور مسلمان معزز لوگوں
کو تقسیم کریں گے جو کہ بارہ سو روپیوں میں انگریزی ترجمہ کا قرآن آ جائیگا
اور میں انشاء اللہ تعالیٰ خدا سے دعا کروں گا کہ خدا تعالیٰ آپ کے مال میں
برکت دے گا۔ چنانچہ اس نے میری بات مان لی اور انگریزی ترجمہ کی
قرآن قادیان سے منگوایا۔ میں اور وہ دونوں شموگہ، ہسور ب،
ساگر، بھدراوتی، ہاسپیٹ، ہنیر آباد اور بلاری کے دونوں حصے
برج پیٹھ اور قول بازار میں پڑھے لکھے اور بڑے لوگوں میں تقسیم کردے
اور ساتھ ہی اسلامی اصول کی فلاسفی انگریزی اردو بھی تقسیم کردیئے
اس سال خدا تعالیٰ نے اس کے مال میں اتنی برکت دیا کہ نہ اس سے پہلے
کبھی تجارت میں اتنی برکت ہوئی تھی۔ اس کے بعد اس کا اپنا بیان ہے
کہ پندرہ ہزار سے زیادہ اس سال خدا نے قرآن شریف کی برکت
تجارت میں بتا دیا۔

ہاسپیٹ، منیر آباد اور ہنپی میں تبلیغ

یہ ۱۹۶۷ء کی بات ہے کہ میں نے کچھ دن ہاسپیٹ میں قیام کیا۔ مسجدوں میں اور اسکول کے طالب علموں کو زبانی تبلیغ کیا اور کچھ کتابیں دیا۔ منیر آباد کی مسجد کے پیش امام جو کہ پٹھان تھا اس کو میں نے تبلیغ کی۔ اور کتابیں دیا۔ جو کہ بڑی خوشی سے ان کو لیا۔ اور مطالعہ کرنے کا وعدہ کیا۔ یہاں ریلوے اسٹیشن ہے اور پانی کا ڈیام ہونے کی وجہ سے لوگ بکثرت آتے جاتے ہیں۔

ہنپی میں رام چندر اور سیتا کا مندر اور سلطان ٹیپو کی مسجد

ہنپی میں ہندوؤں کے بہت سے مندر ہیں جو کہ تقریباً ۱۶ میل کے اندر پھیلے ہوئے ہیں۔ سینکڑوں لوگ روزانہ دیکھنے کو آتے ہیں۔ یہ تنگبھدرا ندی کے کنارے پر ہیں۔ میں نے تقریباً یہ سارا علاقہ دیکھا ہے۔

رام چندر اور سیتا کا مندر بھی میں نے دیکھا ہے۔ اور جس جگہ پر پرانے طریق کی شادیاں ہندو لوگ کرتے تھے اس عمارت کو بھی میں نے دیکھا ہے۔ سلطان فتح محمد (ٹیپو) کی مسجد کو دیکھا اور دو رکعت نوافل ادا کیا تھا۔

حضرت کرشنؑ سے کشفی ملاقات

ایک روز رات کو میں سولہ منزلہ مندر میں سو گیا تھا اور خدا تعالیٰ سے بکثرت دعا کیا کہ اے خدا حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے کرشن ثانی کا دعویٰ کیا ہے جو کرشن اول اسی علاقہ میں ہوا ہے۔ قرآن میں ذکر ہے آنحضور صلعم نے بھی تصدیق کی ہے کہ ہر قوم میں ہادی آیا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ نے تو ان کی بڑی تعریف کی ہے تو ان کو دکھا دے۔ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ یہ دعا کر کے میں سو گیا تھا۔

خواب یا کشف تھا کہ میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ آدمی سانولہ رنگ ہے ایک اور آدمی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ آدمی کرشن کو دیکھنا چاہتے ہیں اور یہ کرشن ثانی پر ایمان لانے والا ہے۔ ایک اور بزرگ آئے اور ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ کرشن اول ہیں۔ بڑا نورانی چہرہ ہے میری آنکھ کھل گئی۔ یہ ایک عجیب روحانی نظارہ تھا۔

یہ واقعہ جب ہندو لوگوں کو سنایا تو وہ بہت خوش ہوئے اور میری بہت عزت کی۔ اور بہت سی باتیں کرشن اور رام چندر کی ان لوگوں نے مجھے سنایا تھا۔

یہاں ہندو لوگوں کا ہر سال بڑا جاترہ ہوتا ہے۔ اور ان کا کہنا ہے کہ سارے ہندوستان سے لوگ جاترہ پر آتے ہیں میں نے ہندوؤں کو یہ مذکورہ بالا واقعہ بتا کر خوب کرشن ثانی کے آمد کی تبلیغ کیا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ کرشن کا پوری تفصیل سے ذکر کیا جس سے وہ لوگ بہت خوش ہوئے تھے۔ اور ان کو ہدایت کے لئے رات کو تہجد کی نماز میں بہت دعائیں کی تھیں

کپتل میں تبلیغ اور ایک بزرگ کی کرامات

یہ ۱۹۶۵ء کی بات ہے تحصیل کپتل رائچور ضلع کا آخری تعلقہ ہے ایک احمدی وہاں ملازم تھا ۔ میں بغرض تبلیغ وہاں گیا تھا وہاں جماعت اسلامی کا جو سب سے بڑا عالم تھا اس سے ملا اور اس کو زبانی تبلیغ کیا ۔ وہ بہت متاثر ہوا ۔ اس کو اور اس کے دوسرے طالب علم لوگوں کو تبلیغ کیا ۔ اور کتابیں پڑھنے کو دیا ۔ یہ ریلوے اسٹیشن ہے ۔ ایک بڑی مسجد کے پیش امام کو دو گھنٹے تبلیغ کیا ۔ خوب بحث ہوئی اور کتابیں دیا ۔

ایک پیر کی درگاہ پہاڑ میں ہے ۔

درگاہ کے مجاوروں کا کہنا ہے کہ لوگ جب اس پیر کو پکڑنے کو آئے تو وہ زمین میں دھنس گیا ۔ جب وہ زمین کے اندر چلا گیا تو زمین کا منہ بند ہو گیا تھا اور لوگ سب کے سب حیران ہو گئے کہ یہ کتنے بڑے بزرگ ہیں کہ لوگ جب پکڑنے آئے تو زمین نے اپنے اندر جگہ پناہ کی دے دی ۔ یہ ان کی بہت بڑی کرامت تھی ۔ جو کہ انہوں نے بیان کیا تھا ۔ میں نے ان پہاڑوں میں اور دوسری جگہ گاؤں کے باہر جا کر بڑی گریہ و زاری سے اسلام اور احمدیت کی ترقی کی دعائیں کیا تھا ۔ یہاں میں چند دن رہا ہوں ۔

ہبلی میں مخالفت

یہ سنہ ۱۹۷۰ء کی بات ہے کہ مولوی غلام نبی صاحب کا تبادلہ یادگیر سے ہبلی ہوگیا تھا۔ اور ان کی مخالفت بڑی زوروں پر تھی۔ میں کیرلا اور میسور کا تبلیغی دورہ کرکے یادگیر آیا تو سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ نے مجھے کہا کہ آپ ہبلی جائیں۔ اور وہاں غلام نبی صاحب مبلغ سے تعاون کریں۔ چنانچہ میں ہبلی گیا۔ میں ہبلی پہلے کئی دفعہ جاچکا تھا۔ اور لوگ میرے واقف تھے۔
جس مسجد میں زیادہ مخالفت تھی اسی مسجد میں میں مولوی غلام نبی صاحب کو باہر کھڑا کرکے اندر گیا۔ پانچ چھ نوجوان تھے غیر احمدی۔ میں نے ان سب سے بات چیت کی۔ اور آگیا۔ میرے جانے کے چند ہی دنوں میں ساری مخالفت ٹھنڈی پڑگئی تھی۔ پھر معزز لوگوں سے میں نے اور مولوی صاحب نے خوب تبلیغ کی تھی۔
اس کے بعد میں واپس آگیا تھا۔ میں نے اور مولوی غلام نبی صاحب نے ان لوگوں کو ہدایت عطا ہونے کے لئے دعائیں کی تھیں۔

دھاڑواڑ میں تبلیغ

یہ ۱۹۶۷ء کی بات ہے کہ میں ہبلی آکر چند دن تبلیغ کا اور تربیت کا کام کر رہا تھا کہ دھاڑواڑ کے جناب امیر علی صاحب ہبلی آئے اور مجھے دھاڑواڑ ساتھ لے گئے۔ یہ ۱۹۵۵ء میں جب مولوی مبارک علی صاحب مبلغ تھے ان کے ذریعہ احمدی ہوئے تھے۔ لیکن افسوس کہ ان کا کوئی بچہ نہ احمدی ہوا اور ان کا ۱۹۷۰ء میں انتقال ہو گیا تھا۔

ان کو تبلیغ کا بڑا جوش تھا۔ مجھے ساتھ لے جا کر بڑے بڑے افسر لوگوں اور ڈاکٹروں میں تبلیغ کرواتے تھے۔ اور انگریزی دانوں کو خود انگریزی میں تبلیغ کرتے تھے۔ سلسلہ کی کافی تھیں کتابیں۔ تفسیر کبیر کے علاوہ اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں تھیں۔ کتابیں پڑھنے کا انہیں بڑا شوق تھا۔ خدا تعالیٰ ان کو جنت فردوس میں جگہ دے۔ آمین۔

بلگام میں تبلیغ

سنہ ۱۹۶۷ء کی بات ہے کہ بلگام میں میں تین چار مرتبہ گیا ہوں ۔ عبد الغنی صاحب صدر تھے ۔ اس وقت میں نے ایک احمدی تحصیلدار مرحوم کی اولاد کے گھر باقاعدہ انتظام کرواکر دو گھنٹے تک ان کی بیوی اور سب بچوں کو خوب تبلیغ کیا تھا ۔ ان سب نے دوبارہ بیعت کرنے کا وعدہ کیا تھا ۔ ایک اور نئے احمدی ہوئے تھے ۔ ان کے گھر میں بھی ایک گھنٹہ سے زیادہ امام مہدی کی آمد پر تقریر کیا تھا ۔ جس میں بکثرت غیر احمدی شامل ہوئے تھے ۔ رات کا وقت تھا ۔ عورتیں بھی کافی تھیں ۔ ان کا انتظام کیا گیا تھا ۔ بلگام بھی کرناٹک کا ایک ضلع ہے ۔ اس کے بعد میں نے بلگام ضلع کے چار گاؤں میں جاکر تبلیغ کیا تھا ۔

بیجاپور میں تبلیغ

یہ سنہ ۱۹۶۹ء کی بات ہے کہ میں بیجاپور میں زبانی تبلیغ کیا تھا اور سلسلہ کی کتابیں دیا تھا۔ درگاہوں کے گدی نشینوں سے اور علماء سے خوب بحث کیا تھا۔ اس سے پہلے بھی میں کئی دفعہ بیجاپور گیا تھا۔ ایک گھر کے چند افراد احمدی ہو چکے تھے۔ جو کہ اب تک موجود ہیں۔ ایک مسجد کے پیش امام کو خوب بحث کیا تھا۔ قرآن اور احادیث سے تو اس نے اقرار کر لیا کہ قرآن اور احادیث سے تو ثابت ہے کہ وہ سچے ہیں۔ تبلیغ کے علاوہ میں نے بکثرت دعائیں کی تھیں۔ ہدایت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جو ہدایت مانگے گا اللہ اس کو ہدایت دے دیتا ہے۔

بیجاپور کے آثار قدیمہ

یہ بیجاپور ریاست کرناٹک کا ضلع ہے۔ آثار قدیمہ میں سے ہندوستان میں اس کو دوسرے درجہ پر خیال کیا جاتا ہے۔ ایک گنبد ہے اس گنبد میں ایک مرتبہ زور سے آواز دیں تو سات مرتبہ وہی آواز آتی ہے اور ہزاروں لوگ اس کو دیکھنے آتے ہیں۔ میں نے کئی دفعہ اس کو دیکھا ہے ابراهیم ہمنی کے مزار کے پاس ایک مسجد ہے۔ خطیب کی جگہ پر کھڑے ہوکر آہستہ بھی آواز دیں تو ابراہیم کی قبر پر سنائی دیتا ہے اس کو اگر چھوڑ کر الگ ہوکر آواز دیں تو نہیں سنائی دیتی۔

بادشاہی مسجد

بادشاہی مسجد کے پیش امام کو میں نے تبلیغ کی۔ اور کچھ کتابیں دیا تھا۔ تین دن ملاقات کیا۔ تیسرے دن انہوں نے اقرار کرلیا کہ دلائل اور حقائق کی رُو سے تو مرزا غلام احمد صاحب کو ماننا پڑتا ہے وہ خدا کی طرف سے برحق مسیح اور مہدی ہیں۔

لیکن اگر میں نے مرزا صاحب کو مان لیا اور بیعت کرلی تو لوگ مخالفت کریں گے اور یہ ساری عزت جاتی رہے گی۔

بیجاپور سے باہر میں نے جاکر سارے مقامات پھر کر دیکھا ہے اور جگہ جگہ دعا کی ہے۔ مساجد ویران پڑے ہیں۔ گنبدیں لگی ہیں۔

بیجاپور میں ایمان افروز واقعہ۔ فرشتوں کے سوال جواب

یہ ۱۹۷۰ء کی بات ہے کہ میں بیجاپور گیا تھا۔ وہاں صرف ایک احمدی جناب محمد اسماعیل صاحب کا گھر تھا۔

ایک رویا

ایک دن جب میں تہجد کی نماز پڑھ کر سوگیا تو تین آدمی جن کی وردی ہے اور سرکاری آدمی ہیں اور بڑے نوجوان نورانی چہرے والے ہیں۔ میں اس وقت چارپائی پر بیٹھا ہوں ایک ان کا افسر ہے وہ میری طرف اشارہ کرکے دوسروں کو کہتا ہے کہ ان کی نمازوں کی حاضری دیکھو۔ دوسرے نے جواب دیا کہ ان کی نمازوں کی حاضری ٹھیک ہے۔ پھر سوال کیا کہ ان کی نماز تہجد کی حاضری لگی ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ تہجد کی حاضری ٹھیک ہے۔ تیسرے نے سوال کیا کہ کیا ان کو قرآن حفظ ہے تو دوسرے نے جواب دیا کہ قرآن تو حفظ نہیں ہے۔ سورۃ یٰسین ان کو حفظ ہے۔ ان کی حاضری لگالی۔ اور وہ تینوں چلے گئے۔ میری آنکھ کھل گئی۔

میں نے دو رکعت شکرانہ ادا کیا۔ کہ خدا تعالیٰ کے دربار میں میری نمازوں کی اور تہجد کی اور سورہ یٰسین کی حاضری لگ گئی ہے۔

میں نماز کا بچپن سے پابند ہوں اور بڑا ہوکر تہجد کا بھی پابند ہوں۔

جس وقت ۱۹۶۵ء میں امام جماعت احمدیہ کا انتقال ہوا تھا اس وقت سورہ یٰسین کو حفظ کیا تھا ۔ اس وقت سے باقاعدہ پڑھ رہا ہوں میں ۱۹۵۶ء میں خدا کے دین کی خدمت میں اپنی زندگی وقف کیا تھا اور اب تک کام کر رہا ہوں ۔ اگست ۱۹۸۲ء کو ایک خواب دیکھا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ میری واقفیت زندگی کو خدا تعالیٰ نے قبول کر لیا ہے ۔

اس خواب کے بعد میں نے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کیا کہ محسن خدا نے میری وقف زندگی کو قبول فرما لیا ہے ۔ محسن خدا کے مجھ پر بڑے احسان ہیں ۔ اس قدر اور اتنے احسان ہیں کہ نہ تو گننے کی طاقت ہے اور نہ ہی بیان تحریر میں لا سکتا ہوں ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ اے خدا تیرے اتنے مجھ پر احسان ہیں کہ میں وہ زبان ہی لاؤں کہاں سے جس سے تیرے احسانات کو گن سکوں ۔

غائبانہ امداد

یہ بھی سنہ ۱۹۶۷ء کی بات ہے جب میں بیجاپور میں باہر اکیلا بیٹھ کر خوب دعا کرتا تھا کہ ایک روز خوب دعا کیا کہ اے اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ مجھے روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔ دعا کر کے آرہا تھا۔ کہ ایک آدمی آیا اور السلام علیکم کہا اور ایک لفافہ دے کر چلا گیا۔ اس میں پچاس روپے تھے۔ مجھے کرایہ کی سخت ضرورت تھی۔ دوسری جگہ جانا تھا۔ اس وقت میں گیا۔ ایک ویران مسجد تھی پانی تھا۔ وضو کیا۔ اور دو رکعت نماز نفل ادا کیا۔ لاکھ لاکھ شکریہ ہے اے اللہ۔ وقت پر تو نے مدد فرمائی ہے

"ہر مشکل کی دوا ہے لا الٰہ الا اللہ"

شولاپور میں تبلیغ

یہ سنہ ۱۹۶۷ء کی بات ہے کہ میں نے چند دن شولاپور میں قیام کیا تھا۔ رحمت اللہ صاحب مرحوم تھے۔ وہاں کے معزز لوگ ہندو اور مسلمانوں کو تبلیغ کیا تھا۔ اور اس سے پہلے جناب مولوی سراج الحق صاحب مبلغ وہاں دو سال رہ چکے تھے۔ انہوں نے بھی بڑی تبلیغ کیا تھا

لیکن کوئی جماعت قائم نہیں ہوئی تھی۔ دوبارہ میں ۱۹۶۹ء میں گیا تھا اس وقت آریہ سماج کا جلسہ ہوا اور اسلام پر اعتراض کیا گیا تھا۔ یہ میرے جانے سے غالباً ۱۵ دن پہلے ہو چکا تھا۔ جن کا ان مسلمانوں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ حالانکہ مسلمانوں کی آبادی شولاپور میں ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔ میں نے ان کے اعتراضات کے جواب ان مسلمان علماء کو بتایا تو وہ بڑے خوش ہوئے اور ان سب نے اقرار کیا کہ احمدیوں کے سوا کوئی ٹھیک جواب نہیں دے سکتا۔

دراصل آریہ سماج کے بانی جناب سرسوتی دیانند صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ستیارتھ پرکاش ہے۔ اس کے چودہ باب ہیں۔ چودھویں باب میں اسلام پر اعتراضات کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب اردو میں بھی ہے اور میں نے یہ ساری پڑھی ہوئی ہے خاص طور سے چودھواں باب قابل غور ہے۔ جس میں اسلام پر اعتراضات ہیں۔ اور چوتھے باب میں نیوگ پر بحث کی گئی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتاب چشمۂ معرفت ضرور پڑھنی چاہیئے میں نے وہ پڑھی ہے اس کتاب میں ہندو عقائد پر اور نیوگ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

عثمان آباد میں تبلیغ - اور ایک مولوی سے مقابلہ

یہ سنہ ۱۹۴۲ء کی بات ہے کہ میں عثمان آباد گیا تھا۔ یہ مہاراشٹرا کا ضلع ہے۔ یہاں ایک ہی احمدی کا گھر ہے۔ ان کا نام ہے جناب عبدالمجید صاحب۔ ان کو ساتھ لے کر خوب تبلیغ کیا۔ ایک دیوبندی جو مسجد کا پیش امام تھا۔ اس کی مسجد میں دن کے دس بجے کا وقت مقرر کیا گیا تھا بات چیت کرنے کا۔ میں اور عبدالمجید صاحب اور ان کے لڑکے ہم سب تیار ہو کر ۹½ بجے ہی مسجد میں بیٹھ گئے تھے لیکن مولوی صاحب نہ آئے۔ لوگ کافی جمع ہو گئے تھے۔ آخر مولوی صاحب لوگوں کے کہنے سے بھی نہیں آئے۔ ہم کو تبلیغ کرنے کا اچھا موقعہ مل گیا۔ اور ان لوگوں کو اور ان کی دکانوں پر اور احمدی کے گھر بلا کر خوب تبلیغ کیا تھا۔

ایک گاؤں میں تبلیغ اور جامع مسجد میں وعظ

یہ ۱۹۷۱ء کی بات ہے کہ میں عثمان آباد گیا تھا۔ پہلی دفعہ عثمان آباد میں تبلیغ کیا اور کچھ کتابیں پڑھنے کو دیا۔ اس کے بعد ان سکا لڑکا بشارت احمد صاحب اور میں دو نو کچھ فاصلہ بس میں اور کچھ فاصلہ پیدل چل کر دو گھنٹہ کا راستہ تھا اس گاؤں میں عصر کے وقت پہنچ گئے۔ گاؤں کے صاحب علم لوگوں سے مل کر میری تقریر کا جامع مسجد میں انتظام کیا گیا تھا۔ اور مشہور کیا گیا کہ پنجاب کے مولانا صاحب تشریف لائے ہیں۔ وعظ فرمائیں گے۔ سارے گاؤں کے لوگ آئیں۔ عورتوں کا الگ انتظام کیا گیا تھا ہے۔ نماز بھی مولانا صاحب پڑھائیں گے۔ اس کے بعد آپ کا وعظ ہوگا۔ چنانچہ عشاء کی نماز خاکسار نے پڑھائی۔ ایک نوجوان نے تلاوت کی۔ اس کے بعد خاکسار نے تقریر شروع کی۔

پہلے یہ بیان کیا کہ انسان کو خدا تعالیٰ نے کس لئے پیدا کیا ہے اور انسان کے پیدائش کی غرض کیا ہے؟ اس کے بعد یہ بیان شروع کیا کہ اس امت محمدیہ کے اندر جب غفلت اور خرابی پیدا ہو جائیگی تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کی

اصلاح کرنے کے لئے میری امت میں سے میرے نقش قدم پر میری سنّت کو قائم کرنے والا مسیح اور امام مہدی آئیگا ۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو خدا تعالیٰ نے امام مہدی بنا کر ہماری طرف مبعوث کیا ہے ۔ اس پر ہر ایک مسلمان ایمان لانا نہایت ضروری ہے ۔ اور فرض ہے ۔ اس وعظ کا عورتوں اور سب مردوں پر جن سے ساری مسجد بھر گئی تھی اور باہر تک لوگ تھے بہت ہی اچھا اثر ہوا تھا ۔ دوسرے روز ہم واپس عثمان آباد آگئے

بیڑ میں تبلیغ اور تقریر ۔

یہ سنہ ۱۹۶۷ء کی بات ہے کہ میں جو کہ مہاراشٹرا کا ضلع ہے بغرض تبلیغ بیڑ میں قیام کیا ۔ ایک حکیم صاحب تھے ۔ ان سے بات کر کے ان کے پاس ٹھہر کر تبلیغ کیا ۔ ان کے گھر میں رات کو تقریر کا انتظام کیا ۔ جس میں عورتیں اور مرد کافی تعداد میں شریک ہوئے تھے ۔

تقریر کا عنوان تھا حضرت امام مہدی کی آمد ۔ آپ کا دعویٰ اور آنحضور صلعم کی پیشگوئیاں ۔ خدا کے فضل سے دو گھنٹہ تک قرآن احادیث اور بزرگوں کے اقوال سے حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی اور آپ کی آمد پر روشنی ڈالی ۔ جس کا ان سب لوگوں پر اچھا اثر ہوا ۔ اور سوالات کے جوابات دیا ۔ ان سب پر اچھا اثر ہوا ۔ یہاں کوئی احمدی نہیں ہے ،

بیڑ کے قریب گاؤں میں تبلیغ ۔

بیڑ کے قریب ایک گاؤں ہے ۔ وہاں ایک رات رہا اور خوب تبلیغ کا موقعہ ملا ۔ تقریر کا عنوان یہ تھا کہ ایک مسلمان کی پیدائش کی غرض کیا ہے ۔ اور مسلمان کے فرائض کیا ہیں ؟ اور اسلام کس کو کہتے ہیں ؟ اسلام کے آنے کا مقصد کیا تھا ؟ انسان مسلمان کس رنگ میں بن سکتا ہے ؟ پھر وہ خدا سے کیسا تعلق پیدا کر سکتا ہے ۔

دوسرے دن جو کہ چند میل پر ایک ڈیام ہے اور اس کے قریب بڑی روڈ پر ایک گاؤں ہے وہاں پیدل گیا ۔ اور مذکورہ بالا سارا سفر پیدل کیا تھا ۔ اسی گاؤں میں چند گھنٹے ٹھہر کر خدا کے فضل سے اچھی تبلیغ کیا ۔ پھر بیڑ کا جو نالہ ہے اس کے دوسرے طرف گاؤں میں اندر ایک بڑی درگاہ ہے ۔ ان سب لوگوں کو مختلف رنگ میں پیغام حق پہونچا تھا ۔

اورنگ آباد

یہ ۱۹۶۵ء کی بات ہے کہ میں اورنگ آباد گیا تھا۔ قریشی عبدالحفیظ احمد صاحب سرکاری ملازم تھے۔ وہاں دو احمدی گھر ایک مقامی احمدی کا اور ایک باہر کے تھے۔ میں یہاں کئی دفعہ آیا ہوں۔ اورنگ آباد میں میں خوب تبلیغ کیا۔ اور پرانے آثار قدیمہ کی چیزیں دیکھا تھا۔ پن چکی۔ آبشار۔ بی بی کا روضہ۔ اور بعض بزرگوں کی درگاہوں پر دعا کر کے دیکھا۔ اور ان کے مجاوروں کو تبلیغ بھی کیا۔ اور مساجد کے پیش اماموں کو اور صاحب علم لوگوں کو تبلیغ کیا۔ وہاں ایک بہت بڑی جامع مسجد ہے جس میں بہت سے طالب علم قرآن حفظ کرتے ہیں۔ اور وہاں دینی تعلیم کا انتظام ہے۔ ان سب کو ان کے پاس جا کر تبلیغ کیا تھا۔ اور ان احمدیوں کو اپنے ساتھ لے جا کر تبلیغ کیا تھا۔ اور جماعت کی کتابیں بھی دیا تھا۔

دولت آباد

اورنگ آباد سے بارہ میل پر دولت آباد ہے ۔ اور وہاں ایک مسلمانوں کا قلعہ ہے جس کو ہزاروں لوگ دیکھنے کو آتے ہیں ۔ ایک بڑا منارہ ہے جیسا کہ قادیان کا منارہ ہے ۔ اس منارہ کو میں نے اوپر جا کر بھی دیکھا ہے ۔ دولت آباد ایک سے زیادہ مرتبہ گیا ہوں ۔ اور وہاں میں نے زبانی تبلیغ بھی کی ہے ۔ اور سلسلہ کی کتابیں بھی دی دی ہیں ۔

خلد آباد میں اورنگ زیب کا مزار ہے ۔

دولت آباد سے آگے قریب ہی چند میل پر خلد آباد آتا ہے وہاں اورنگ زیب کی قبر ہے ۔ وہ اوپر سے کچی مٹی کی ہے ۔ اور آس پاس سے پکی ہے ۔ پاس ہی ان کے استاد کی قبر پر گنبد ہے اور پکی ہے ۔ اور کئی بزرگوں کے مزار ہیں ۔ یہاں تین دن رہ کر لوگوں کو تبلیغ کیا تھا ۔ اورنگ زیب نے جو دین کی خدمت کیا تھا وہ واقعات بیان کیا ۔ اور آخر الزماں امام مہدی کی آمد کی غرض بیان کیا ۔ ایمان لانے میں کیا فوائد ہیں اور ایمان نہ لانے میں کیا نقصان ہے اس کا تفصیل سے ذکر کیا تھا ۔

اِلورا اور اجنٹا کی غاریں

میں نے الورا اور اجنٹا کی پرانی غاریں بھی دیکھی تھیں۔ لوگ بکثرت ان غاروں کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ حضرت بدھؑ کی تصویریں بکثرت ہیں۔ ان غاروں سے پرانے لوگوں کا تمدّن کا پتہ چلتا ہے۔ یہ ساری مذکورہ جگہوں کو دیکھ کر خدا کی خدائی یاد آگئی کہ "کُلّ مَنْ علیھا فان" کہ ہر چیز پر موت اور فنا ہے سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے۔ باقی ہر چیز فانی ہے۔

اورنگ آباد میں جماعت کا قیام

یہ ۱۹۶۷ء کی بات ہے کہ میں اورنگ آباد گیا تھا اور جماعت احمدیہ کی تنظیم قائم کیا تھا۔ اس جماعت کے پہلے صدر جناب عبد الہادی صاحب تھے۔ جو کہ مقامی آدمی تھے۔ اور بھی چار گھر تھے۔ اس وقت یہ ہادی صاحب وظیفہ یاب تھے۔ کئی دفعہ میں نے ان کے گھر میں درس دیا تھا۔ جس میں بکثرت غیر احمدی اور عورتیں شامل ہوتی تھیں۔ اورنگ آباد میں بھی میں نے بکثرت دعائیں کی تھیں کہ خدا تعالیٰ ان سب کو امام آخر الزّماں پر ایمان لانے کی توفیق دے۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے میرے ذمہ لگایا

جن چار مقامات کا ذکر کیا تھا ان میں سے ایک اوڈنگ آبا دبھی تھا۔

جالنہ میں تبلیغ

یہ ۱۹۶۸ء کی بات ہے کہ میں جالنہ گیا تھا۔ یہ اب مہاراشٹرا کا ضلع ہے۔ وہاں ایک گھر احمدی کا ہے۔ ان کے پاس ٹھہر کر چند دن سارے گاؤں کو تبلیغ کیا تھا۔ یہاں بھی مسلمانوں کی کافی آبادی ہے۔ ہندوؤں کو کرشن کی آمد ثانی اور مسلمانوں کو امام مہدی علیہ السلام کی بشارت دیا تھا۔ پانی کے نالے کے پاس ایک بزرگ کی درگاہ ہے۔ یہاں لوگوں کا کافی مجمع رہتا ہے۔ اور اس بزرگ کی کئی کرامات کا ذکر کرتے ہیں۔ میں نے اس جگہ اس گاؤں اور اس علاقہ کے لوگوں کے لئے بھی بڑی دعائیں کی تھیں کہ خدا تعالیٰ ان کی مشکلات کو دور فرمائے اور ان سب کو ہدایت عطا کرے۔ آمین۔

ناندیڑ میں سکھوں کا بڑا گردوارہ ہے۔

یہ ۱۹۶۹ء کی بات ہے کہ میں ناندیڑ گیا تھا۔ یہ بھی اب مہاراشٹرا کا ایک ضلع ہے اور سکھوں کا جنوبی ہندوستان میں سب سے بڑا گردوارہ ہے۔ یہاں جناب عبدالعظیم صاحب احمدی پوسٹ آفس میں ملازم تھے۔ ان کے پاس ایک ہفتہ قیام کر کے ان سکھوں کو پنجابی

زبان میں خوب تبلیغ کیا تھا۔

سچا سودا

سچا سودا کا واقعہ یہ ہے کہ بابا گرو نانک کو بچپن سے ہی خدا تعالیٰ کی طرف لگاؤ تھا۔ باپ بنام کالو رام کھتری نے ان کو کئی قسم کے کاروبار پر لگایا تھا۔ لیکن ان کو دنیا کے کاموں سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ آخر باپ نے کچھ روپیہ دیا کہ جاؤ کوئی تجارت کر کے آؤ۔ آپ تلونڈی (یعنی ننکانہ صاحب) سے چل کر جنگل میں جب پہنچے تو کچھ فقیر لوگ بھوکے تھے۔ ان کو دیکھا۔ اور آپ کے پاس جو روپیہ تھا اس سے بازار سے اناج منگوا کر ان بھوکے فقیروں کو کھانا کھلا دیا تھا اور واپس ننکانہ صاحب چلے گئے تھے۔ جب باپ نے دریافت کیا کہ کیا بیٹا تجارت کر کے آئے ہو؟ بابا نانک نے کہا کہ میں سچا سودا کر کے آیا ہوں۔ خدا کے فقیر لوگ بھوک سے پریشان تھے ان کو سب روپیہ کا اناج منگوا کر کھانا کھلا کر آیا ہوں۔ میں نے خدا سے سودا کیا ہے۔

یہ مذکورہ واقعہ سن کر لوگ بڑے خوش ہوئے۔ اور میری بڑی عزت کی۔ اور بھی بہت سی باتوں کو میں نے سنایا تھا۔ بعض حوالے جنم ساکھیوں سے دے کر خوب تبلیغ کیا تھا۔

گرونانک کی وہ پیشگوئی کہ بٹالہ تحصیل کے اندر قادیان میں گرو آئیگا سنا کر خوب تبلیغ کیا۔

گرونانک کے سلوکوں کا میں آگے ذکر کروں گا۔ جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ گرونانک مسلمان فقیر تھے۔

اس کے علاوہ مسلمانوں کو امام مہدی کی آمد کی پیشگوئیاں بتا کر خوب تبلیغ کیا تھا۔ امام مہدی پر ایمان لانا نہایت ضروری ہے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔

اور ان سب کی ہدایت کے لئے میں نے خدا کے حضور بڑی دعا کی تھی کہ خدایا یہ بھی تیری مخلوق ہے تو ان سب کو ہدایت عطا کر۔

بیدر میں تبلیغ۔ پانی کا چشمہ۔ سکھوں کو تبلیغ۔

یہ سنہ ۱۹۶۹ء کی بات ہے کہ میں بیدر گیا تھا۔ یہ اب ریاست کرناٹک کا ضلع ہے۔ یہاں پر سکھوں کا گردوارہ ہے۔ ایک چشمہ ہے اس پر سکھوں کا قبضہ ہے۔ اس کے ساتھ گردوارہ اور مکانات ہیں۔ ان سب کو میں نے ناندیڑ کی طرح سے تبلیغ کیا تھا یہ لوگ بڑے خوش ہوئے۔ اور مسلمانوں کا ایک بڑا قلعہ ہے۔ اس کے اندر جامعہ مسجد ہے۔ ملتانی شاہ کا مزار ہے۔ عبد الحق صاحب کا مزار ہے۔ اور پانی کے چشمے ہیں۔ میں یہاں کئی دفعہ گیا ہوں۔

جماعت احمدیہ کی تنظیم

یہ سنہ ۱۹۸۳ء کی بات ہے کہ میں بیدر گیا اور خدا کے فضل سے یہاں جماعت احمدیہ کی تنظیم قائم کیا تھا۔ اس کا پہلا صدر جناب عبد الرشید صاحب بنے۔ یہ سرکاری ملازم ہیں۔ سیکریٹری تبلیغ جناب منصور احمد صاحب اور سیکریٹری تعلیم و تربیت جناب محمود احمد صاحب ہیں۔ تبلیغ کے سلسلے میں ان لوگوں نے پورا پورا تعاون کیا تھا۔ اور صاحب علم لوگوں سے ملاقات کروا کر تبلیغ کروایا تھا۔ خدا تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے

اور میں جب بھی بیدر گیا ہوں دعا ضرور کرتا رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ یہاں ایک مضبوط جماعت قائم کر دے۔ آمین۔ زبانی اور کتابوں کے ذریعہ لوگوں کو پیغام احمدیت پہنچایا گیا ہے۔

اڑیسہ ریاست میں تبلیغ ۔ کٹک اور پینکال

یہ ستمبر ۱۹۶۷ء کی بات ہے کہ میں بغرض تبلیغ اڑیسہ گیا تھا۔ یہ ریاست کلکتہ سے ملی ہوئی ہے ۔ میں حیدر آباد سے کٹک گیا۔ وہاں ایک مبلغ جناب موسیٰ صاحب تھے ۔ ان کے پاس کچھ دن قیام کرکے ان کے ساتھ مل کر تبلیغ کیا تھا ۔ مرحوم بہت نیک متقی تھے ۔ اس کے بعد میں ان کے مشورہ سے پینکال چلا گیا تھا ۔ پینکال میں ایک احمدیہ مسجد ہے ۔ اور یہ سارا گاؤں خدا کے فضل سے احمدی ہے ۔ یہ لوگ مرد اور عورتیں بڑے اچھے لوگ ہیں ۔ میں ایک ماہ پینکال رہا ہوں ۔ روزانہ دو وقت درس ہوتا تھا ۔ اور تقریباً ہر گھر میں بھی خدا کے فضل سے درس میں نے دیا ہے ۔ اور ہفتہ میں ایک جلسہ ہوتا تھا ۔ یہ لوگ دین کی باتیں سننے کے بہت شوقین تھے ۔ اور اپنے بزرگوں کی بہت عزت کرتے ہیں ۔ بڑے خلوص والے تھے ۔

کوٹ پلہ

یہ چھوٹا سا گاؤں ہے۔ یہاں بھی سب لوگ احمدی ہیں۔
چند دن قیام کر کے درسوں سے اور وعظوں سے ان سب کو بھی
احمدیت کیا چیز ہے بتایا تھا۔ اور یہ بھی بتایا تھا کہ ایک احمدی اور
غیر احمدی میں کیا فرق ہے۔

سکرڈاپلی

یہ گاؤں بھی خدا کے فضل سے پورا احمدیوں کا ہے اور ایک
بڑی مسجد ہے اور اس مسجد کا ایک منارہ قادیان کے منارہ
کی طرح ہے۔ اس کے اوپر پانچ وقت اذاں ہوتی ہے۔ یہاں
پر بھی دو ہفتے رہا ہوں۔ اور ہر گھر میں درس دیا گیا ہے۔ اور مسجد
میں تو الحمد للہ دو وقت درس ہوتا تھا۔ اور لاؤڈ اسپیکر تھا۔
ہر گاؤں کے درمیان بڑا زوردار جلسہ کیا تھا۔ یہ گاؤں پہلے دو
گاؤں سے بڑا ہے۔ اور لوگوں میں اخلاص بہت ہے۔ یہاں
بھی میں نے بڑی دعائیں کی ہیں۔ یہ لوگ عاشق رسول اللہ صلعم
اور عاشق مسیح موعود علیہ السلام تھے۔

کیرنگ

یہ گاؤں پورا احمدیوں کا ہے۔ اور ہندوستان میں سب سے بڑی جماعت ہے۔ بڑی جامع مسجد ہے۔ یہاں ایک محلہ کا نام مسیح اور ایک محلہ کا نام مہدی رکھا گیا ہے۔ یہ جماعت خدا کے فضل سے بڑی اخلاص والی ہے۔ یہ لوگ اکثر سرکاری ملازم ہیں۔ ہندوستان کی فوج میں کافی احمدی ہیں

ایک احمدی نوجوان کی فوج میں ملازمت کی دعا۔

یہ احمدی نوجوان تین مرتبہ فوج میں بھرتی ہونے کی کوشش کیا لیکن ناکام رہا۔ ایک روز اس کی والدہ اور وہ لڑکا مجھ سے دعا کی درخواست کی کہ یہ لڑکا اب فوج میں بھرتی ہونے جا رہا ہے آپ دعا کریں میں نے کہا کہ تم جاؤ بھرتی ہونے کو۔ میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں تم انشاء اللہ تعالیٰ ضرور بھرتی ہو جاؤ گے۔ چنانچہ وہ گیا۔ میں نے دعا کی تو خواب ملا کہ وہ فوج میں بھرتی ہو گیا ہے۔

یہ خواب میں نے سب کو سنا دیا۔ اور وہ گیا اور بھرتی ہو گیا۔ اس واقعہ کا ان سب لوگوں پر بڑا اچھا اثر ہوا تھا۔

اس لڑکے کے خاندان کے اور لوگ بھی فوج میں تھے۔ پھر ایک عرصہ کے بعد اس نے ایک سو روپیہ بطور تحفہ کے دیا تھا۔ اور لوگوں سے بار بار اس نے اور اس کی والدہ نے ذکر کیا کہ یہ درویش کی دعا سے نوکری لگی ہے۔ جو کہ دعا کا نشان ہے۔ اس گاؤں میں روزانہ دو وقت درس ہوتا تھا۔ لوگ اپنا کاروبار چھوڑ کر میرے درس کو سنا کرتے تھے وہاں جلسہ کیا اور دو جنازے بھی پڑھایا تھا۔ یہ لوگ بھی بڑے مخلص ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص میں برکت ڈالے۔

کیرنگ سے چند میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں میں پیدل دو نوجوانوں کے ساتھ جاکر تبلیغ بھی کر چکا ہوں۔

پھر خوردہ اور منشور کے گاؤں میں جاکر کتابیں دیا اور تبلیغ بھی کیا تھا۔ اس کے علاوہ سونگڑا ایں اور اس سے دو میل فاصلہ پر ایک گاؤں ہے وہاں جاکر رات میں رہ کر تبلیغ کیا تھا۔ اس گاؤں کا نام یا دھنی ہے۔

بھدرک - اور - سورو -

ان دونوں مقامات میں بھی میں نے چند دن قیام کیا تھا ۔ اور وہاں تبلیغ اور تربیت بھی کی تھی ۔ یہاں کی جماعتیں بہت مخلص ہیں ۔ یہاں سے میں کلکتہ بھی گیا اور وہاں احمدیہ مسجد میں رہا ہوں مولوی ظفر احمد صاحب مبلغ ہیں ۔ میں انہی کے پاس تھا

موسٰی بنی مائنز (ریاست بہار)

یہ ۱۹۷۶ء کی بات ہے کہ میں موسٰی بنی مائنز میں ایک ماہ رہا ہوں ۔ یہاں کے اکثر لوگ جو کام کرتے ہیں وہ اڑلیہ کے ہیں ۔ ان کے صدر جماعت جناب ابراہیم صاحب بڑے ہی مخلص ہیں ۔ یہاں ایک محلہ احمدیوں کا ہے اور ایک بڑی مسجد احمدیہ ہے ۔ کھلی جگہ ہے ۔ یہاں جلسہ بھی کر سکتے ہیں ۔ یہاں احمدیوں کا قبرستان ہے ۔ یہ قبرستان اور مسجد کی جگہ گورنمنٹ کی طرف سے دی گئی ہے ۔ یہاں کے لوگ بھی بہت مخلص پائے گئے ۔

ایک معجزانہ دعا کا اثر

جب میں موسیٰ بنی مائنز گیا تھا اس وقت وہاں ایک نوجوان لاپتہ تھا۔ بڑی تلاشی ہو رہی تھی کوئی پتہ نہ چلتا تھا۔ انہوں نے بڑی کوشش کی۔ سرکار بھی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن پتہ نہ مل رہا تھا۔ اس نوجوان کے والد بہت پریشان تھے۔ ان کے پانچ لڑکیاں اور یہ ایک ہی لڑکا تھا۔ اور وہ بھی نوجوان تھا۔ اس لئے اس کے والد سخت پریشان تھے۔ کوئی کہتا کہ وہ مارا گیا ہے۔ کوئی کچھ، کوئی کچھ کہنے لگے تھے۔ اور ڈاکوؤں کے خطوط آتے کہ اتنے ہزار روپے لاؤ ورنہ لڑکے کو مار دیں گے

لڑکے کے والد نے مجھ سے دعا کی درخواست کی۔ میں نے دعا کی

خدا تعالیٰ نے پتہ دیا تھا۔

دعا سے پتہ چلا کہ وہ لڑکا چار دن کے اندر آجائیگا

خدا نے بتایا کہ لڑکا زندہ ہے۔ اور چار دن کے اندر آجائیگا

میں نے دوسرے دن اس لڑکے کے والد سے کہا کہ رات کو میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کیا تھا۔ آپ کا لڑکا زندہ ہے اور وہ چار دن کے اندر اندر آپ کے پاس آجائے گا۔ یہ سن کر وہ بڑا خوش ہوا۔

تین دن گذر گئے ۔ چوتھی رات تھی کہ وہ رات کو اپنے گھر موسیٰ بنی مائنز آگیا تھا ۔ وہ سارے لوگ حیران رہ گئے کہ خدا تعالیٰ نے جناب درویش صاحب کی دعا کو ایک معجزانہ طور سے قبول کیا ۔ اور وہ لڑکا دوبارہ زندہ ہو کر آگیا ۔ چونکہ واپس آنے کی کسی کو بھی امید نہ تھی ۔ اس لڑکے نے جو واقعات سنائے وہ یہ تھے ۔ دعا کے اثرات سے وہ بچ کر نکل آیا ۔ ورنہ کوئی صورت نہ تھی کہ وہ آجاتا ۔ کیونکہ وہ پہلے کئی مرتبہ کوشش کر چکا تھا اور ناکام رہا تھا ۔

جمشید پور میں تبلیغ

یہ ۱۹۷۶ء کی بات ہے کہ میں موسیٰ بنی مائنز سے دو تین مرتبہ جمشید پور گیا تھا ۔ وہاں تین گھر احمدیوں کے تھے ۔ ان کی تربیت اور ان کو تبلیغ کیا تھا ۔ ایک روز جمن میں بات کیا ۔ وہاں ہندو مسلمان تھے ۔ جب ان کو یہ علم ہوا کہ میرا احمدیہ جماعت سے تعلق ہے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ پاکستان بننے سے پہلے سر ظفر اللہ خاں صاحب کے بھائی عبد اللہ خاں صاحب قادیان کے ایک بڑی فیکٹری میں کام کرتے تھے اور قادیانی جماعت کے وہ امیر تھے ۔ انہوں نے چودھری عبد اللہ خاں صاحب کی

بڑی تعریف کی تھی اور کہا کہ احمدی لوگ بڑے اچھے ہوتے ہیں۔ اور اپنے مذہب کے پکے ہوتے ہیں۔ میں نے اس جگہ اور اس شہر میں بہت دعائیں کی تھیں کہ خدا تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور وہاں ایک بڑی مخلص احمدیہ جماعت قائم ہو۔

حاجی ملنگ شاہ کا مزار

یہ ۱۹۶۷ء کی بات ہے کہ میں بمبئی کو جاتا ہوا راستہ میں کلیان اسٹیشن پر اتر کر بابا حاجی ملنگ شاہ کی درگاہ پر گیا جو کہ اسٹیشن سے سات میل دور ایک اونچی پہاڑی پر ہے۔ اوپر جانے میں آدھا گھنٹہ سے زیادہ وقت لگتا ہے۔ یہ بڑی پرسکون جگہ ہے۔ بکثرت لوگ آتے ہیں۔ راستہ میں بندر ہیں۔ ان کو کچھ ڈالنے کو لوگ کچھ کھانے کی چیزیں لے کر جاتے ہیں۔

اوپر ایک چھوٹی سی مسجد ہے اور ایک ان کی درگاہ ہے اور کچھ چائے کی دکانیں ہیں۔ میں نے ان سب لوگوں کو تبلیغ کیا تھا۔ اور ان کی ہدایت کے لئے دعائیں کی تھیں۔

بمبئی

یہ ۱۹۶۲ء کی بات ہے کہ ایک احمدی دوست جناب عبدالرزاق صاحب نے مجھے بمبئی آنے کی دعوت دی تھی۔ اور میں ان کے پاس ۲۵ دن رہا ہوں۔ سب احمدیوں سے ملاقات کیا۔ اور مختلف جگہوں پر جاکر انہوں نے مجھ سے تبلیغ کروایا تھا۔ یہاں زیادہ احمدی کیرلا کے ہیں۔

پونا میں تبلیغ اور ایک گاؤں میں تبلیغ

یہ ۱۹۶۵ء کی بات ہے کہ جب کوئی احمدی نہ تھا۔ ایک غیر احمدی سے واقفیت پیدا کر کے پونا گیا۔ اور اس غیر احمدی کو تبلیغ کر کے اس کو اپنا ہم خیال بنا لے کر اس کے پاس چند دن رہ کر خوب تبلیغ کیا تھا۔ پونا سے چند میل دور ایک گاؤں میں اس کے ساتھ جا کر قیام کیا۔ اس قیام کے دوران میں نے وہاں خوب تبلیغ کی تھی۔ اب پونا میں تمل یوپی کا رہنے والا درزی کا کام کرتا ہے اور جماعت کا صدر ہے۔

چک منگلور اور باباقلندر حیات کی درگاہ

یہ ۱۹۷۰ء کی بات ہے کہ میں گلبرگہ سے بنگلور گیا۔ وہاں چند دن قیام کیا۔ پھر میسور گیا وہاں چند دن رہ کر تبلیغ کیا۔ پھر چک منگلور گیا وہاں چند دن قیام کر کے خوب تبلیغ کیا۔ اور وہاں ایک مسجد کے موذن کو تبلیغ کیا تو وہ بیعت کرنے کو تیار ہو گیا تھا۔

چک منگلور کے اوپر پہاڑوں پر ایک بزرگ کی درگاہ حیات قلندر کی ہے۔ وہاں چند دن قیام کیا۔ وہاں کی

تین چیزیں مشہور ہیں

۱/ ایک پلنگ تالاب ۲/ جنت سیڑھی ۳/ پانی کا آبشار

آبشار اور ایک وہم

آبشار کی یہ بات مشہور ہے کہ جو پانی نہائے گا اس کی بیماری دور ہو جاتی ہے۔ اور جس کپڑے سے کوئی نہائے گا وہ کپڑا وہیں چھوڑ کر آتا۔ ورنہ وہ کپڑا بیماری کو ساتھ لے آتا ہے اور اس نہانے والے کو نقصان ہوگا۔ میں نے بھی پانی نہایا تھا۔

میں نے پانی آبشار کے نیچے نہایا تھا۔ اور جس کپڑے سے نہایا تھا وہ ساتھ لے آیا تھا۔ وہاں کے مجاور نے بہت کچھ کہا لیکن میں نے ان کی ایک بات بھی نہیں مانی۔ اور کپڑا جس سے نہایا تھا ساتھ لایا تھا۔ وہ سب لوگ بڑے حیران رہ گئے۔ یہ سب وہم تھے۔ یہی حال جنت سیڑھی اور یہی حال تالاب کا تھا۔ ان سارے جگہوں پر میں نے خوب تبلیغ کی تھی۔ ایک ہفتہ قیام کر کے ان تینوں جگہ پر اور حیات قلندر کی مزار پر خوب لوگوں کو تبلیغ کیا تھا۔ یہ پر سکون اور ٹھنڈا مقام ہے۔

فتح محمد سلطان (ٹیپو) کا مزار۔

یہ ۱۹۷۵ء کی بات ہے کہ میں میسور کو جاتے ہوئے چند دن کے لئے ویشا کپٹنم میں جہاں سلطان ٹیپو عرف فتح محمد اور والد حیدر علی اور والدہ کا مزار ہے دیکھنے کو گیا تھا۔ اس سے پہلے دو تین مرتبہ یہاں آچکا ہوں لیکن زیادہ دن ٹھہرنے اور تبلیغ کرنے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ ریلوے اسٹیشن کے علاوہ بس اڈہ بھی ہے۔ بنگلور سے میسور جانے والی سب بسیں یہاں ٹھہر کر جاتی ہیں۔ یہ جگہ دو دریاؤں کے درمیان ساری جگہ ہے ان کے مزار سے ایک فرلانگ آگے جا کر دونوں ندیاں مل جاتی ہیں

اور لوگ کثرت سے اس جگہ کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں اور پانی بھی نہاتے ہیں۔ میں نے بھی پانی نہایا تھا۔ ان کو دو ندیوں یا دو دریاؤں کا سنگم کہتے ہیں۔ ناریل کثرت سے ملتا ہے۔ زائرین اس کا پانی پیتے ہیں

مسجد اقصیٰ اور اس پر ایک شعر کا مطلب

سلطان کے مزار کے مغرب کی طرف ایک خوبصورت مسجد ہے، اس مسجد کا نام مسجد اقصیٰ ہے۔ سلطان کے مزار اور مسجد اقصیٰ کے درمیان ایک شعر لکھا ہے۔ اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ کسی وقت یہاں پر بلبلوں کی بہار تھی۔ اب وہ بہار تو ہے لیکن وہ بلبلیں نہیں ہیں۔ اس مسجد اور مزار کے احاطہ کے باہر چاروں طرف باغ ہے۔ اور آم کے اور دوسرے پرانے درخت ہیں جو اُن کو لگانے والے مالکوں کی یاد تازہ کراتے ہیں۔ اور ان کو دیکھ کر آنکھوں میں پانی آتا ہے کہ یہاں ایک چمن تھا۔ ایک گُل تھا اور گلزار تھا۔

جہاں سلطان ٹیپو شہید ہوا تھا وہ جگہ میں نے دیکھی ہے۔ آپ انگریزوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ وہاں ایک تختی لگی لگی ہے اس پر ان کی وفات کا ذکر لکھا ہوا ہے۔ اور بس اڈا کے قریب ایک فرلانگ پر آثار قدیمہ کی عمارت ہے وہ مجھ میں نے دیکھا،

میں نے یہاں کئی دن قیام کر کے اس سارے علاقہ کو دیکھا ہے۔ یہاں عیسائیوں کا بڑا قبرستان بھی ہے۔ اس مقام پر رہ کر میں نے تبلیغ کی ہے۔ کتابیں دی ہیں۔ اور بڑی کثرت سے ان لوگوں کے لئے دعائیں کی تھیں کہ خدا تعالیٰ اس سارے علاقہ کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

مرکرہ اور کیرلا کی جماعتوں میں تبلیغ و تربیت

یہاں میں پہلی مرتبہ ۱۹۶۱ء میں گیا تھا۔ مرکرہ چند دن قیام کیا تھا۔ اردو پڑھانا شروع کیا تھا۔ اس کے بعد باقاعدہ مبلغین آتے رہے۔ مرکرہ سے کنانور گیا۔ وہاں ۱۹۶۱ء میں ہی احمدیہ مسجد کا افتتاح ہوا تھا۔ مولوی امینی صاحب اور مولوی محمد عبد اللہ صاحب حاضر ہوئے۔ اور پھر میں ۱۹۷۵ء میں دو ماہ مرکرہ میں رہا ہوں۔ پھر کنانور، کالی کٹ، پینگاڑی، منگلور، عشو پیر شر، کڈالی اور بہت سے چھوٹے چھوٹے گاؤں کو چھوڑ دیا ہوں۔ جن میں میں نے تبلیغ اور تربیت کی تھی۔

جس آدمی کی روحانی آنکھ نہیں اس کا انجام اچھا نہیں

وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا.
(پارہ پندرہ رکوع آٹھ) ترجمہ:۔ اور جو اس دنیا میں اندھا رہے گا۔ وہ آخرت میں بھی اندھا رہیگا۔ اور اسی طرح وہ اپنے طور طریق میں سب سے بڑھ کر بھٹکا ہوا ہوگا۔

اس آیت سے مادّی آنکھیں نہیں ہے روحانی آنکھیں مراد ہیں۔ روحانی آنکھوں سے مراد سچّی خوابیں، کشف والہام اور دعاؤں کی قبولیت ہے۔ جن کا میں نے اس کتاب میں ذکر کیا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے جس انسان کو یا آدمی کو چند سچی خوابیں اس زندگی میں نہ آئی ہوں اس کا انجام اچھا نہیں ہے۔

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا (پ ۱۵ ع ۸)
ترجمہ:۔ اور اس دن کو بھی یاد کرو جب دن ہم ہر ایک گروہ کو ان کے پیشوا سمیت بلائیں گے پھر جن کے دائیں ہاتھ میں ان کے اعمال کی کتاب دیجائیگی وہ بڑے شوق سے اپنی کتاب کو پڑھیں گے اور ان پر ذرّہ بھر بھی ظلم نہیں کیا جائیگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت کے امام پر ایمان لانا ضروری ہے،

واقعاتِ انبیاء

عکّہ بلادِ فلسطین اور شام کا ایک خوبصورت شہر ہے
یہ شام کا بڑا شہر اور بندرگاہ ہے۔ عکّہ سمندر کے کنارے
قلعہ بند شہر ہے۔ اس کی مسجد بہت وسیع ہے۔ یہ پہاڑی
پر ہے۔

حضرت صالحؑ:۔ عکّہ کی مسجد کے باہر دائیں طرف جنوب
کی سمت حضرت صالح علیہ السّلام کا مقبرہ ہے۔ یہ قوم ثمود کی
طرح آئے تھے۔

حضرت آدم علیہ السلام:۔ نے سب سے پہلے زراعت اس
زمین پر کی تھی۔ شہر کے مشرقی دروازے کے باہر بائیں ہاتھ کو
ایک چشمہ ہے جس کے پانی تک جانے کے لئے ۲۶ سیڑھیاں
اترنی پڑتی ہیں۔ اس چشمہ کو عین البقر (بیل کا چشمہ) کہتے ہیں
حضرت آدم علیہ السلام نے اسے دریافت کیا تھا۔ اور اپنے بیلوں کو
اس کا پانی پلایا کرتے تھے اس لئے اس کو عین البقر کہتے ہیں۔ اور
یہاں سے ہی حضرت آدم کو بیل ملے تھے
اس چشمہ کے اوپر حضرت علی ابن ابی طالب کے نام کی درگاہ بنی ہے۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا گاؤں ۔ نبیوں کی قبریں

عکہ سے مشرق کی طرف پہاڑی علاقہ زیرین جلیل ملتا ہے ۔
یہاں بہت سے انبیاء علیہم السلام کی شہادتوں کے مقامات ہیں
اور جرایا جرون حضرت ابراھیم علیہ السلام خلیل اللہ کا گاؤں ہے
عرب اس قصبہ کو مسجد ابراھیم کے نام سے پکارتے ہیں ۔ اس کے
اندر ایک قلعہ ہے اس کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنوایا تھا
اس میں حضرت ابراھیم علیہ السلام اور آپ کی بیوی سارہ کا مقبرہ ہے
حضرت اسحاق علیہ السلام کا مقبرہ ہے ۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام
کا مقبرہ ہے ۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا مقبرہ ہے ۔ اور حضرت
آدم علیہ السلام کا مقبرہ ہے ۔ غاریں ہیں ۔ یہ جگہ دو پہاڑیوں
کے درمیان بیت المقدس سے اٹھارہ میل اور بیت اللحم سے
جنوب کی طرف ہے ۔ بیت اللحم بیت المقدس سے چھ میل دور ہے
یا تین میل بیت المقدس کے درمیان ہے یہاں حضرت یوسف علیہ السلام
کی والدہ کا مقبرہ ہے ۔ بیت اللحم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش
اور ان کی والدہ کا گاؤں ہے ۔ اور اس میں حضرت داؤد علیہ السلام
اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے مقبرے ہیں ۔ دمشق میں حضرت ہود علیہ السلام

مدفون ہیں۔ دمشق کی جامع مسجد کے وسط میں حضرت ذکریا علیہ السلام کا مقبرہ ہے۔ دمشق کے آٹھ دروازے ہیں۔ آخری دو دروازوں کے درمیان حضرت معاویہ۔ حضرت بلال رضؓ اور حضرت کعب الحبہ کی قبریں ہیں۔ اور قاسیوں کے شمال میں صالحہ بستی ہے۔ نیز حضرت ذوالکفل نبی کا مقبرہ ہے۔ جبل قاسیوں کے قریب ربوہ جہاں حضرت مسیح اور ان کی والدہ حضرت مریم سکونت رکھتے تھے

قبۃ الصخرہ یہ بیت المقدس کے اندر ایک چٹان ہے جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبلہ تھا اور یہاں آپ نماز پڑھا کرتے تھے اور اسی چٹان کو حضرت داؤدؑ کی مسجد اور محراب کہتے ہیں۔ اور آنحضرت صلعم معراج کو اس چٹان سے آسمان کو گئے تھے۔ اور حضرت عمر فاروق رضؓ نے اس جگہ ایک مسجد بنائی ہے جس کو مسجد اقصیٰ کہتے ہیں۔ اس کے بعد خلیفہ عبد الملک نے اس جگہ بڑی موجودہ مسجد بنائی۔ اس وجہ سے یہ جگہ بابرکت ہے اس پورے شہر کا نام یروشلم ہے۔

نسب نامہ
رحمۃ العالمین، خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضور صلعم کے والد اور والدہ کا مختصر نسب نامہ میری پہلی کتاب "روحانی خزائن" میں درج ہے۔

آنحضور صلعم کے والد کا نام عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصیٰ بن کلاب ؓ

والدہ کی طرف سے محمد بن آمنہ بنت وھّاب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب ؓ

نسب نامہ حضرت نوح علیہ السّلام

نوحؑ بن لائک بن متوشاہ بن افنوخ بن یارد بن محل ایل بن قینان بن آندوشں بن شیث بن آدم علیہ السلام۔

آپؑ کا نسب نامہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم سے ۵۳۷۵ سال قبل ملتا ہے ؓ

نسب نامہ حضرت ابراھیم علیہ السّلام

ابراھیمؑ بن آذر بن ناھور بن سروج بن رعو بن فالج بن عابر بن شالخ بن ارفکشاذ بن سام بن نوح علیہ السّلام۔

آپؑ کا زمانہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم سے ۲۵۸۵ سال قبل کا ہے آپؑ نے ۷۵ سال کی عمر میں اپنے وطن سے ہجرت فرمائی اور کنعان پہنچے کنعان بن حام بن نوح کا ملک ہے (حوالہ کتاب رحمتہ للعالمین جلد سوم)

ختنہ کا حکم

اسّی سال کی عمر میں حضرت اسماعیل علیہ السّلام حضرت ہاجرہ سے جو بادشاہ مصر کی لڑکی تھی پیدا ہوئے۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی عمر ۹۹ سال کی تھی جب ختنہ کا حکم نازل ہوا۔ اس عمر میں اپنا اور حضرت اسماعیل علیہ السّلام کا ختنہ کرایا گیا۔ سوؔ سال کی عمر میں حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے۔ ۱۷۵ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔

حضرت اسحٰق علیہ السّلام

آپ حضرت سارہ سے پیدا ہوئے۔ سارہ حضرت ابراہیمؑ کے دادا کی نسل سے ہیں۔ آپ کے دو لڑکے ایک حضرت یعقوب علیہ السلام دوسرے عیسوی پیدا ہوئے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام:۔ آپ کی لیاہ بیگم سے چھ فرزند۔ راخیل سے دو فرزند۔ زلفہ لونڈی سے دو فرزند اور بلہہ لونڈی کا سے دو فرزند پیدا ہوئے۔ آپ جب مصر آئے تو عمر ۱۳۰ سال کی تھی اور ۱۷ سال مصر میں قیام

فرما کر دہیں فوت ہوئے۔ اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کے پہلو میں ہی مدفون ہوئے۔ آپ کا زمانہ ۱۶۸۶ سال قبل مسیحؑ کا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے نام

یوسف کے معنے ہیں عربی میں مزید کے۔ آپ کی والدہ کا نام راخیل ہے۔ آپ ۷ سال کے تھے جب آپ کو آپ کے بھائیوں نے جنگل میں لے جاکر ایک خشک کنوئیں میں گرادیا۔ تین دن اس کنوئیں میں رہے۔ اس کے بعد چھ سال عزیز مصر کے گھر رہے۔ سات سال تک شاہی قید خانہ میں رہے۔ تیس سال کی عمر میں مصر کے حاکم ہوئے۔ چالیس سال کی عمر میں حضرت یعقوب علیہ السلام مصر آئے۔ ۲۳ سال بعد ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائے۔ ان کی شادی مصر کے شہر اُون کے کاہن کی لڑکی آسناتھ سے ہوئی۔ ان کے دو فرزند منسّی اور افرائیم اسی خاتون سے ہیں۔ ان کی بھی قبر حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے نام یہ ہیں۔

نمبر۱ روبن نمبر۲ سمعون نمبر۳ لاوی نمبر۴ یہودا نمبر۵ دان نمبر۶ نفتالی نمبر۷ جد نمبر۸ آشر نمبر۹ اشکار نمبر۱۰ زبلون نمبر۱۱ بنیامین نمبر۱۲ حضرت یوسف علیہ السلام (تفسیر کبیر سورۃ یوسف صفحہ ۲۸۰)

نسب نامہ حضرت داؤد علیہ السلام

داؤدؑ بن یرآشاہ بن عبیدا بن سوبخز بن سلمون بن بحسون بن عمنراان بن ارام بن معرون بن فارس بن یہودا بن یعقوب علیہ السلام

حضرت داؤد علیہ السلام کی شہرت کا باعث وہ جنگ ہوئی جو فلسطین اور اسرائیلیوں سے ہوئی ۔ فلسطین افواج میں ایک بہادر جالوت تھا جس کا قد چھ ہاتھ اور ایک بالشت تھا۔ اسرائیلیوں میں سے کسی میں اس سے مقابلہ کی جرأت نہ تھی ۔

سنا کہ ساؤل شاہ اسرائیل نے اس کے قاتل کے لئے اپنی بیٹی کا رشتہ و دیگر انعامات دینے کا اعلان کیا تھا ۔

یہ پیتل کی خود زرہ اور موزہ پہنا کرتا تھا ۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے شاہ سے اجازت لے کر اس کا مقابلہ کیا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ سے مارا گیا تھا ۔ اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام ترقی کر کے فوج کے سپہ سالار بن گئے اور پھر بادشاہ کے داماد بن گئے ۔

ساؤن بادشاہ مر گیا ۔ اس کے ولی عہد نے خودکشی کر لی ۔ تب بنی اسرائیل کے اتفاق سے حضرت داؤد علیہ السلام بادشاہ بن گئے ۔ انہوں نے ۴۰ سال حکومت کی ۔ آپ کی ۹۹ بیویاں تھیں ۔ اٹھارہ فرزند سترہ لڑکیاں

آپ ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائے۔ آپ کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۵۸۶ سال قبل کا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام

آپ بنت ..اِنعام کے بطن سے یروشلم میں پیدا ہوئے جب کہ حضرت داؤد علیہ السلام سلطنت حاصل کر چکے تھے۔ آپ نے شاہ مصر کی بیٹی سے شادی کی۔ انہوں نے اپنی حکومت کے چوتھے سال کے دوسرے مہینے میں بیت المقدس کی تعمیر شروع کر دی تھی۔ اصل مسجد ۶۰ ہاتھ طویل ۲۰ ہاتھ عریض اور تیس ہاتھ بلند تھی۔ اور اس کے ارد گرد بہت سے مکانات تھے۔ عمارت سات سال میں ختم ہوئی۔ آپ نے ۴۰ سال سلطنت کی۔ ان کی بیگمات کی تعداد سات سو اور لونڈیوں کی تعداد تین سو بتائی جاتی ہے۔ آپ کا انتقال آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۵۴۶ سال قبل ہوا ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام

نسب نامہ :- ایوبؑ بن بن

آپ ایشیائے کوچک میں اپنے سات بیٹے تین بیٹیاں تھیں آپ کے سات ہزار بھیڑیں، تین ہزار اونٹ، پانچ سو جوڑی بیل اور بہت سے نوکر تھے۔ مشرق میں ان جیسا دولتمند کوئی نہ تھا۔

آپ ۲۰۰ اسال کی عمر میں وفات پائے۔ آپ کا زمانہ آنحضرت صلعم سے ۲۱۰۰ سال قبل کا تھا۔ (یہ اکثر حوالہ جات کے رہیں)

حضرت موسیٰ علیہ السلام

نسب نامہ :۔ حضرت موسیٰ بن عمران بن یصہر بن قاہث بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام۔

آپ نے ۱۲۰ سال کی عمر پائی اور وادی موآب میں دفن ہوئے آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ۲۰۲۲ سال قبل مبعوث ہوئے تھے

حضرت ہارون علیہ السلام

آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حقیقی بھائی تھے اور ایک سال بڑے تھے۔ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبل تین سال کوہ طور پر وفات پائی۔ آپ مسجد کے امام اور ہر دلعزیز تھے۔

حضرت زکریا علیہ السلام

آپ بیت المقدس کے امام و متولی تھے اور حضرت مریم کے کفیل و مربیّ تھے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام ان کا دوسرا نام یوحنا ہے۔ آپ نے بپتسمہ لینے کا رواج ڈالا تھا۔ جو آپ پر ایمان لاتا اس کو بپتسمہ دیا کرتے تھے جو آج تک عیسائیوں میں رائج ہے۔ آپ نے اکثر حصہ زندگی کا بیابانوں میں گذارا۔ آپ آنحضرت صلعم سے ۱۱۰۵ سال مبعوث ہوئے تھے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

آپؑ کے نانا کا نام عمران تھا۔ آپ کے ماموں کا نام ہارون تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد کا نام عمران تھا۔ آپؑ نے ۳۰ سال کی عمر میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس کے تین سال کے بعد پھانسی (سولی) کا واقعہ پیش آیا اُس وقت آپ کی عمر ۳۳ سال کی تھی۔

آپؑ کی تبلیغ سے کُل ۱۲ ہی شاگرد بنے جن میں سے ایک غدّار نکلا تھا۔ مصنّف لوقا کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کل ۱۲۴ لوگ ایمان لائے تھے۔ عیسوی سنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے شروع ہوا تھا۔

مذکورہ بالا چند نبیوں کے نسب نامے بیان کر دیے گئے ہیں تاکہ تاریخی واقعات کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ اور یہ حوالہ جات مختلف کتابوں سے لئے گئے ہیں۔

ایک ایمان افروز واقعہ

ایک دن میں گلبرگہ روڈ پر دن کے ۹ بجے جا رہا تھا۔ کہ جاتے جاتے دو فقیروں پر نظر پڑی اور دل میں خیال آیا کہ ان فقیروں کو پانچ پانچ پیسے دے کر خدا تعالیٰ سے دو نوٹ پانچ پانچ کے آج شام تک لینا ہے۔ چنانچہ میں نے ان دونوں فقیروں کو پانچ پانچ پیسے دے دیا۔ اور دل میں یقین کیا کہ خدا تعالیٰ آج ضرور پانچ پانچ کے دو نوٹ دے گا۔

اسی دن میں دن کے گیارہ بجے ایک غیر احمدی کے پاس گیا۔ اس نے بڑی عاجزی اور انکسار سے اپنے واسطے دعا کی درخواست کی اور کہا کہ آپ دل سے دعا کریں تو میرا یہ کام ضرور ہو جائے گا۔ اور دو پانچ پانچ روپے کے نوٹ زبردستی میری جیب میں ڈال دیا۔ اور کہا کہ یہ تحفہ قبول فرمائیں۔

میں نے خیال کیا کہ میرے دس پیسے خدا نے لے کر دو گھنٹہ میں ہی دس روپیہ کے پانچ پانچ روپے کے دو نوٹ جیسا کہ میں نے خیال کیا تھا دے دیا ہے۔ کیا ہی پیارا اللہ ہے۔ میں حیران ہو گیا اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ یہ زندہ خدا کی نشانیاں ہیں۔

بانی جماعت احمدیہ کا فارسی کلام

"خدائے کہ جاں بہر رہِ او فداست نیابی رہش جز پئے مصطفیٰ"

ترجمہ :۔ وہ خدا تعالیٰ جس کی راہ میں ہماری جان فدا ہو۔ اے مخاطب اس کا راستہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر نہیں پا سکتا۔

"چہ آدم چہ نوح و چہ دیگر رسل ہمہ آمدند از وجودش ظلال"

ترجمہ :۔ کیا آدم، کیا نوح اور کیا دیگر رسل یہ تمام آپؐ کے وجود مبارک کے سامنے سایہ کی مانند ہیں

"گل و گلزار کرد خارستاں مردگاں را دمید در تن جان"

ترجمہ :۔ آپؐ نے خارستان کو گل و گلزار بنا دیا۔ اور مُردوں کے تن میں روح پھونکی۔

ان مذکورہ بالا اشعار سے پتہ چلتا ہے حضرت بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے آقا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی محبت اور عشق تھا۔

اللّٰھم صلّ علیٰ نبیک وحبیبک وسید الانبیاء وافضل الرسل وخاتم النبیین محمد و آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حضرت کرشن علیہ السلام کی آمد کی چند علامات

۱۔ سری کرشن جی خود فرماتے ہیں کہ "اے بھارت جب دھرم کا ناش ہو اور اَدھرم کا دور دورہ ہو جاتا ہے تب میں اوتار لیتا ہوں۔ پھر فرماتے ہیں

۲۔ کہ نیک لوگوں کی حفاظت کرنے کیلئے اور بد لوگوں کو نیست و نابود کرنے اور دنیا میں سچائی قائم کرنے کیلئے ہر یگ میں میرا اوتار ہوتا ہے۔ (گیتا ادھیائے ۴ شلوک ۸)

۳۔ جس وقت کلجگ آگیا تو سمجھو کہ دنیا کی ہوا پلٹ گئی وہ وہ پاپ اور وہ وہ گناہ ہوں گے کہ زمین کانپ اٹھے گی۔ لڑکے اپنے والدین کو بیوقوف جانیں گے۔ رضاجوئی اور فرمانبرداری کیسی۔ عورتیں لڑائی جھگڑے سے خاوندوں کے ناک میں دم لائیں گی۔ اس طرح سے دھرم کا پیالہ چھلکنے کو ہوگا تب بھگوان کو تکلیف کرنی پڑے گی کہ کلجگ اوتار میں جلوہ دکھلائیں گے۔ پاپ کی ناؤ ڈوبے گی۔ دھرم کی پھلی ہری بھری ہو گی۔

۴۔ شری ویاس جی جو مہابھارت کے مصنّف اور مقدس رشی ہیں بیان کرتے ہیں کلجگ کے دَور کی پہلی نشانی یہ ہوگی کہ

- اندھا دھند ادھرم (بے دینی) کی عملداری رہتی ہے۔
- جھوٹ، فریب، ہِنسا (ایذا رسانی) غصہ، لالچ وغیرہ کا دَور دورہ ہوتا ہے۔
- انسان کو خراب اعمال سے رغبت اور نیک اعمال سے نفرت ہو جاتی ہے۔
- عبادت، ریاضت، پوجا پاٹ اور تمام نیک کام برہمن تک چھوڑ دیتے ہیں۔

(مہابھارت بن پرب صفحہ ۸۹ - ۶۸۶)

حضرت اقدس مرزا غلام احمدؐ صاحب

آپؑ خود فرماتے ہیں کہ کون ہے تم میں سے جو میری سوانح زندگی میں نکتہ چینی کر سکے۔ (تذکرہ شہادتین صفحہ ۶۲)

آپ کے خلاف لوگوں نے کئی کئی منصوبے کئے۔ تاکہ آپ کو قتل کردیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق آپ کی حفاظت کی۔ اور آپ کو ان لوگوں کے بد منصوبوں سے بچا لیا۔ جیسا کہ آپ نے سراج منیر کے صفحہ ۲۱ پر تفصیل سے لکھا ہے۔

آپ کا دعویٰ کرشن:۔ جیسا کہ آپ خود لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۳ پر فرمایا ہے کہ میں مسلمانوں کے لئے مسیح موعود ہوں۔ اور ہندوؤں کے لئے نہہ کلنگ اوتار کرشن ثانی ہوں۔

پربھو کے بھگت

۱۔ جو اس کی سیوا میں لگے رہتے ہیں ان کا مقابلہ دشمن نہیں کر سکتے۔ (رگوید $\frac{۵}{۴۳}$)

۲۔ پربھو جس کا رکھشک (محافظ) ہوتا ہے وہ مضبوط ہوتا ہے۔ اور تل کو پراپت کرتا ہے۔ (رگوید $\frac{۳۲}{۱۶}$)

۔ ایسے لوگ مخالفتوں کے زیادہ ہونے پر بھی دنیا میں ترقی کرتے جاتے ہیں

حضرت بابا نانک صاحب ولی اللہ تھے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت بابا نانک صاحب رحمۃ اللہ مسلمان ولی اللہ تھے۔ اس عقیدہ کی بنیاد ہمارے آقا و پیشوا سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا وہ کشف ہے جسمیں آپ کو یعنے بابا نانک صاحب بحالت اسلام دکھائے گئے۔ (کتاب نزول المسیح صـ ۲۰۳) ——— اور پھر وہ دلائل ہیں جو آپ نے بابا صاحب کے مسلمان ہونے کے ثبوت میں سنہ ۱۸۹۵ء میں کتاب "ست بچن" اور اس کے بعد چشمہ معرفت میں تحریر فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں سلسلہ احمدیہ کے علماء کی طرف سے کئی ایک ٹریکٹ اور کتابیں اس موضوع پر شائع ہو چکی ہیں۔

بابا نانک صاحب مسلمان تھے۔

۱۔ بابا نانکؒ صاحب کو مسلمان ولی اللہ کہتے تھے۔
(جنم ساکھی بالا صـ ۱۳۲)

۲۔ پروفیسر سندر سنگھ آپ کو ولی عارف یقین کرتے تھے۔
(تواریخ گرو خالصہ صـ ۲۰۳۴)

۳۔ آپ کو نانک درویش کے نام سے پکارتے تھے (جنم ساکھی صـ ۲۲۸)

۴۔ آپ حاجی درویش بن کر مکّہ میں حج کے لئے گئے
(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۳۱)

۵۔ بغداد کے مسلمان حضرت بابا صاحب کو مسلمان پیر خیال کرتے ہیں ۔ (تواریخ گروہ خالصہ صفحہ ۴)

۶۔ حضرت باباجی فرماتے ہیں کہ خدا کی نگاہ میں وہی لوگ پسندیدہ ہیں ۔ جنہوں نے اسے کو ایک جانا ۔ تیس روزے رکھے اور پانچ نمازیں ادا کیں ۔ (سری راگ محلہ پہلا گرنتھ صاحب صفحہ ۲۴)

۷۔ حضرت بابا صاحب فرماتے ہیں " لعنت برسر تنان جو ترک نماز کریں ۔ تھوڑا بہنا کھٹیا ہتھو ہتھ گویں ۔

ترجمہ :۔ لعنت ان لوگوں پر ہے جو نماز کو چھوڑتے ہیں ۔ اور جو کوئی نیکی کی ہے وہ بھی اپنے ہاتھوں سے ضائع کرتے ہیں ۔ (جنم ساکھی بالا صفحہ ۲۲۲)

حضرت بابا نانک صاحبؒ

حضرت بابا نانک صاحب فرماتے ہیں :-

"برکت تن کو اگلے پڑھ دے رہن درود"

ترجمہ :- ان لوگوں کو اگلے جہان میں برکت ملے گی جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے رہتے ہیں (جیسا کہ گرنتھ صاحب سری راگ محلہ)

آنے والے گرو کا مقام

تاں مردانے پچھیا۔ گرو جی کبیر بھگت جیہا بھی کوئی ہور ہویا ہے۔ سری گرو نانک جی آکھیا۔ مردانیاں ایک جٹیا ہوسی۔ پر اساں تو پچھے سو برس تو بعد ہوسی۔ پھر مردانے پچھیا۔ جی کیڑے تھائیں آتے ملک وچ ہوسی۔ تاں گرو نے اکھیا۔ مردانیاں وٹالے دے پرگنے دچ ہوسی سن مردانیاں۔ نرنکار دے بھگت سب اکو روپ ہندے ہن۔ پر اوہ کبیر بھگت نالوں وڈ ہوسی۔ (جنم ساکھی بھائی بالا والی وڈی ساکھی صفحہ ۲۵۱)

ترجمہ :- مردانہ نے گرو نانک صاحب سے دریافت کیا کہ کبیر گرو جیسا کوئی گرو ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ کبیر سے بڑا ہوگا۔ اور بٹالہ تحصیل کے اندر آئے گا اور وہ زمیندار ہوگا اور ہم سے ۱۰۰ سو سال کے بعد آئے گا۔

نوٹ :- سکھوں کے دس گرو ہوئے ہیں۔ آخری گرو گوبند صاحب

ہوئے ہیں۔ ٹھیک ان کے ایک سَو سال بعد حضرت اقدس مسیح موعودؑ
پیدا ہوئے ہیں۔
دوسری بات یہ ہے کہ سکھوں میں سکھی تو دسویں گرو گوبند سنگھ
صاحب سے شروع ہوئی ہے۔

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے
تھک گئے ہم تو انہی باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے
آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر عیسائیوں کے اعتراضات

پہلا اعتراض :- مسیح ناصری نے خود آسمان سے آنا تھا تو مرزا صاحب مسیح کیسے ہوئے؟

الجواب :- یہ کہنا کہ مسیح ناصری خود آئے گا۔ غلط ہے۔
خود مسیح نے کہہ دیا ہے کہ میں اب واپس دنیا میں نہیں آؤں گا
بلکہ جو کوئی آئے گا میرے نام پر آئے گا۔ (دیکھو یوحنا ۱۶/۱۰)
میں باپ کے پاس جاتا ہوں۔ اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے اب سے
مجھے پھر ہرگز نہ دیکھو گے جب تک یہ نہ کہو گے کہ مبارک وہ جو
خداوند کے نام سے آتا ہے۔ (متی ۲۳/۲۹)
جسطرح یوحنا، ایلیا ہو سکتا ہے اسی طرح حضرت مرزا صاحب
بھی مسیح ہو سکتے ہیں۔ تورات میں ہے ایلیا رتھ سمیت آسمان
پر چڑھ گیا۔ (سلاطین ۲/۱۱)
پھر لکھا ہے ایلیا دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ (ملاکی ۴/۵)
یسوع نے جو یوحنا کو پیدا ہوا تھا ایلیا قرار دیا (متی ۱۱/۱۴)
یشوع اور ایوب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ یسوع مر گیا۔
(یشوع ۲۴/۲۹ - ایوب ۴۲/۱۶)

خدا ایک ہے۔ تین ایک ہیں۔

یوحنا کا پہلا خط:- تین ایک ہیں (متی ۵/۷) تین ہیں جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں۔ باپ، کلام، روح القدس۔ اور یہ تینوں ایک ہیں

خدا ایک ہے۔ سلاطین ۱۹/۱۰۔ زبور ۸۶/۸۔ تواریخ ۶/۱۴۔ زبور ۱۸/۳۱

سوال:- حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔ اور قریب قیامت میں فتنہ دجال کو فرو کرنے کیلئے آئینگے۔

الجواب:- حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا زندہ آسمان پر ہونا قرآن اور احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں ہے۔ اور جس شخص کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں فتنہ دجال کو فرو کرنے کے لئے مبعوث ہوگا اس نے امت محمدیہ میں سے پیدا ہونا تھا۔ چنانچہ بخاری میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا "وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ" کہ مسیح موعود امت محمدیہ کا امام ہوگا۔ جو اسی امت میں سے ہی ہوگا۔ پھر بخاری میں آنحضرت صلعم نے جو مسیح ناصری کا حلیہ بیان فرمایا ہے وہ سرخ رنگ اور گھنگریالے بال والا ہے۔ مگر آنے والے مسیح کا حلیہ آنحضرت صلعم نے گندمی رنگ اور سیدھے بال بیان فرمایا ہے (بخاری جلد ۲ ص ۱۵۹)

پس دو حلیے ایک آدمی کے نہیں ہو سکتے۔ اختلاف حلیے بتاتے ہیں کہ پہلا مسیح

فوت ہو چکا ہے اور آنے والا مسیح اسی دنیا میں پیدا ہونا تھا۔ جیسا کہ احادیث بخاری شریف کے الفاظ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو دیکھنا

میں نے ایک کشف میں اللہ تعالیٰ کو ایک بزرگ کی شکل میں دیکھا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے رب کو ایک نوجوان لڑکے کی صورت میں دیکھا ہے۔ (طبرانی وموضوعات کبیر صـ ۴۶)

(۲) حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پیران پیر فرماتے ہیں کہ میں نے خدا تعالیٰ کو اپنی والدہ کی صورت میں دیکھا ہے (بحر المعانی صـ ۶۴)

(۳) جناب محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دیوبند نے ایام طفلی میں یہ خواب دیکھا کہ گویا میں اللہ جل شانہ کی گود میں بیٹھا ہوں۔ ان کے دادا نے یہ تعبیر فرمائی کہ تم کو اللہ تعالیٰ علم عطا فرمائے گا اور بہت بڑے عالم ہو نگے اور نہایت شہرت حاصل ہوگی (سوانح عمری مولوی محمد قاسم صاحب صـ ۳۰)

اور پھر لکھا ہے کہ تم اگر خدا تعالیٰ کو جو کسی صورت میں بھی مقید نہیں ہوتا خواب میں دیکھو تو تعبیر بتانے والا تم سے کہے گا کہ جو کچھ تم نے دیکھا ٹھیک اور صحیح ہے لیکن اس کی تعبیر یہ ہے (الیواقیت والجواہر جلد ۱ صـ ۱۶۳)

خواب کا واقعہ مت مثل کسی طرح ہو سکتا ہے اس کے لئے دیکھو مندرجہ ذیل عبارت تذکرۃ الاولیاء صـ ۴۰ ۔

جنّت کا پروانہ

حضرت حسن بصریؒ کے حالات میں ایک واقعہ درج ہے۔ کہ آپ کا ہمسایہ شمعون نامی آتش پرست تھا۔ حضرت حسنؒ نے سنا کہ وہ سخت بیمار اور قریب المرگ ہے۔ تبلیغ کی وہ اس شرط پر مسلمان ہوا کہ آپ اسے جنّت کا پروانہ لکھ دیں۔ آپ نے اس پر اور بزرگان کے دستخط ثبت کر کے شمعون کی قبر میں جب وہ مر جائے تو اس کے ہاتھ میں دیدیں تاکہ اگلے جہاں میں گواہ رہے۔ چنانچہ حضرت حسنؒ نے ایسا ہی کیا مگر بعد میں خیال آیا کہ میں نے یہ کیا کیا۔ اس کو جنت کا پروانہ کیوں کر لکھ دیا۔ لکھا ہے کہ اس خیال میں سو گئے تو شمعون کو دیکھا کہ شمع کی طرح تاج سر پر اور مکلف لباس بدن میں ڈالا ہے۔ بہشت کے باغوں میں ٹہل رہے ہیں۔۔۔ اس نے حضرت حسن سے کہا۔ حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے اپنے محل میں اتارا ہے۔ اور اپنے کرم سے اپنا دیدار دکھایا ہے۔ اب آپ کے ذمہ کچھ بوجھ نہیں رہا۔ اب آپ سبکدوش ہو گئے۔ لیجئے یہ اپنا اقرار نامہ۔ کیونکہ اب اس کی ضرورت نہیں ہے جب حضرت حسنؒ خواب سے بیدار ہوئے تو خط کو اپنے ہاتھ میں دیکھا۔

(انوار الاذکیا ترجمہ اور تذکرۃ الاولیاء صفحہ)

چھینٹے کا واقعہ

اس قسم کا واقعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ہے ۔

اس کشف سے مندرجہ ذیل باتیں نظر آتی ہیں ۔

خدا تعالیٰ نے اپنی خاص حکمت سے قلم کے ساتھ زیادہ سیاہی لگا کر اس کو چھڑکا ۔

خدا تعالیٰ نیست سے ہست کر سکتا ہے ۔ یہ غلط ہے کہ خدا نیست سے ہست نہیں کر سکتا بلکہ مادّہ ہی سے کوئی چیز بنا سکتا ہے ۔

حضرت مولوی عبد اللہ سنوری نے جو موقعہ کے گواہ تھے حلفی بیان دیا کہ اس وقت کوئی صورت نہ تھی کہ سرخی کہیں سے آسکے بلکہ میں نے خود سیاہی کو حضرت کے کرتے پر گرتے ہوئے آنکھوں سے دیکھی ہے

(الفضل ۲۶ ستمبر ۱۹۱۶ء جلد ۴ صفحہ ۲۴)

اللّٰھم صلّ علیٰ سیّدنا محمّد وّعلیٰ آل سیّدنا محمّد وّبارک وسلّم علیہ و اصحابہ اجمعین ۔ اس مضمون کو میں آنحضرت صلعم کے درود پر ختم کرتا ہوں ۔ اور خدا سے دعا ہے کہ اگر کوئی غلطی ہو گئی ہو تو وہ اسکو معاف فرما دے گا اور مجھے نیک نیتی کا ثواب عطا کرے گا ۔ آمین ۔ اللّٰھم آمین ۔

خاکسار : محمد یوسف درویش زیروی بھکشو ۔ مبلغ اسلام

۳۱ دسمبر سنہ ۸۴ء

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم و دیگر بزرگان سے ملاقات

۵ اپریل ۱۹۸۵ء بروز جمعرات میں نے مندرجہ ذیل ایک رویاد دیکھا۔ نماز تہجد پڑھ کر بکثرت دعائیں اور بکثرت درود پڑھنے کے بعد میں سو گیا خواب میں میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلعم تشریف لائے ہیں۔ آپ کا چہرہ نورانی تھا اور چمک رہا تھا۔ دوسرے ایک اور بزرگ بھی تھے جن کو میں نہیں جانتا جو آنحضرت صلعم کی بڑی تعریف کر رہے تھے۔ اور میں ان بزرگوں کے درمیان کھڑا دیکھ رہا ہوں۔ حضورؐ نے مجھے مخاطب کر کے کچھ بات کہہ دی لیکن اس وقت مجھے یاد نہیں ہے آپؐ کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ اور حضرت میر اسحاق صاحبؓ جو کہ خلیفہ ثانی کے حقیقی ماموں ہوتے ہیں۔ یہ دو بزرگ بھی حضورؐ کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے بھی میری تعریف کی۔ کچھ باتیں کہیں لیکن اب مجھے یاد نہیں۔ اور یہ سب بزرگان جوانی کی حالت میں نورانی چہرے لئے ہوئے رونق افروز ہوئے تھے اور نہایت ہی خوشی کی حالت میں تھے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھلی۔ اس نظارہ کا میرے قلب پر تقریباً ۳ دن تک اثر رہا۔

اسی طرح ایک اور مرتبہ نماز تہجد و دیگر دعائیں پڑھ کر سوگیا تھا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور چند بزرگان دین کے درمیان رونق افروز تھے۔ ان میں سے ایک بزرگ نے حضور اکرم صلعم کی بے انتہا تعریف کر رہے تھے۔ اسپر ایک اور بزرگ یہ کہتے کہ جب بھی حضورؐ کا نام سننے میں آتا تو سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ بعض دو رکعت نماز پڑھتے۔ اس طرح آپ کے تعلق سے باتیں ہو رہی تھیں۔ ان کی مجھ سے بھی مخاطبت تھی۔ اور مجھ سے بھی یہ کہے کہ آپ نے بھی حضور اکرمؐ کو دیکھا ہے اور باتیں کی ہیں اسلئے آپ نہایت خوش قسمت ہیں اور عشق رسول میں سرشار وجود ہیں۔ اس وقت میری یہ حالت تھی جن کا الفاظ میں لانا مشکل ہے۔ اس کا اندازہ صاحب ذوق ہی کر سکتے ہیں۔ اس خوشی کی انتہا نہ رہی۔

حدیث میں ذکر ہے کہ جب کبھی کسی مجلس میں حضور صلعم کا نام آئے یا آپ کے واقعات یا سیرت پر باتیں ہوں تو ایسے وقت اگر کوئی حضور پر درود نہ بھیجے تو وہ بدقسمت کہلاتا ہے جس کا ذکر قرآن میں بھی آتا ہے۔ یہ دو یاد میں سمجھتا ہوں کہ کثرت سے درود شریف پڑھنے کا ہی نتیجہ ہے۔

خلیفۃ المسیح الرابع کی زیرِ صدارت خاکسار کی تقریر

۱۲ اپریل سنہ ۱۹۸۵ئ بروز جمعرات مندرجہ ذیل رویا دیکھا۔ جیسا کہ میری عادت ہے نماز تہجد ۲ بجے رات ادا کرتا ہوں۔ اس روز بھی بکثرت دعائیں و درود شریف پڑھ کر سو گیا۔ تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (مرزا طاہر احمد صاحب) کی زیرِ صدارت ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا گیا تھا۔ اس جلسہ میں ایک احمدی مبلغ جو مولوی فاضل تھے ان کو حکم ہوتا ہے کہ وہ تقریر کریں۔ جب وہ مبلغ تقریر کے لئے اسٹیج کے قریب آئے تو ان کی زبان سے کوئی لفظ بھی ادا نہیں ہو رہا تھا۔ وہ بار بار کچھ مخاطب کرنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن کوئی بات نہیں کہہ سکتے تھے۔ اسی اثناء میں ایک اور شخص بھی آیا اور اس مولوی صاحب کو پیچھے کر کے خاکسار کو یہ حکم دیا گیا کہ کچھ مخاطب کروں۔ چنانچہ خاکسار نے فوراً اسٹیج پر آکر نہایت ہی خوش الحانی سے تشہد اور سورۃ فاتحہ کے بعد بڑے ہی جلالی رنگ و جوش میں مخاطب کیا جو کہ میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ میں ایسا کہہ بھی سکتا ہوں۔ مجھے نہایت ہی تعجب ہوا۔ مجھے یاد ہے چند ایک الفاظ جو مندرجہ ذیل ہے۔

آج دنیا کے اندر امن قائم ہو سکتا ہے اور یقیناً اسلام ترقی کر سکتا ہے تو خلافت کے بابرکت وجود سے ہی ہو سکتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو سلسلہ ہے وہی بڑھے گا پھولے گا کوئی دنیا کی طاقت اس کو روک نہیں سکتی۔ اور یہ سلسلہ خلافت کی برکت سے ہی غالب آئے گا۔ اسی نہج پر زوردار تقریر کر رہا تھا کہ اچانک آنکھ کھلی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ نہایت ہی نورانی چہرہ تھا۔ جنہوں نے نہایت ہی خوشی سے خاکسار کی تقریر سنی۔ اور بہت خوش ہوئے۔

قوالی کے تعلق سے ایک رویا

یہ ۱۹۸۵ء کی بات ہے ۔ مجھے ایک جگہ رات گذارنا تھا ۔ جہاں پر اتفاق سے قوالی کا پروگرام تھا جس میں بڑے بڑے پائے کے مسلمان قوال تھے ۔ مجھے مجبوراً اس مجلس میں شریک ہونا تھا ۔ تقریباً رات ۱۱ بجے پروگرام شروع ہوا ۔ مجھے بیٹھے ہوئے تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ میرا چہرہ بالکل نیچے تھا ۔ اسی وقت ایک کشفی حالت طاری ہوئی ۔ مندرجہ ذیل حالت قوالی کرنے اور سننے والوں کی حالت دیکھا ۔

قوالی کرنے والوں کی سور اور کتوں کی شکلیں نظر آئیں جو نہایت ہی گندی اور ناپسندیدہ تھیں ۔ جن میں ایک بہت بڑا سور تھا جس کے منہ کو پاخانہ لگا ہوا تھا ۔ اور پاخانہ کی تلاش میں منہ مار رہا تھا ۔ اسی طرح دیگر چھوٹے چھوٹے سور اور کتے نہایت ہی بھیانک حالت میں نظر آئے ۔ اور سب کے منہ کو پاخانہ لگا ہوا تھا ۔ ان میں بعض ایسی شکلیں بھی نظر آئیں جو انسان نما تھے ۔ لیکن چہرہ نہایت ہی گندہ اور منہ کو پاخانہ لگا ہوا تھا ۔

یہ کشفی حالت جاتی رہی ۔ میں اسی طرح بیٹھا ہوا ہوں ۔ میں نے فوراً مسجد کی طرف گیا اور وضو کر کے نماز میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی ۔ توبہ اور استغفار کیا ۔ اس کشف سے ظاہر ہوتا ہے کہ قوالی انتہائی بری چیز ہے اور مکروہ ہے ۔ اس کا سننا اور منعقد کرنا نہایت بری چیز ہے ۔

مردے کو زندہ کیا

رمضان گزارنے کے بعد گلبرکہ جاتا ہوا راستے میں دو دن قیام کیا۔ ایک رات کو جب کہ میں نماز تہجد پڑھ کر سویا۔ رویا میں میں نے دیکھا کہ میرے بائیں طرف ایک آدمی ہے اور پانی کا ایک تالاب ہے۔ مذکورہ بالا آدمی نے کپڑے اتار کر اس چھوٹے سے تالاب میں غوطہ لگایا۔ لیکن جب وہ باہر نکلا تو وہ مر چکا تھا۔ اور سیدھا زمین پر گر پڑا۔ لوگوں نے شور مچایا کہ یہ آدمی مر چکا ہے۔ چنانچہ میں نے اس کی طرف توجہ کی اور اپنا دایاں ہاتھ جب اس کے سینہ پر پھیرا تو وہ اٹھ کر بیٹھا۔ یعنی اس وقت اس کی روح آ گئی۔ اور زندہ ہو گیا۔ اس پر سارے لوگ بڑے حیران ہو گئے۔ کہ درویش صاحب نے مردے کو زندہ کر دیا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

ایک آدمی کی عبرت ناک حالت

یادگیر سے ہی اس روز میں نے گلبرکہ جانا تھا۔ اس رات کو میں تہجد پڑھ کر سو گیا تو ایک آدمی کو میں نے دیکھا۔ وہ آدمی بڑا عالم ہے۔ مقرر اور خطیب بھی ہے۔ اور جماعت احمدیہ کا بڑا مخالف بھی ہے۔ میں نے رؤیا میں دیکھا اس کی حالت بدلنی شروع ہوئی۔ جو لوگ اس کا ساتھ دیتے تھے اس کا ساتھ دینا چھوڑ دئے۔ وہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گیا۔ چنانچہ دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر جیسے چوپائے چلتے ہیں ویسے چل رہا تھا۔ آخر اس کی اور بھی حالت خراب ہوتی گئی۔ اس کے

کپڑے بھی پھٹ گئے۔ اور دونوں ہاتھ زمین کو لگا کر بڑی مشکل سے چلتا تھا۔ آخر اس کے کپڑے پھٹ کر بالکل برہنہ ہو گیا۔ اور انتہائی بھیانک شکل ہو ئی کہ دیکھنے کو تک بھی کسی کی طبیعت نہیں چاہتی تھی۔ نہ معلوم کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔

لیلۃ القدر کا واقعہ

یہ ماہ رمضان ۱۹۸۵ء کا واقعہ ہے۔ کہ میں ماہ رمضان گزارنے کیلئے چینتہ کنٹہ گیا تھا۔ جہاں پر ایک بڑی جامع مسجد ہے اور چھوٹی سی مخلص جماعت بھی ہے۔ ان کی خواہش پر میں وہاں گیا۔ چنانچہ میں نے وہاں تراویح کی نماز پڑھائی۔ اور قرآن کریم کا اور حدیث شریف کا درس دیا۔ اور آخری عشرہ میں مسجد میں اعتکاف بیٹھا۔

چنانچہ میں نے خدائے تعالیٰ کے حضور بڑی کثرت سے دعائیں کیں۔ اور ۲۵ رمضان کو جو کہ آخری عشرہ کی طاق رات تھی۔ میں نے لیلۃ القدر کو دیکھا۔ اس کا مختصر خلاصہ یہ ہے:۔

اللہ تعالیٰ بذات خود ایک منصف کی حیثیت سے بیٹھا ہے۔ ہر ایک شخص کوئی کچھ کوئی کچھ مانگ رہا ہے جو سب کے سب دنیوی معاملات سے متعلق تھیں۔ اور جب میری باری آئی تو میں نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ چاہیئے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کچھ نہیں چاہیئے۔ بس اس پر میرے حق میں فیصلہ کر دیا۔ اور میں بیدار ہو گیا۔ اس وقت رات کے ایک بجے کا وقت تھا

اور آہستہ آہستہ بارش بھی ہو رہی تھی اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی ۔ اور میں دعاؤں میں مشغول ہو گیا ۔ اس وقت کی دعاؤں میں بہت ہی لطف و لذت محسوس ہونے لگی ۔ ہر قسم کی دینی و دنیوی ترقی کیلئے اور غلبہ اسلام کیلئے اور دنیا میں امن و اتحاد کیلئے میں نے بہت دعائیں کی ہیں ۔

کوّے کی زبان سے میں واقف ہوں

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں گلبرگہ میں درگاہ کی مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ کر بیٹھا تھا کہ کوّا آیا اور اس نے اپنی زبان میں آوازیں دینا شروع کی ۔ میں نے اس کی آواز سے یہ سمجھا کہ پولیس ناکہ میں میرے خلاف کچھ شکایت کسی نے کی ہے ۔

چنانچہ میں نے خیال کیا کہ ناکے کے آگے سے گذرنا چاہیئے ۔ اگر یہ واقعہ صحیح ہے جو کوّا کہہ رہا ہے تو پولیس والے خود مجھے بلا کر پوچھ تاچھ کریں گے ۔ چنانچہ میں پولیس اسٹیشن کے آگے سے گذرا ۔ تو پولیس والوں نے مجھے آواز دیا اور کہا میاں جی ادھر آؤ ذرا بات سنو ۔ چنانچہ مجھے کرسی دے کر بٹھایا ۔ اس ناکہ میں ۳ - ۴ پولیس کے آدمی تھے ۔ انہوں نے مجھ سے یہ دریافت کیا کہ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں کیا فرق ہے ؟ اور کلمہ کیا ہے ؟

چنانچہ میں نے ان کے سوالات کے تفصیل سے جوابات دئے اور جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے تمام اہم مسائل سے روشناس کیا۔ اس کے بعد تمام لوگوں نے بڑے احترام کے ساتھ شکریہ ادا کیا انہوں نے یہ بھی کہا کہ آپ کی جماعت سے متعلق بعض لوگوں نے ہمیں غلط فہمی میں ڈال دیا تھا۔ شکریہ! آپ نے ہماری غلط فہمیوں کا ازالہ فرمایا۔ اس کے بعد میں وہاں سے اپنے مقام پر آ گیا۔

آخر میں

میں اس کتاب کو بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل تین فارسی اشعار کے ساتھ ختم کرتا ہوں جو کہ آپ نے اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور شان میں فرمایا ہے۔

(۱) ؎ یا نبی اللہ فدائے ہر سرِ موئے توام
وقف راہِ تو کنم گر جاں دہندم صد ہزار (درثمین)

ترجمہ:- اے نبی اللہ میں آپ کے بال بال پر فدا ہوں، اگر مجھے لاکھ جانیں بھی ملیں تو میں انہیں تیری راہ میں وقف کر دوں۔

(۲) ؎ یا نبی اللہ جہاں تاریک شد از کفر و شرک
وقت آں آمد کہ بنمائی رخِ خورشید وار

ترجمہ :۔ اے نبی اللہ دنیا کفر اور شرک سے تاریک ہوگئی ہے اور اب وقت آگیا ہے کہ آپ سورج کے مانند اپنا چہرہ دکھائیں ۔

۵ (۳) خواجۂ در عاجزاں را بندہ

بادشاہ وبے کساں را چاکرے

ترجمہ :۔ وہ آقا ہو کر عاجزوں کی غلامی کرنے والا ہے ۔ اور بادشاہ ہو کر بیکسوں کا خادم ہے ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی عَبْدِکَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَعَلٰی اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارِکْ عَلَیْھِمْ ۔ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥

(تمت بالخیر)

خاکسار

محمد یوسف درویش زیروی

بھکشو مبلغ اسلام

مورخہ ۱۵ر جولائی

۱۹۸۵ء

(دائرہ پریس)